

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کہین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگہی آشنا و از معنوی دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گزاشت ہ

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے

آپ ہی نہ چل بسے کچھ اوس دلمین راہ کی
اثر کہین گے آہ کہ ہمنے بھی آہ کی

ہمین حیرت ہی آپ ہی مجھکو کیا دیوین جواب کا
کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

مہر کہین کچھ تو ہی تحقیق سی کیا کام مجھے
یون تو ناحق نہین دیکھے ہین دشنام مجھے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن ممتاز از تربیت یافتگان مولوی صہبائی ہ

ترا ہر ایک سے ملنا ہے ثابت وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو

ایک دن فاتحہ پڑہتا تہا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بہی باقی ہے سو مر دیکھینگے

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بر عہدۂ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت مامور بود و بصنائع لفظیہ خیلے گرایش داشت و با اینہمہ سخن سادہ پرکاری داشت در سنہ ۱۲۴۲ ازین خاکدان رخت بربست ہ

مین تو اوس نوجوان پہ غش ہون
ہائے عالم تری جوانی کا

یہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے
ہو رو سیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب پہ آنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

ہماری جان پہ گرتی ہی برق غم ظالم
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

پہرا عدم سے کوئی اب تلک نہ آگتا کر
خدا ہی جانے وہان ہین فراغتین کیا کیا

کہئے کیا کیون طفل اشک اپنی گلے کے ہار ہین
اس زمانہ کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہین

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بہی	تجہے یاد کافر بہانے بہت ہین
کشتن دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ	فسون سیکڑون ہین فسانے بہت ہین

احسن مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری ہوطن ولادتش در سنہ ۱۲۴۴ واقع شدہ ونسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بہوپال بسلک اعزہ منسلک است وبہ تعلیم کہین برادرم مامور در حسن تعلیم نا آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست ارژنگ فرہنگ کارنامہ فرہنگ آئینہ حسن تحفہ صدیقیہ وصحیفہ شاہجہانی ولغات شاہجہانی ومصطلحات شاہجہانی منشآتش در بنگالہ غازہ شہرت بر رو دارد سخن در ریختہ کمتر گفتہ است ودر پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذہ اش بود دیدہ ام طبع ہموار داشت ؎

نکرینگے سر شوریدہ کی ہم چارہ گری	اپنے سر پہ نہین لینگے ہم احسان اپنا
اثر دیکہو شہیدان محبت کی تواضع کا	نکلتا ہے میرے سینہ سے تیر اسکا کمان ہوکر
تن کا یہ نقشہ کہ ہل سکتا نہین جون نقش پا	دلکی یہ حالت کہ سو سو بار اوچہلا جاے ہے
گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لئے	وفا مین کرتا ہون ظالم تری جفا کے لئے
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد	خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے
وہان بہی نازسے تم میرا خون بہا دینا	کرون مین حشر مین دعوی جو خونبہا کے لئے
یہ سر کہ بار گران ہے بدوش جان احسن	لگا رکہا ہے کسی تیغ آزما کے لئے
دیر تک ٹہیرے وہ پس کشتن	بدگمانی کا مجہہ پہ احسان ہے

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازی الدین حیدر پادشاہ لکہنو خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گذاشت از تالیفات اوست صبح صادق ونور الانشا ومحامد حیدریہ ونقود الحکم وتذکرہ

آفتاب عالمتاب ودیوان پارسی وریختہ ہ

جان بھی ہمنے ہو گی تب غم ہجر انسے نجات ۔۔ عقلا اسلیئے کچہہ چیز لگا رکہتے ہین

اسیر منشی مظفر علی خان لکہنوی ارشد تلامذہ مصحفی درسایہ عطوفت فرمانروا رامپور بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود وبہ تدبیر الدولہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و در ریختہ او را دیوانہاست سخنور ریختہ گوست واین چند بیت از وست ہ

ثابت اپنا نہوا خون کسی پہ دم حشر ۔۔ ناز نے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پہ رکہا

کوے قاتل کو جو چلتا ہون تو سایہ ڈر کر ۔۔ پوچہتا ہے لیئے جاتے ہو کہان تم مجہکو

اشک قطب الدین نام از تلامذۂ داغ دہلوی است خیلے خوش گفتہ ہ

خوف رنجش نہ کچہہ اندیشۂ بیداد آیا ۔۔ لکہدیا خط مین وہنین وقت پہ جو یاد آیا

چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکہو ۔۔ ہے یہی شرم تو کب شیوۂ بیداد آیا

دلمین مرے رہا دل دشمن کو چہوڑ کر ۔۔ تیر نگاہ یار بہی ہے آبرو پسند

کہتے ہین مجہہ سے صرف یہہ ہیچو تو مول لین ۔۔ دل ہے پسند دل کی نہین آرزو پسند

میری قسمت مین خوشی کب تہی بجز رنج والم ۔۔ مین تو کہٹکا تہا وہین اپنا مقدر دیکہکر

خاکساری جو ٹہکانے سے لگادے مجہکو ۔۔ تو رہون چین سے خاک در جانان ہوکر

ادا کہتی ہے مین لون ناز کہتا ہی کہ مین لیلون ۔۔ ابہی سودا نہین دل کا خریدارونکی باتین ہین

ملائی جائیگی اوس بت کی صورت حور وغلمانسے ۔۔ بڑا موقع تو ہی یہ دیکہئے وہان ہم بہی تو بیچے ہین

دل اوسی فتنہ گر کا پیرو ہے ۔۔ فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے

خبردار اسکو چین آنے نہ دینا ۔۔ قسم لی اوس نے میرے ہمنشین سے

بزم دشمن مین مجہکو رہنے دو ۔۔ چاہیئے اک برے بہلے کے لیئے

اوسکی محفل کی دیکہنا تہذیب ۔۔ بات کا انتظام ہوتا ہے

اے جنم اگر کبھی کہہ ہو ۔۔۔ ہم سے لینا عذاب فرقت کے

افسوس میر شبیر علی خلف میر مظفر علی نسبش تا امام جعفر رضی اللہ عنہ منتہی میشود مرزا جوان سنجت را ہمدم خیر سگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشادت پیوند در آخر ایام عہدۂ انشاء کالج کلکتہ بود و باز گشت ؎

دیکھتے ہی اوسے جاننر ہو گئے مرجانیکو ۔۔۔ وہی احباب جو یان آئے تھے سمجھانیکو

افضل میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم از پدر خویش بہرۂ سخن برداشت ؎

دل سے شکوہ زبان تک آکر ۔۔۔ بن گیا شکر آپ کے ڈر سے
کیا مزا ہو جو وہ دربان سے اپنے کہدین ۔۔۔ کوئی یان آئے نپائے مگر افضل آئے

اکبر اکبر خان کمین برادر شیفتہ دہلوی از مومن خان باستفاضہ پرداختہ نیکو سنجیدہ است ؎

ہوا نہ شوق سے اوس کوچہ مین گذر اپنا ۔۔۔ ہمیشہ بہیجے رہا ہم سے نامہ بر اپنا
ہم تو یون ہی ہین جو خفا ہو تو خوش ہو ۔۔۔ آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

امیر منشی امیر احمد کمین فرزند مولوی کریم احمد لکھنوی نسبش تا حضرت شیخ مینا قدس سرہ میرسد زانوئے ادب پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ امروز بہ اوستادی فرمان فرمائے رامپور سرفراز است از تالیفات اوست مرآۃ الغیب گوہر انتخاب محامد خاتم النبیین مضامین دل آشوب مجموعۂ واسوختہا و قصاید و بعض مثنویات مثل نور تجلی و ابر کرم و مسدس نعتیہ مسمی بہ ذکر شاہ انبیا و سرمۂ بصیرت از گرامی سخن سنجانست و نامی اوستادان گفتار خود انتخاب کردہ نزد نامہ نگار فرستادہ ذوقہا کہ بخشید نتوان گفت ؎

اسقدر ہے دراز ہجر کی رات ۔۔۔ پہ تڑپنے سے جی نہین بھرتا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

وہ آئے کھینچ کے تلوار سکو شاد کیا
آمیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

تم اوسکا حسن تو نشے پہنچتا ہے میرے سینہ مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

لاکھون اوس لیلی کے دیوانے تھے اونمین عشق نے
ایک مشتِ استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہانون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہہ دل تھا کسیکا

چلے جو آج بتاتے تری گلی کی راہ
مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہے گریز
جی مین ہے آج سے عاشق ہون شب وقت پہ

ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے تمہاری وہان سنیگا کون

مجھکو دیکھا تو غیر سے بولے
آپ ہی مجھکو پیار کرتے ہین

عمر کو سارا زمانا گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین

روتے ہین ترے مریض بہر دن
چھاتی سے لگاکے درد دل کو

روز آنے کو جب کہا بولے
اک تمہین مجھکو پیار کرتے ہو

کرتے تو ہو آمیر سوال اوس سے حشر مین
اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

ایسے شبِ فرقت عجب اندھیری یہہ باہم
ساری دنیا مین تو دن اک میرے گہر مین رات

بسملون سے بھی ناز اٹھوائے
ہائے انداز میرے قاتل کے

ہے قصد کہ دل کعبہ نشینونکے چرائے
تاکا ہے بڑے گھر کو ترے دزد حنانے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھکو غصہ پہ پیار آتا ہے

مینے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے

کہئے نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

غیرونکے حال پہ تو بہت لطف ہے جنکے
ہم پہ بھی لطف حال ہمارا ہی غیر ہے

باقی نہ کوئی دل مین آلہی ہوس رہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس جیے

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچھہ اگر ہوش تو میخانے سے جاتے

ہاتھہ ڈالا مینے دامن پر تو بولے ناز سے
میرا دامن چھوڑ دے اپنا گریبان پھاڑیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہہ سمجھے
دل جو ٹوٹا تو ستانے کے لیئے جان گئی

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلا او لٹا ہے چاک گریبان کا

نہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہے قالب مین
سخی کے گہر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا

جگر کو دون کہ دلکو دون بتا اے ناوک قاتل
کہ دو پیاسو نمین ہے یہہ ایک قطرہ آب پیکان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن رہگیا پردہ گریبان کا

خلعت پہن کے آنیکی تھی گہر مین آرزو
یہہ حوصلہ بہی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھہ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

اہل محشر یہہ ہے احسان تیرے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک داماں کا

چہائی ہے بہار چہاڑکے اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

جب کہا مینے شب غم کوئی غمخوار نتھا
دردنے اوٹھہ کے کہا کیا یہہ گنہگار نتھا

قریب ہی یارو روز محشر چہپیگا کشتو نکا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

وہ مزا دیا تڑپنے کہ یہہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہہ اوس سے آئی
جمع پہر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہوکر

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہاں ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

تونے تو اسے سیاہی شبہاے تار ہجر
دہبّا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

کہتی ہے ہر پلک تری زلف دراز سے
چہوٹے سے قد پہ میرے سجا نا بلا ہون مین

اے برق تو ذرا کبہی تڑپی تہم گئی
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین

ٹہکراکے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مری آستانکے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بہرے ہوئے تجہمین کہانکے ہین

وہ اگر وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونہین کی زبانکے ہین

نہان رہتا ہے آئینہ سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکہو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون

مزا لے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
برنگ زخم ہم ہنس ہنسکے روتے ہین لہو برسون

نکالے یاس یون برباد میرے خانۂ دلکو
اسی گہر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجہکو
منہہ کے سوٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجہکو

ہین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکہہ سے دیکہا نکرو تم مجہکو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پیکے گنہگار بہی تو ہو

کانٹون سے کہو سنبہال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکہو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکہو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم سے
بہت رہے ہو مرے دلمین اب اور گہر دیکہو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتہہ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجہکو

دل ملگئے وصال کا سودا اٹہہ گیا
الفت کی آنکہہ بیچ مین دلال ہوگئی

آرائش اوسکی زلف نے کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پاؤن مین خلخال ہوگئی

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکہہ کہتی ہے کہ دیکہا چاہیئے

گر نہ انکار مرے خون سے اسے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے سوفار کی

اسکو پاس اپنے بلاتا ہے یہی عفو کا حکم
بیگناہوں نے صف آگے ہو گنہگاروں کی

اللہ رے قدر میرے گناہوں کی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سو جانیں ہوں تو تیغ پہ تیری فدا کروں
کیا جلد گتھ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

ہجو مے بیٹھ کے مسجد میں نکرے واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ ادھار کہی ہے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھسے بولے
یہہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے

حشر میں عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
کہ صبا دانتھیں بھولے تو مجھے یاد ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی میں کون ایسا ہے
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

چھوڑے کہیں نہ گیسوے پرخم نے اوسکے پیچ
کچھ رہ گئی تو میرے مقدر میں رہ گئے

نہ توڑا آئینہ جانے بھی دو کہ ایک ہی
تمہارے دیکھنے والوں میں یار باقی ہے

شوخی حسن سے لاکھ اونکو کیا طاق مگر
پھر اڑا کیں ہے ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری میں
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

منہ اپنا نہ آرسی میں دیکھو
سنبھلی کہ نہ چوٹ روبرو کی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جانجہان
اوسی انداز سے کہلے کہ نہیں تھوڑی سی

نکالے جاتے ہیں ہر روز اوسکے پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھیرے ہم عدو کا مدعا ٹھیرے

جفا دیکھو جنازہ پر مرے آکے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھیرے کہ اب ہم بیوفا ٹھیرے

شب وصلت قریب آنے نپائے کوئی خلوت میں
ادب ہم سے جدا ٹھیرے حیا تم سے جدا ٹھیرے

آنکھ کہتی ہے یہہ دل سے کہ کریگی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہیں ہم تمہارے گھر
لیکن یہہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا

انشاء اللہ خان خلف ماشاء اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ سنجان

ظرافت شعار ور مرشدآباد از خلوت کدۂ عدم برآمده و در پایان روزگار بزمرۂ جلیسان وزیرالممالک نواب سعادت علی خان درآمده از بیشتر فنون بهره مند و در بذله سنجی صاحب دستگاه بلند پرگو بود آنا منتخب گفتارش دلچسپ آمد ه

گلبرگ سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر
نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو	بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی	یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبہ ہی ہو آئیں بھلا سیر تو ہے
گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو کچھ	میری طرف کو دیکھیے میں نازنین سہی
گالیاں سیکڑوں دیں پاؤں جو دابے ہم نے	تحسینیں خوب ہی کیں خوب سے انعام لیے
دو بوسوں میں راضی نہوا میں تو وہ بولے	تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی

انور سید شجاع الدین نام عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس اوستاد بہادر شاه از تلامذۂ ذوق است گویند امروز در جیپور پاے افشرده است این مایه از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر اید ه

وہ آنکھیں نہیں ہاے کیا ہو گیا	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
نہیں سمجھا نہ آپ آئے کہیں سے	پسینا پونچھیے اپنی جبیں سے

ایجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی است ه

لگے ہم سے نظر اپنی چرانے	وہ سمجھے جس گھڑی لطفِ نظر کو

باء الموحده

بحر شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذۂ ناسخ است در امیسو درگذشت ه

کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوقت	کہ انپہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین	برا نہ مانیئے دو دن کا پیار دیکھ چکے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ فیض پذیر بود با واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودہ بہ کلکتہ شد و از انجا بسنہ ۱۸۵[illegible]ع رہگرای نیستی گاہ گشت ه

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تمکو نہ غیرت آئی

برکت برکت علی خان خیرآبادی مختار فرمانروای پٹیالہ نیک برمی گذارد ه

غم اوٹھاتا یہ مرے دلکا ٹھکانے لگجاے	ایک دم کے بھی لئے پاس جو بٹھلائے کوئی
مجھکو مرکاٹ کا سا جو پایا تو یون کہا	ہائے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہی تو کہتا ہون	ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے

بسمل عبد الحکیم برادرزادہ مولوی صہبائی پارسی آشنا بود و از فن طب و حکمت بہرہ مند ه

اگر نہ تیغ نگہ سے اسے سجاتا مین	تو ہر ہدف کے لئے آج دل کہان ہوتا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس	پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

بقا بقاء اللہ اکبرآبادی پور حافظ لطف اللہ خوشنویس میر و مرزا را دریافتہ مرد ظرافت پیشہ درست اندیشہ بود بپارسی از مرزا مکین مستفیض و در ریختہ از شاہ حاتم و میر درد مستفید ه

مزہ مری دل سے مرے پاس سے جانا کیا تھا	راہ بس نا پئے آئے تھے یہ آنا کیا تھا

دیکھہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین ۔ اوسکا مین چاہنے والا ہون بقاوہ ہے یہین

بلند صفدر علی بیگ خط نستعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا صاحب بہرہ اندوز بود ہ

ایک بوسہ پہ یہہ لڑائی حیف ۔ دس نہین سو نہین ہزار نہین

بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین را مرید عقیدت شعار و مرزا مظہر رح را تلمیذ رشادت پیوند بود رحمۃ اللہ علیہما در حیدرآباد فرد شد حرف خوش میزد ہ

مت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بہی ۔ جسطرح کٹا روز گزر جائیگی شب بہی

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو ۔ تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

بیتاب عباس علی خان برادر زادہ نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم فرمان فرمائے رامپور شیوہ سخن از حکیم مومن خان آموختہ سخن دلکش میگزارد ہ

بیدار ہوا رقیب کا غم دلمین اندنون ۔ بیتاب غم بہی کہانے مین اب کچھہ مزہ نہین

سحر نہ دیکھنی ہمکو نصیب ہو یارب ۔ شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہوگی

بیدار میر محمدی دہلوی با مرتضے قلی خان نسبت تلمذ درست داشتہ و با مولانا فخر الدین رح پیوند ارادت محکم در اکبرآباد عنصری پیوند گسیخت ہ

کرتا ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے ۔ اگر یہہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا

فتراک سے باندہ خواہ مت باندہ ۔ اب تیرے شکار ہو گئے ہم

آج لگتی ہے کچھہ بغل خالی ۔ کون سینہ سے لے گیا دل کو

خوابمین ایک بہی شب یار نہ آیا بیدار ۔ اس تمنا مین کئی دن ہوئے سوتے سوتے

بیمار شیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کمشنری بریلی از اوائل عمر سودائے سخنگوئی در سر میداشت در شباب بشوق بہ لکھنو گذر کرد و در تلامذہ

مصحفی انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرای ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند باصرار رئیس محتشم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری اختیار نمود صاحب زبان مغزدار است و استاد قیامت کار چندین دیوان غزلیات و قصاید فراہم آوردہ و پریشان ساختہ

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق منہہ دیکھتے ہی قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مرے آکر	کچھہ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہین آج	ہر چند کہ تھی حالت غش کل بھی پر ایسی
کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے	کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا مجھہ سے
نہ بہنے دیگی وحشت بتکدہ مین	اوٹھو بیمار جو مرضی خدا کی

تاء فوقانی

تابان میر عبد الحی جہان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب درگذشت

تو دیکھہ مجھکو نزع مین مت کراہ کہ تیرے بعد	مجھہ سے بہت ہین ایک نہ ہوگا تو کیا ہوا
کس طرح کی ملین گزرتی ہین حسرتین	ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
کس سے فریاد کرون کہ وہ ہرجائی ہے	آہ اس بات مین میری بھی تو رسوائی ہے

تپش مرزا جان نامش اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پس

در بنگاله بجز که نواب شمس الدوله در آمد سینسکرت نیکو میدانست درین فن از تلامذهٔ میر درد دهلوی بود رحمة الله علیه بیشتر مقطعات میگفت ه

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہی تہا نا مشکل	بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف به حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواهرزاده میر تقی میر ظرافت منش جوانے بود ه

آنکھین خدانے دیکھنے کو دی ہین میر جان	دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا
وہ ابتو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی	جب ہم نہین ہونے کے بہت یاد کرینگے

تسلیم منشی محمد انور حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در هر دو زبان پارسی و ریخته نغزگوست و در صنایع و بدایع او را نامهاست و در تاریخگوئی ید طولی دارد دو دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریخته مثنوی و قصائد مزید علیه اکنون ستر گ نامه در تحقیق الفاظ ترتیب داده است ه

کاٹ سر میرا لہکا بدن ہو جائیگا	کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائے گا
حال یہہ اون کی انجمن مین ہے	ہر سخن معترض سخن مین ہے
دیکھیے نئی تازہ اوپچ وہ میری فریاد کی	باغبان لوٹ ہے حالت تری صیاد کی

تسلیم شیخ امیر الله فرزند مولوی عبد الصمد فیض آبادی سخن طرازی از نسیم دہلوی آموخته دیوانے دارد مثنوی ناله تسلیم و مثنوی دل و جان اورات گویند امروز در رامپور از متوسلان ریاست است ه

نہ سہی معلوم بگڑے آج کس سے	مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
ہائے کب تک نہین گھبراونگا ای دست جنون	ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہلجاؤ نگا
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو	ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود که فرخ سیر را از هم

گذرانید درسنہ ۱۲۶۲ وفات یافت ۵

چپ لگی مجہکو تو پرچا یہی پہر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بہی پنہان ہوگا

ہر صبح وہ ڈہونڈے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچہا

تکو بہی تو غیر وںسے وہ اخلاص نہین ہے
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکہا

خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی
سچ تو یہہ ہے کہ برا ہوتا ہی اچہا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہے
یون ہی تم مجہسے خفا ہوکے ذرا الجہا

تمہین بہی کہولنی زلفین پڑینگی
دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا

یہہ تو سچ ہے کہ جو تم جا ہوگے گذر و گے
پر یہہ ممکن نہین ہم پر کبہی بیداد نہو

دہم آتا ہے مٹا کر خط پیشانی یاسے
اسمین لکہا نہو اوس درکی جبین سائی کو

اب یہہ حالت ہے کہ اونسا بیمار رد
میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

تصویر بتن نام دہلوی سواد روشن نکردہ بود اما طبع خوشی داشت نجیب زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ ۵

کچہہ بن آیا تو شبکو آپ کہکر اپنے ظلم
بیمزہ رکہنے کو میرے وہ پشیمان ہی رہا

رہا ہوئے بہی ہم تو رہی قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکہتے

کچہہ مزا شور تبسم نے تمہارے ہے دیا
یون تو زخمونپہ بہت ہم نے نمکدان اولٹے

یہہ بہی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹہے بیٹہے مجہے تم رولا چکے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

تعشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان قاسم پدر میر عزت اللہ عشق و اللہ اعلم و نیز وے قرابتے با ایشان داشت تعلیم دانش جویان مدرسۂ انگریزی شاہجہان نامزد بود ۵

سامنے دیکہیو آتا ہے تعشق وہ کون
بارے کہا ہتو ہوا خوش دل مجروح ترا

وعدۂ شام تو کیا ہے و لے		کچھ وہ آتا نظر نہین آتا

تمنا یکے از اقامت پذیرندگان کلکتہ ہ

جو اسطرف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق بہی آکے دیکھو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑہا کے دیکھو
کہلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہاے نو رسیدہ
تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی ؛

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبیبان منعش از وقاع کردند درآن حال شعرے گفت وہو ہذا ہ

اپنی تو یہہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر		پروازکی طاقت نہین اور پاس چمن ہے

تنہا محمد عیسی از دہلی ست از مصحفی تہذیب گفتار پرداخت ہ

ہین جو روٹہا تو منا کر ہمے وہ یون بولا		کہئے کیا کرتے جو تمکو نہ مناتا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ہ

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے		کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل
ہم تو خاطر سے تری غیرونکو بہی تعظیم دین		رشک پر کہتا ہے بیٹھو اپنی یہہ عادت نہین
بتو نکو چاہنا اور حضرت توقیر یہہ صورت		بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

ثاء مثلثہ

ثاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کا سہ لیس مرزا غالب است ہنگام شورش ہند جامہ گذاشت خیلے نغز گفتار بود ہ

اوس عصر مین کہتے تھے اپنے پیارے طوفان
گہر بیابان مین بنایا نہین ہمنے لیکن
جو کام مین غیر کے ہوتین صرف
تمنا نہین ہمکو پروا انکی کی
نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہہ ہے
دلکا سودا ہے خفا ہونیکی یہہ باتین نہین
دانتے پالی کی خبر لینیکی توفیق نہین
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہو نصیب
رکہتے ہین لوگ خلوتِ دشمن کا اتہام

بچپن کا ہے یہہ نام مرے دیدۂ تر کا
جسکو گہر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
افسوس وہ دلربا ادائین
وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہین
کہ ہم خود بدآموز قاتل ہوئے ہین
گفتگو رہتی ہے بایع کو خریدار کے ساتھ
کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
کافر بتونکو کہتے ہین عشاق پیارے
بے پردگی مین پردہ ہی پردہ اوٹھایئے

جیم تازی

جرأت شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آموخت اما از وی بمراتب درگذشت و باوستادی نام برآورد در ستار نوازی مہارت شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرأت و انشا و مصحفی دریک زمانہ بودہ اند و باکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال گرفتہ در ۱۲۲۵ھ قالب تہی کرد ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ خویش ممتاز ہ

جنہونکا نامہ پہنچتا ہے اوس ستمگر تک
وہ دیتے کل ہمنے اوسکے آستانکو دیکہکر
غم سے گہٹتا یہہ مرا سب بین بڑہاتا ہی اوسے

اونہین کا کاشکے جرأت ہمی نامہ بر ہوتا
رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکہکر
جو تجھے دیکھے ہی سو دیکہنے جاتا ہی اوسے

وہ نہ آئے تو یہہ ہو جائے غلط
کہ بن آئی نہیں مرتا کوئی ۞

قاتل نہ مجھہ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی

یہہ تو کیونکر میں کہوں کچھہ نہیں بہاتا مجھکو
کچھہ تو بہایا ہے کہ جو کچھہ نہیں بہاتا ہے مجھے

سنیو شوخی کہ یہہ کہتا ہے وہ قاصد سے مرے
نامہ لے پر ابھی وہاں جائیں تاخیر لگا

حیران ہوں میں وہ کون ہیں جو ہیں وصل میں
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر

میری بیتابی سے محفل میں یہہ کھٹکا ہے اوسکو
اوٹھہ کے ہونے نہ لگے یہہ مرے قربان کہیں

یہ رنگ مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن
جو تم پھر آؤ تمہارے پھریں ہمارے دن

کچھہ لگاوٹ کا سبب اور نہیں پر جرأت
یہہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگا رکھے

روداد اوس سے کہیئے تو منہہ پھیر مسکرا
کیا چپکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بد ظن کے آنے کی
کہ آکر نعش پر کہنے لگا خوبی بہانے کی

یاد اوسسے بدے ہم نے بہت کئی بوسے
ہارے بھی تو کیا ہار مزیدار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکھنوی ارشد تلامذہ فتح الدولہ برق قصیدہ در مدح پدر عالی گہرم فرستادہ بنظر نامہ گرد آور ہم رسید غزلے خوش گفتہ است ؎

آج کچھہ لپٹے ہی جاتے ہیں وہ آئینہ سے
نشۂ بیخود کیئے دیتا ہے خود آرائی کا

آج تو وہ بھی نہایت مجھکو مضطر دیکھکر
کچھہ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھکر

فریب جنکا تماشا نگاہ یار کو دے
وہ داغ ڈہونڈتے ہیں جسم داغدار میں ہم

غم نصیبوں میں محبت کی خوشی کا کیا کام
کہیں ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو

حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آنکھہ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو

دعا ہمیں نہیں دیتے سب اہل حشر پھرے
تمام ایک ہی جھگڑے میں روز محشر تھا

ہماری جان عشق ہو شوخیونپر کیونہ اوسکی — کہ جسپر پیار آجاتا ہے تمسے خوبصورت کو
دکہایا اوسنے جلوہ اور ہمین کچہہ نہین دکہایا — گواہی اسکی بہی ہوگی جبلکہ میری حیرت کو
ڈہونڈہ دیتے ہمین اوسکو کہین اے شیخ — تم خدا ترس تہے اک کام ہمارا کرتے
غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری — میرے روٹہے کو منا لائیگی حسرت میری
رویئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے — وہ تو ہنستی بہی نہین سنکے مصیبت میری

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش سنہ ۱۲۷۳ ہجری از متوسلان ریاست بہوپال است اور است ه

جسکا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایجاد آیا — کیا برا ہوئے تہے کیا خوب ہمین یاد آیا
تہا وعدہ وصال جو شبکو تو شام سے — پیغام مرگ آکے اجل نے سنا دیا

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی سال ولادتش سنہ ۱۲۷۳ ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی صابر حسین صبا میگیرد حالا متوسل ریاست بہوپال است از وست ه

بار عصیان نہ گنہگار اوٹہا کر لیجائین — اینحد اراہ مین لٹ جاے یہہ سامان انکا
کچہہ بلبلونکو یاد ہین کچہہ قمریونکو حفظ — عالم مین ٹکڑے ٹکڑے مری داستانکے ہین
بہت اوس گل کے بلبل ہین الجہتے کیون نہین اونسے — مجہی پر خار کہائے بیٹہے ہین کانٹے بیابانکے

جودت عبد الہادی فرزند مولوی عبد اللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ ایست متصل لکہنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور خواندہ واکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف مسیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رسانید

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ ودر ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر میکند ریختہ آرائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ہ

ہمارے دل مین بھی آیا تو منہ چھپائے ہوئے	اس آئینہ مین بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
دل اوس نے مجھکو جو پھیر تو ناز نے یہ کہا	کہ ایک یہ بھی ہے انداز دلربائی کا
ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہین	عجب جگہہ ہے نہانخانہ پارسائی کا
سگِ جانان ہماری ہڈیان کہانیکو آتا ہے	ادب سے قاعدہ اک ذرا ہٹ کر ہما ٹھیرے

جوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جادہ ہر وضع نیک پیمودہ ہ

قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا	اوسکو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا
بیکسی سے بھی گلہ ہے مجھے	تھام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا
توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو	کرامت دیکھیو اے ناتوانی دوش سے مجھکو

حای مہملہ

حالی مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروز در دہلی است در صحبت حضرت شیفتہ خیلے بسر بردہ مرزا غالب را فرو دیدہ یادگار است ودر نغز سرائی نادرہ کار ریختے از گفتارش دیدہ ام وبرخے شنیدہ ام اندازہ دان لفظ ورتبہ شناس معنی است ہ

روز وداع بھی شب ہجران سے کم نہ تھا	کچھ صبح ہی سے شام الم کا ظہور تھا
نہین بھولتا اوسکی رخصت کا وقت	وہ رو رو کے ملنا بلا ہو گیا
ملتے ہی اونکے بھول گئے کلفتین تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

آج امتحان ہے نالۂ بے اختیار کا | کل فرق دیکھنا ہے ترے رازدار کا
اوچھے ہین طعن وصل عدو پر دم وصال | پھر روکنا پڑا دل امیدوار کا
تم نے کیون وصل مین پہلو بدلا | کس کو دعوی ہے شکیبائی کا
اب بھاگتے ہین سایۂ زلف بتان سے ہم | کچھ دل سے ہین ڈرے ہوئے کچھ آسمان سے ہم
رخصت ملی ہے وصل مین تحریک شوق کو | اے عشق بھاگتے ہین اسی امتحان سے ہم
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوبتر کہان | اب ٹھیرتی ہے دیکھیئے جا کر نظر کہان
ہم جیسے مر رہے ہین وہ ہے بات ہی کچھ اور | عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان
بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ | اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران نہین
خلوت خاص مین سے وہ رہ کے عدو سے کہہ کے | وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان نہین
مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین | بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو
سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم | ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے
رہرو تشنہ لب نہ گھبرانا | اب لیا چشمۂ بقا تو نے

حسرت مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد سرب سنگہ دیوانہ بود یک چند بسرکار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان جہانیان برید در سنہ ۱۲ از جہان رفت

کون دیکھے گا بھلا اس مین ہے رسوائی کیا | خواب مین آنیکی بھی تم نے قسم کھائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آوردہ اند واللہ اعلم

ساقی مے دے کہ اہل مجلس | پانی پانی پکارتے ہین
کس کا ہے جگر جس پہ یہہ بیداد کرو گے | لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کرو گے
یہہ بھی اک ستم ہے کہ خواب مین مجھے شکل آ کے دکھا گئے | کبھی نیند بر سو نہین آئی تھی سو اسی طرح سے جگا گئے

حسن سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین ضیا ہراتی اصل دہلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ بہرہ می داشت مثنوی بدر منیر از دست در سنہ ۱۲۰۱ آخشیجی پیکر برانداخت خوش گفتہ ؎

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
میں نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارہ نکیا

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آجکی شب بھی سو چکے ہم

ناز سے عشوہ سے غمزہ سے لگا لیتے ہیں
وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جائیں

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہے کہیں
جی دھڑک جاتا ہے ایسا کہ کہیں تو ہی نہو

دی تھی یہہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی
اوجڑے یہہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہووے

ساتھ دیکھوں ہوں کسیکے جو کسی کو سر راہ
میں بھی جی رکھتا ہوں مجھکو بھی ہوس آتی ہے

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زر بخش تلمیذ خواجہ میر درد در اوائل نثار تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب دستگاہے ؎

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حیا مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گوینده امروز در رامپور است شطرنج بس خوب میبازد ؎

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت میں آگئی
روز محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا

اک نہ اک دن جان جاتی آخرش لیکن حیا
مر گئے اوس پر تو اوسکے دل ہی میں گھر ہو گیا

ملایا خاک میں اور اوسپہ کہتے ہیں کہ مجھے
کچھ امتحان محبت کا کر نہیں آتا

ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
پہ مجھکو حیا حال دکھانا نہیں آتا

سنا ہے یار کہتا ہے کسیکے کام آؤنگا
جو یہہ سچ ہے تو میں بھی اپنی قسمت آزماؤنگا

دشمن کو دیا میرے لیے وہ ہی فلک نے ۔ جو کینہ کہ سینے دل مضطر سے نکالا
حق مین صبا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ ۔ مصروف وقت مرگ بھی یاد بتا نہین تھا
وہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ سوتکو مین ۔ قضا پھری مرے بستر کے گرد ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام ۔ ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا لیا کرون

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت ووے نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید ہ

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے ۔ ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سیا والے

خاے معجمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابوظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ ہ

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق ۔ جو تیری خو تھی وہ ہی مرا مدعا ہوا
کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہی جیسا تو ہے ۔ مجھ سے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقاے مرزا نادر نیشاپوری شیر در لکھنؤ می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از وست ہ

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا ۔ داغ کی طرح سے رہجائیے گا
جانسجان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو ۔ موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارونمین

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ کشمیری موطن لکھنؤی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ہ

روح قالب سے یہہ کہکر نکلی ۔ دل کسی اور سے بہلائیگا

دال مہملہ

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذۂ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانروای رامپور بمن او را غائبانہ اتحادی است ہرچند تلاقی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکی گفتار دلاویز خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانی ترتیب دادہ ہست بعد طبع یکی نزد نامہ گرد آور فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگری را دادہ باشند و زبانیکہ او را بخشیدہ اند فی زماننا ہیچ کسی را میسر نیست بیشتر ازین ستایش گفتار وی چہ توان گفت خیر الکلام ما قل و دل فرصتم نیست ورنہ از ہمہ کلام او انتخاب میزدم و بقلم می کشیدم آنکہ می بینی از چند جا برداشتہ ام ۵

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان پیکان — چھوڑ دیتے ہین یہ منہ چوم کے سوفاروں کا
ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشاروں کا — غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقراروں کا
خدا جانے ہوئی ہین دفن کیا کیا حسرتین اسمین — پھپھولوں سے مرے سینہ پہ عالم ہے مزاروں کا
ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پہ — پھر اوس پر صبر اتنا ہاے دل امیدواروں کا
لے ہی تو آئین گے اوسے ہمدم — میرے ہی نام سے تو آئیے گا
ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا — حسرت اوس دل کیہ جس دلمین یہ پنہان ہوگا
کوستا ہون جو نصیبونکو تو کہتا ہے وہ شوخ — پھر محبت نکرے گا اگر انسان ہوگا
عشق کیا شی ہے وہ یہ شی ہے کہ دلمین شوق وصل — خون ہو کر آگیا غم بنگیا سم ہوگیا
اک حرف آرزو پہ وہ مجھ سے خفا ہوئے — اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہوگیا
جسکی نقلین شکوہ وہ ہوا اوسکو دیکھئے — جسوقت آنکھ کھل گئی دیدار ہوگیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اشتہار تنک — کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

بتایئن لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا — تمہارے کان مین اک حرف ہمنے ڈالدیا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا — ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا

لئے تو چلتے ہین حضرت دل تمہین بھی او دلربا انجمن مین لیکن — ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا

مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بری ٹھہری — حسینونکے لئے اک حسن ہے برگشتہ مژگانکا

بناتا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم ہی ہے — کہان اوڑ جائے لیکر قبر کو مردہ مسلمانکا

کسیکی شرم آلودہ نگاہون مین یہہ شوخی ہے — اسے دیکھا اوسے دیکھا ادہر تاکا اودہر جھانکا

بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم — کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگانکا

گرہ کیسی لگی تہی کہل پڑی کس راہ مین فتنے — نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامانکا

حوران خلد بولتی ہین بڑہ کے بولیان — نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا

ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی — تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

ڈوب کر سینہ مین اس نگ سے پیکان نکلا — دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تہا ناصح — ہائے کمبخت ترے منہ سے یہہ کیونکر نکلا

دلمین لے دے کے رہا تہا ایک قطرہ خونکا — کچھہ نیاز غم ہوا کچھہ صرف مژگان ہو گیا

بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالان ہین داغ — کوئی جانے مفت مین حضرت کو نقصان ہو گیا

کیا تہا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن — خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدہر پایا

وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے — وہ رکھکر ہاتھہ کانون پر ترا کہنا کہ بہر پایا

تمہاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتی ہین — کہا مجھہ سے ترا دل بھی کسی نے کچھہ اگر پایا

بزم اغیار کا نہ کور ہے میرے آگے — وہ بھی اسطرح کہ افسوس ہان تو نہوا

ترے دست حنائی مین بھی ہے چور — کسی کو ہاتھہ کا سچا نپایا

وصل مین ہائے وہ اترا کے مرا بولا اٹھنا — اے فلک دیکھہ تو یہہ کون مرے گھر آیا

وعدہ یہ مری اونکی قیامت کی ہی تکرار
جھکی ہی جاتی ہی کچھہ خود بخود حیا سی وہ آنکھہ
زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات
اے شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑہیگا شوق
عمر کچھہ نکرنہ بسر کیجیے غافل ہوکر
بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پہ
جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوسنے
ترے بیمار کو آتی نہین موت
حورون کا انتظار کرے کون حشر تک
خدا سے کوئی پوچھے حشر مین ہم ستی تر آگئے
میخانہ کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
نہین ہے غرور او نہین ہی ستم رسیدونکے
مجھکو تباہ چشم مروت نے کردیا
خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبونسے
ملے مجھہ سے تو فرمایا تمہین کو داغ کہتے ہین
اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھی کو سپہر
کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
چھین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے
عرصہ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر

اور بات ہے اتنی کہ ادہر کل ہی ادہر آج
گرتی ہی پڑتی ہی بیمار ناتوان کیطرح
وان سب عبادتین ہین وضو بے وضو پسند
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند
کہ ملا ہے ہمین اک قطرہ مے دل ہوکر
مہربان آنکھہ کی خفت مرے سر آنکھون پر
جب کہا مین نے مرا صبر پڑیگا کسپر
پڑے جائے کوئی لین کہان تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین
کہ وہان تم کسپہ مرتے تھی کہین ہم اپنے مرنیپر
ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادہر کہان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین
وہان وہ چرخ کو قایم مقام کرتے ہین
ملجائے تو چرا اون کسیکی نظر کو مین
خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنیوالے مین
تمہین ہو ماہ کامل مین تمہین سے ہو لاکہین
مرے قاتل کا چرچا کیون ہے کسیسے گوارا نہین
یہہ وہ گردش ہے کہ تیر بہی مقدر مین نہین
مین کسے جاونگا محتاج ہون مقدور نہین
اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو
کہتے ہین کون ہون مین جانتے ہو تم مجھکو

دیکھنا پیرِ مغان حضرتِ زاہد تو نہین
عدم سے سب آتے ہین یان چار دنکو
تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
تلخیٔ موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہہ
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین
گو چھپا ہی پہ یہ جنبشِ لب کہہ ہی صاف
دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو
صبحِ روشن کے آگے شمع رکھکے وہ یہ کہتے ہین
یار کا پاسِ نزاکت دلِ ناشاد ہے
باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی
تلوار ابھی کو ہے مری آہ
یہہ بھی احسان ہے جو وعدے ہون
بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
ملے تو حشر مین لے لون زبان ناصح کی
ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت
حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین
خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیرِ صیاد
شرکتِ غم بھی نہین چاہتی غیرت میری
گئے ہین اور یہہ کہتے گئے ہین

کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پسِ خُم مجھکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ
کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ
منہ سے شیرین کے ابھی دودھ کی بو آتی ہے
نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین دلونکے
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
قاصد کے منہ مین پھرتی ہے شوخی جوابکی
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہئے
اودھر جاتا ہے دیکھین یا ادھر پروانہ آتا ہے
نالہ رکتا ہوا اٹھتی ہوئی فریاد رہے
کہ مری بھول کی عادت ہے تجھے یاد رہے
وہ آنکھہ نہین ہے نامہ بر کی
وہ بھی ظالم تری کمر کی
دوسرے تیسرے قیامت کے
وہ منتون سے کہے جب ہو خدا کے لئے
عجیب چیز ہے یہہ طول مدعا کے لئے
گھر بگاڑین گے ہزارونکے سنورنیوالے
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے
ہم سے اچھے رہے صدقے ہین اوترنیوالے
خیر کی ہو گئے رہے یا شبِ فرقت میری
بھول جاؤگے اپنے ہمنشین سے

نہین آتا تجھے گر اے تمنّا ٭ نکلنا سیکھ لے جان حزین سے
وقت نظارہ کی کشش حسن نے کی ٭ آنکھونکو لیکے ساتھہ مین میری نظر گئی
طرز قدیمی مین کبھی شیوۂ انسا نہین کبھی ٭ ہم بہی اک چیز تہے اس عالم امکان مین کبھی
دلمین بے لطف رہی خار تمنّا کی خلش ٭ نوک بنکر نہ رہا یہہ کبھی مژگان مین کبھی
زبان دے نہ عدو کو کہ یہہ تو وہ شی ہے ٭ ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین رہے
چھین لین حشر کے دن تمسے نہ حورین مجھکو ٭ اونکو حسرت ہے کہ یہہ ہمکو ملے ہم مین سے ہے
مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتایا ہون ٭ کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین رہے
حسن مجرم رہا کہ عشق رہا ٭ غیب کی کچھہ خبر نہین آتی
قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم ٭ ہاتھہ اونکی کمر نہین آتی
حال معلوم ہے قیامت کا ٭ بات کہنے مین پر نہین آتی
بیٹھا میر کی بات پہ آپس مین رنج کیا ٭ میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبانکی ہے
وقت خرام ناز دکہا دو جُدا جُدا ٭ یہہ چال حشر کی یہہ روش آسمانکی ہے
فرصت کہان کہ ہم سے کسیوقت تو ملے ٭ دن غیر کا ہے رات ترے پاسبانکی ہے

درد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب تخلص رح سلسلۂ نسب پاکش در فقرات تا امام الطریقۃ خواجۂ خواجگان بہاؤ الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ می رسد و در امرا تا نواب ظفر خان کہ بعہد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از ناموران بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی مہارتے شایستہ داشتند ہما تا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیہ بر گرفتند از اکابر اولیا بودہ اند و اجلۂ اتقیا علاوہ این کمالات در سخنوری نیز از اساتذہ اند زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

اساتذہ سودا گوید ہ

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھہ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

از تالیفات ایشان است نالۂ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل و ایشان را دو تا دیوان است یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ہ

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھہ دور نتھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہہ دستور نتھا

ہے کوتہی اجل کیطرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

پھرتی ہے خاک میری صبا در بدر لئے
اے چشم اشکبار یہہ کیا تجھکو ہو گیا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

فلک سمجھہ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اپنے بندہ پہ جو کچھہ چاہو سو بیداد کرو
یہہ نہ آجائے کہین جی مین کہ آزاد کرو

کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

کبھو ہنسنا کبھی رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن مین کچھہ ہے آن مین کچھہ ہے

اگلے معانقہ کو اگر کیجے معاف
لگجاؤن اب گلے سے مکافات کے لئے

تیری گلی مین مین نہ چلون اور صبا چلے
یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے

روندے ہے مثل نقش قدم خلق یان مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

دیوانہ رائے سرپ سنگھہ ہمشیرہ زادہ راجہ جہا نراین در پارسی چار دیوان دارد از انجا کہ از مشاہیر اہل فکرت است و اوستاد حیدر علی حیران و جعفر علی حسرت این دو بیت از و نوشتہ آمد ہ

جان پر آبنی ہمدم میری خاموشی سے
بات کچھہ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے	رستم کا کب جگر ہی کہ زہرہ پگھل نہ جائے

ذال معجمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی الملقب بہ خاقانی ہند اوستاد ابوظفر بہادر شاہ وتلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خداداداست برجمیع اصناف سخن قدرتے کہ اوراست در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش برپاکی زبان وبلندی معنی وشوخی اشارت وکرسی نشینی ترکیب وبست قافیہ ونشست ردیف طراز یکتائی دارد از مائدہ نغز طرازی اوراحقی معلوم واز خوان نادرہ سنجی اور انصیبے مفروض زبانش را پاکیزگی غاشیہ بردوش بیانش را شایستگی گرد راہ جامہ وسے جگرکاو چیکامہ اش دلخراش رباعیات وسے ناخن بدل زن مقطعاتش شور انگیز ؎

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارونکا	کام جنت میں ہی کیا ہم سے گنہگارونکا
میں ہجر میں مرنیکے قریں ہو ہی چکا تھا	تم وقت پر آ ہوئیے نہیں ہو ہی چکا تھا
بغل سے لیکے دلکو نکالکر وہ صبح	جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے ایسا
اس سے تو اور آج وہ بیدرد ہو گیا	اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا
سینہ میں بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر	نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا
پہنچ جب سول وہ بانکا جوان لینے لگا	موت کے جی میں مزے یہ نیجان لینے لگا
تیر چٹکی میں لیا اوس نے پی جان عدو	رشک میرے دلمیں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جوں روز حشر	مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
سنکے مجنوں نے مرے شور جنونکو یوں کہا	واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا
مجھکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج	یہہ ادہر صدقہ دیا تو نے اودہر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر پیارے تو کچھہ جھک گئے
عبث جان منتظر ہو ٹوٹنے پہ بہی وہ شوخ کب آیا
تامل کیجیو ذوقِ تپیدن دیکھئے کیا ہو
لگائی زلف کو شانہ نے جب تو لگی پکارا دل
تڑپے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیجانون کے
کہے ہے خنجرِ قاتل سے یون گلو میرا
نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا
اوس نے جب مال بہت ردّو بدل مین مارا
ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند لگیر
دل مانگنا مفت اور یہ پہر اوسپہ تقاضا
یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈہونڈکر
چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
کرے ہے شرع کا پاسِ نمک مدام شراب
فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ریشِ سپید شیخ مین ہے ظلمتِ فریب
ٹھیری ہی اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
نکلا نہین حرفِ دل نشین تہا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر
کہا پتنگ نے یہ دارِ شمع پہ چڑھ کر
تو نے گل کو سر پہ رکہا جب چمن مین توڑ کر
وہ کہے کون ہے قربان مری اس چتونپر

پہر کہا تو یہ کہا منہہ پہیر کر اچھا ہوا
اگر چیلم مین بہی آیا تو ہم جانین شتر آیا
کہ اب تک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا
یہ گستاخی بہلا رہ تو سہی اے بے ادب آیا
مگر رونا کبہی چوری سے بعد از نیم شب آیا
کبہی جو مجھہ سے کرے تو پئے ادہر میرا
مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہوا
ہم نے دل اپنا اوٹہا اپنی بغلین مارا
اسپر بہی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹہا لیا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا
حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح
نکلا آیا جو راہ آنکھونکی دل مین اٹہا خدنگ ہو کر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
عجب مزا ہے جو مرتے کسیکے سر چڑھ کر
مین بہی حاضر ہون کہا غنچے نے یہ منہہ پہوڑ کر
مین کہون مین تو کہے مین کہ چھری گردنپر

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
تیرے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
تیرے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہی جی
نازک کلاسیان میری توڑین عدو کا دل
نہ چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب و داما نمین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط بڑہ کے اور بہی وہ ہوا پیچ و تاب مین
اسیر درد و غم ہین ہون لیکن جان بلب ہین ہون
جو مانگون موت در دہجر سے تجھکو نہین بیبا
سینۂ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
مرگئے پر بہی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہہ بیٹھے ہین باد یدۂ نم اوٹھے ہین
رکہہ تکدر بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز
باعث رشک ہوا خون ہمارا ہمکو
اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
اک حلاوت ہی عداوت مین بہی اوس ظالم کی
تو ہنسی سے نہ یہہ کہہ مرتے ہین ہم بہی پہر
کہانے پینے کی قسم کہائی ہی تجھہ بن ہم نے

قرب حرم مین بہی ہین تو قربانیون مین ہم
قدم سب آن کے تہ تیغ خرام لیتے ہین
جب اونسے پوچھا اجل ہی کا نام لیتے ہین
یا ہم لڑا کے شیشۂ و ساغر کو توڑ دون
ہین وہ بلا ہون شیشہ سے پتھر کو توڑ دون
مگر تار نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین
عجب کہ منہہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدہر کو دیکھتے ہین
کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
اور اوسپر یہ کہ جیتا ہون مین کوئی عجب ہین ہون
کہ نام عشق لون اور اسقدر جیتا طلب مین ہون
ہنسنے و دو چارہ گر دیہنستے ہی گم لیتے ہین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر سے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
شمع سے چاہئے ہے خون کا دعوی ہمکو
تجھہ بن دیکھے ہے غش جینے کہ دیکھا ہمکو
وہ نصیب اونکو ہوئی تہی جو تمنا ہمکو
کہ اگر زہر بہی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو
مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

ہم تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لئے آبلہ پا ہمکو

لبیک و اذان ناقوس و جرس نالۂ خندۂ قلقل نالۂ نے
دل کھینچے ہین ہان کوئی ہو پر اپنا نوای دلکشا ہو

دن کٹا جایئے اب رات کدہر کاٹنے کو
جبسے تو پاس نہین دوڑے ہے گھر کاٹنے کو

نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکانکو

تم سی کلکر نہ غرفہ سے نکالا منہہ کرو
اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہہ کرو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

اے ذوق وقت نالہ کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دہر کے سر پہ ہاتھ

جنون کی جیب دری پر ہین خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

نگاہ ہجوم یاس مین ہے دل نگاہ ہجوم حسرت مین
ہی یہہ مرد سپاہی پیشہ پر ناک لشکر ہے

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھیر کچھ تیرے گھر کیطرف دیکھتا چلے

اب اونکو شستن جہت ہین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مرو چار دامن سے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا کے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آتے آتے رہ گئے
اف رے بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہے

حاضر ہین مرے توسن وحشت کی جلو مین
باندھے ہوئے کہسار ہی دامن کو کمر سے

کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
کیا جانیے کہ آجاتی ہے تو آئین کدہر سے

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے
الہی کس بیگنہ کو مارا سمجھکے قاتل نے کشتنی ہے
دلکی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کیطرح ہم
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھہ دختر رز کو نہ منہہ لگا
پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین وہ پری
اڑتے ہین گہ نصیبا سے گاہے فلک سے ہم
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کوئی
نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار
دل سے کچھہ کہتا ہون مین مجھسے ہی کچھہ دل کہتا
تو جو آجائے تو اے درد محبت کی دوا
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل
مرنے جو مرنیکے عاشق بیان کبھو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرونکو آب پیکان سے
دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب
پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے

لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور بای ذنب قتلت ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے
رکھے گی یہہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مہر ہے منہہ پر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتی نہین ہے منہہ سے یہہ کافر لگی ہوئی
اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے
کبھی مل ہی گئے وہ دل جو کدورت والے
لکھتے ہین ہائے وحشی سے کتابت والے
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے
دونون اک حال مین ہین سچ ہو مصیبت والے
پھرے بیمار وہ ہون بیدرد نصیحت والے
دل بیمار کے ہین وہ ہی عیادت والے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
سچ ہے حرام زادے کی رسی دراز ہے
کرتے آشام پیاسے ہین مینا بھر کے

نہین مژگان تیرے خون خار غم سے دلنشین نکلے — جنون ہیہ نشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے
ہم تھا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے — تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے
کیون ہم نے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا — کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے
کہو لیے آنکھین ہم نے سچ ندیکہونگا تجہے — پھر چھری اپنی مین گردن پہ تو دیکھون چلتی
جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہہ بولی حسرت — تو اکیلا نہین ہمرہ تیرے مین ہون چلتی
دور کر بالون کو سر سے کہے ہے لیلی — پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی
مین تو اون آنکھو کی گردش کا بلا گردان ہون — کہ نہین تیری بہی یہان گردش گردون چلتی
جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا — تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے
الٰہی کان مین کیا اوس صنم نے پہونکدیا — کہ ہاتھ دھر رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے
وبال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن — لگا رکھا ہے تیرے خنجر و سنان کے لیے
رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین — بچا رہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لیے
جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے — وہ کبہتین چہوڑ کے کعبہ کو جا چکے
زہراب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان — ساقی پیالہ منہ سے ہم اب تو لگا چکے
باز آیا دیکھنے سے نہ آتش خونکے دل — سو بار آبلے اسے آنکھین دکھا چکے
زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے — دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غائب ہے گریبان سے
فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے — گرا تہا یہہ بھی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے
ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط — قاصد جواب زندگی مستعار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات — ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
فلک تو ٹیڑہ ہو کر صبح سے تا شام جلتا ہے — مگر سیدہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے
چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان و دل — کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے
کون وقت اے وائے گذرا جی کو گھبراتے ہوئے — موت پڑتی ہی اجل کو یا تمہاکر آتے ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی | یہہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے

سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کیواسطے | پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیواسطے

کیا تاب دل جلونکی جو برق آگ رکھے | دوزخ ہی ہو تو انکی جلو نہ آگ کسکے

ہوویں ہین کعبہ کیون شیخ بتخانہ سی گرہ ہے | یہان تو کوئی صورت بھی ہے وان اللہ ہی اللہ

ہوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے | کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے

اگر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے | وہ بھی مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

تم دو گھڑی کو آؤ تو ہین لب پہ جان کو | ٹھہرا رکھون کہ اور بھی ہان دو گھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا | کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیزو ناقہ لیلے کے دیکھو گے نشتر غمزے | اگر مجنون کو ملجاہیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے | کرکے ہین ضبط ہنسی ہچکیون ہون نا محرم اپنے

آج تنہا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے | تلکے جو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے

ابتو گھبرا کے یہہ کہتے ہین کہ مرجائین گے | مرکے بھی چین نہ پایا تو کدہر جائین گے

مری طاعت سی ابتو معصیت بھی عار کرتی ہے | مری توبہ پہ توبہ استغفار کرتی ہے

اگر اوٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے | لگایا جی کو اپنے روگ جب سے جی لگا بیٹھے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی | کالا کرے گا منہ بھی جو داڑہی سیاہ کی

جو کہوگے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی | آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

ہم بتونکے دلکو جذب لیے کھینچے جائین گے | پر بڑے پتھر مین بہت مشکل سے کھینچے جائینگے

جانے ہے زیر مغیلان ترے دیوانونکی | مدتون جہان پہ چھکے خاک بیابانون کی

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادہر | سو بھی اگر تا سر مژگان حیا سے ہر گہی

ستمگر تونے روکا سب کو میرے پاس آنے سی | اجل بھی گر کبھی آتے تو شاید کچھ بہانے سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنی دار دین کنوئین پی | اگر پرہیزگی پوچھے کہون پرہیزگاری ہے

رای مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ پور احمد بیگ رومی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ مومن خان سپاہگری وسیلہ معاش او بود عاقبت گوشہ انزوا پذیرفت ؎

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب
آجاینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

غیروں سے جو اشارے محفل مین ہین تمہاری
سمجھین وہ یا نہ سمجھین پر ہم یہ غلام سمجھا

اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین
یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین

یہہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو
ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بنجائے

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در سنہ ۱۲۳۸ درگذشت از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن و عشق و سبیل نجات واورا دیوانیست ؎

حیا کے پردہ مین مارا ہی ایک عالم کو
شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہون کا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی ہی ہائے
یہہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا

ملین حضرت راسخ ہمکو اگر تو یہہ پوچھین اونکی جنا بین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا گل تہین کا کٹھا سا جسکی ہوا نے کیا

راغب احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو ؎

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دے بلا سے
جبتنا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

مین نے کہا سر کٹنے مین کیا کیا نہ ملے لطف
کہنے لگے کہ آؤ اگر ہے کوئی سر اور

راقم بندرابن نام از سکنا سے متھرا یا جہان آباد و از شاگردان میرزا مظہر رح و سودا ؎

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے ۔۔۔ اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر
یان تک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو ۔۔۔ تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رحمت رحمت علی از خویشان وشاگردان حضرت صہبائی در پارسی و ریختہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالۂ بلبل وانشار حدیقۂ رحمت و مثنوی شکایت فلک ؎

طعنے ابتک ہین کہ رنج کی مر گیا قدر تمہین ۔۔۔ ہین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم

رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد ؎

وہ رند ہون کہ کرون قرض کر کے میخواری ۔۔۔ جو روز جمعہ ہو دیکھیئہ کی نوین تاریخ

رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفے خان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرمن فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دو زبان ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد و خیلے خوش گفتہ است ؎

مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آبنی ۔۔۔ حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان تھا
کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو ۔۔۔ مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر ۔۔۔ عشق اس سے سوا نہین ہوتا
ہی دگرگون ابتدائے عشق مین رشکی کا حال ۔۔۔ رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
رات کو بات نہ کی اوس نے سحر تک ہم سے ۔۔۔ اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
یہہ منصب بلند ملا جسکو مل گیا ۔۔۔ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
وہ وہ کئے ہین جرم کہ کم ہونگے اوس سے ۔۔۔ کیا کیا امیدواری تقدیر کر چکے

رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست و شاگرد عبد الرحمان خان احسان و مولوی صہبائی ؎

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار ۔۔۔ لیکن یہہ قیامت ہی کہ محشر نہین ہوتا
کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا ۔۔۔ مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

ہین ایک وہ بھی کہ تم سے ہوا انکو از دنیا	اور ایک ہم ہین کہ منہہ تکتے ہین زمانہ کا
ہائے پانی بھی چوانے کو نہ آیا دم بھر	کوئی جز گریہ حسرت ترے بیمار کے پاس
پونچھے اشک اوس نے گمان غیر ہین	مرگئے ہم اتنے ہی احسان ہین

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ہ

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار	ہن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے	بلا مجھکو قسمت نے جلاد اچھا
تم رہو اور مجمع اغیار	میرا کیا ہے ہوا ہوا نہوا

رنج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلو نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ در موسیقی دستگاہے داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت مومن خان کہ با وے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ وفات او رح قطعہ گفت ہ

شیخ زمان شد ز دہر و زپی سال وفات	فکر بلندم رہ جنت ما واگرفت
گفت بمومن ملک خواجہ محمد نصیر	در قدم ناصر و درد نکو جا گرفت

۱۲۶۱ھ

این بیت او راست ہ

دل بچکے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے	یون سنا ہے کہ اوسے بھی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری از باشندگان فیض آباد در لکھنؤ طرح اقامت افگند از شاگردان خواجہ آتش بود دو تا دیوان دارد ہ

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین	اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ

نگہ پاس سے دیکھوں تو یہ کہتا ہے وہ شوخ | پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

رنگین سعادت یار خان دہلوی تورانی الاصل پور طہماسپ بیگ خان بانی ریختی ایجاد اوست سیاحتہا کردہ و مرحلہ ہا پیمودہ بود و کلام خویش فراہم آوردہ نورتن نام کردہ در جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ھ ہشتاد سالہ در گذشت در گلشن بیخار می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب پرسیدند گفت سالہاست کہ بیخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال ازان جہانی شدن من خبر میدہد و قصہ شاہ حاتم کہ استاد او بود نقل کرد کہ ہم برین نمط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد انتہی ادراست ہ

کر اپنے دلمیں تو انصاف بیسو ٹہار نیکو گیا | گلے میں ڈالکر باہیں منانا تیرا یاد آیا
قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین | وہ اوسکی جھڑکیان کہنا کہ تیرا جیسو سوجا یا
جو پوچھتا ہوں تغافل ہے کیوں جلاتے ہو | تو وہ کہے ہی تجھے جانکر جلاتا ہوں
اوسے ہیں چھپکے دیکھو لیکن رہا وہ غیر کو دیکھے | بہلایوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جائے ہے مجھسے

روشن روشن شاہ مولدش بریلی مسکنش میرٹھ ہ

دیکھکے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا | واہ رے تیری دانشمندی اپنا ہی کلام کیا
آنکھوں میں ذرا ٹھیرتا دیکھ لیں اوسکو | اقرار یہہ ٹھیرا ہے دم بازپسیں سے

زای معجمہ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تہانیسر پارسی آگاہ بود و با موسیقی آشنا اعمال کارگر میدانست ہ

آشنا ہوتی ہے اوس لب سے جو دشنام تو ہم	دلمین کہتے ہین کہ دشنام ہمین کیون نہوئے

زکی شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی مخاطب ملک الشعرا از واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علمار فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود دیوانے وارد

ہے آشکار زلیخا کے حال سے	آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات	ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تہا
دہوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی	شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر
گاہے غم فراق کبہی آرزوئے وصل	کیا ہوسے دل لگی جو کبہی دل لگا رہے

سین مہملہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگار سے بہ استفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت از غیرت عرفی وفخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدرآبادی مولد دہلوی مسکن است امروز در حیدرآباد است درین نزدیکی دوتا قصیدہ در پارسی زبان یکے در مدحت پدر والا گہر نامہ گرد آورد دیگر در ستایش والیاین ریاست دام اقبالہا فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے ست ہنجار سالک نام دارد

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا	خدا کو کرکے چلا ہون نگاہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین	گویا ہمارے واسطے کچھ بھی بنا نہ تہا
جان یون سہل دی فرہاد نے عاشق ہوکر	پہلے اقبان بھی اللہ عطا کرتا تہا

کھیل ہر بات مین ہے فتنۂ محشر ہونا
اور ابہی سیکھتے ہین آپ ستمگر ہونا

تیز چلتی ہے سخت جانون پر
دم نہ چڑہ جائے تیغ قاتل کا

رہی آشنائی فقط نام کی
وہ نام آشنا سے زبان رہگیا

نیند اوڑنے سے بڑا لطف شبِ وصل ہوا
ہائے پہونچا ہے کہان شورِ سلاسل میرا

میرا ہو آشیانہ اور آدہا جلا ہوا
بجہہ بجہی گئی تہی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

کیا کیا سزا ملی ہے مجہے وصل کے عوض
مین نے شبِ فراق کو روزِ جزا کہا

مین نکلتا تری محفل سے اکیلا ای کاش
غم یہہ ہے ساتہہ مرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق مین مجہکو جرا کہے
تکتا ہون منہہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

مایوس و نا امید ہین کیا مدعا سے ہم
کہتے ہین اور رکتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اسے سپہر تجہسے ہی کہتے تو سہل تہین
وہ خواہشین کہ رکتے ہین اوس بیوفا سے ہم

فرطِ نشاط وصل سے ہی ڈر کہ مر نجائین
ذکرِ غمِ فراق ہے چہیڑین بلا سے ہم

آخر تو لائینگے کوئی آفت فغان سے ہم
حجت تمام کرتے ہین آج آسمان سے ہم

تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہو کون
آج آپ اپنے گھر مین ہین کچہہ میہمان سے ہم

چپ چپ پڑے ہوئے تہے ابہی خانقاہ مین
کچہہ کچہہ کہلے ہین ہیبتِ پیرِ مغان سے ہم

ترے کوچہ کی مجہہ پر راہ ہے تنگ
کہ آتا ہے نگاہِ پاسبان مین

ہوتی ہی رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
سر بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین

یہہ بہی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
بے نقط ہی وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

کہنے کا غیر کے تو کسیکو یقین نہین
پر تیری آنکہہ راز کی تیری امین نہین

طلبِ وصل پہ کہتے ہو بہ تکرار نہین
خوش ہون دو نفیون مین اثبات ہوا انکار نہین

پہرتے ہین دادخواہ ترے حشر مین خراب
تو پوچہتا نہین تو کوئی پوچہتا نہین

شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

مبتذل ہوکے گر فتنۂ محشر بنجائے
وہ اشارہ کہ تری نرگس فتّان نہیں

لاغری سے نظر آتا کہیں نخچیر نہیں
تیر بہکے تو کماندار کی تقصیر نہیں

اعتبار نگہِ ناز ہے کیا کیا اونکو
قتل کو آتے ہیں اور ہاتھہ میں شمشیر نہیں

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہیں تاب تکلم مجھکو
ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجھکو

اوسکو دیکھو کہ وہی مجھسے سوا گر دشمن
آسمان بنکے ستاتا نہ کہیں تم مجھکو

غصہ قاتل کا بڑھا یا ہے یہ طعنہ دیکر
زندہ گویا کہ نہیں چھوڑینگے تم مجھکو

اے خضر اتنے دن ترے کیونکر بسر ہوگئے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق میں ہوئی خیر
آگیا کچھہ لیا دیا آگے

یہان بھی جو وہ ستائے کسی بیگناہ کو
اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی

ہو نہیں وہ صید کہ رہا کرے صیّاد مجھے
ہو نہیں وہ کشتہ کہ بیٹھا کرے جلّاد مجھے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہے

سپہر شتاب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد

ہو غریق رحمتِ حق وہ عجب انسان تہا
میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر بولا
تجھکو ظالم ہی میسر کوئی مجھسا نہوا

رکھا یاد تم نے مرے بھول لینے کو
عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا

ہم لطف سے تو گذرے پہ تیرا جفا شعار
یہہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہمپر ستم نہو

لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہین
تو آئے تیغ کھینچ کے اور مجھہ مین دم نہو

کچھہ آجکل مرے دلمین گذرتے ہین غبار
کھلا نہ آنے کا یہان اونکے مدعا مجھکو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

نوازش حسین خان نوازش دیوانے دارد و فسانۂ عجائب از وست ہ

کسکی خوشی کہانکی ہنسی کیسا اختلاط	ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان از تلامذہ جان بیگ ساحی واز امرای دہلی بود دیوانے دارد وتذکرہ از و یادگار از ریختہ شعرای پیشین وپسین دران قلمی نمودہ بپارسی ہم فکر میکرد در ۱۲۵۱ھ درگذشت ہ

دیوانے ہم نہین ہین کہ فصل بہار مین غیر لایا اوسے یان بہر تماشا دم نزع	کہنے سے ناصحونکے گریبان رفو کرین دوستون سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفہ محمد علی مرثیہ گو پنجابی از تلامذہ محمد شاکر ناجی خود را از شعرای شمرا سعاف نداشتے از وطن بدہلی واز دہلی بہ حیدرآباد رفت واز حیدرآباد بملک عدم شتافت استخوانش بہ کربلا فرستادند ہ

سحر گذرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب	کہ شبنم گل کے منہ پر آب تلک پانی چھڑکتی ہے

سودا مرزا رفیع آنچہ حضرت شیفتہ در ترجمہ اش نگاشتہ بندہ را خیلی خوش آمد بنابرین کلمۂ چند نقل برداشتم نظر افروز ارباب مطالعہ باد وہو ہذا بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ وقصیدہ اش بہ از غزل واگر گوئی غزلش از اشعار پرکن مملو ست وقصیدہ ازان خالی زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر وجاگزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر برآید وہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان رقص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ وچہ در غزل معہا نہم اولون والموجدون والاحاطۃ بجمیع فنونہا متعذر للمتقدمین وللہ در من قال العلم للمتاخرین پس بنابرین مقدمات برین بزرگان دار وگیر نہار سزاوار نیست وطعن وتعرض لایق نہ معہذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ در چہ رتبۂ عالی ومکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ ویدل علی ذلک ما قال شرف الافاضل

فخر الاماثل قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخلص به آزرده در تذکره خود که بایجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریخته نوشته است تحت ترجمه میر تقی المتخلص به میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچه اندک پست است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول ننموده [illegible] اما غزلیات بسیار گفته و بان شیوه داشته و مضامین دلاویز می یافته کلیات از دست آورده اند که سودا روزی بر آستانه شیخ علی حزین رسید بدستوری خواندن شعر یافت و بر خواند

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دارد گفت اے می تپد شیخ به تکریم پرداخت و بملک الشعرا خطاب فرمود

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
کونین تک اٹھی تھی جس دل کی مجھکو قیمت	قسمت کہ اک نگہ پہ جا اوسکو ڈال آیا
زبان ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کی	کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
چمن میں دست باد بہاری کہیں جو نکہت گل	پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا	دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا
مباد ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر	مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ مچ کرو انصاف	جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہوں میں
جی تک تو دیکے لوں کہ جو ہو کار گر کہیں	اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں
تو نے سودا کے تئیں قتل کیا کہتے ہیں	یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں
بوسہ ہنسکر نہ دیا اوسنے سوائے دشنام	سو بھی یہہ سبب نہ ملا کوئی تو مجبوری ہیں
کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا	ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے ولے
مت پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکہ تجھ بغیر
سودا جہان میں آ کے کوئی کچھ نہ لے گیا
عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ ہیں دو ان سمجھا
ہے قسم تجھکو فلک دے تو جہاں تنگ جا ہے
تصور میں ترے گیسو صبا اوس لا ڈالی ہے
نگہ جھپکے ہے غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھوں نہیں کٹی رات
سودا کے جو بالین پہ اوٹھا شور قیامت
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اتنا لکھیو مرے لوح مزار پر
سب کے سوتا ہوں یہ کہدین کہ پھر آنا
بیخوابی سے مرتا ہی شب ہجر میں سودا
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا
سودا کو جرم عشق سے ترسے ہیں آج قتل
خواہ کعبہ میں تجھے خواہ میں بتخانہ میں

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ میں
دھڑکے ہے دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لیے
دکہاتا ہے مجھے اوسکو جسے آزاد کرتا ہے
جیتا بچھڑے تو اُجرت ورنہ یہ خونبہا ہی
جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے
گلے لگ لگ میں رو یا رات تصویر نہالی سے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
آتی ہے سحر ہونیکو ظالم کہیں مر بھی
خندہ امر ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
یان تک نہ دیجیاے کو کوئی خفا کرے
بالین پہ مرے شور قیامت اگر آئے
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب سے
تو بہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہیں سو تجھ سے ڈرے ہوئے
پوچھا تا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
اتنا سمجھوں ہوں مریار لیں دیکھنا ہی

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے ۔ یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میرسد بخاری موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش می نگاشت و در فنون تیراندازی و شہسواری یکتا بود ... اشعار بطرز مطلع ... اندر عہد آصف الدولہ به لکھنؤ رفتہ در اوائل میر تخلص میکرد ہرگاہ میر تقی در لکھنؤ آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در ... از جہان رفت ہ

کعبہ ہی کا اب قصد یہہ گمراہ کریگا ۔ جو تم سے بتو ہوگا وہ اللہ کریگا

ہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
ولے مین بہی کیا ہون کر رونے مین یہہ بنایا سنہ کہ ہنسا دیا

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس ۔ سوز سے یا شکار سے کیا ہے
لوگ کہتے ہین مجھے یہہ شخص ہے عاشق کہین ۔ عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے
تکڑے جانیکا قاتل نے نرالا ڈہب نکالا ہے ۔ سبہون سے پوچھتا ہی کس نے اسکو مار ڈالا ہے

سوز مولوی عبد الکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیوانی گذاشتہ ہ

فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم ۔ بارے یہہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کھلا
صنبار قیب سے رکہتی تہی راہ کچہہ ورنہ ۔ ستم یہہ کیون مرے مشت غبار سے ہوتا
مین بڑا بول جو بولا تہا شب وصلت ہیہات ۔ سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آہی گیا
ابہی دلمین ابہی آنکھونمین ابہی دامن پر ۔ اشک مین بہی تری شوخی کا اثر آہی گیا
اب کوئی سوز سے ہنسنے کی نکالو صورت ۔ خیر تقصیر ہوئی اپنوا دہر آہی گیا
سوز گو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے ۔ رفتہ رفتہ یہہ بہی ظالم آشنا ہو جائیگا
پاس آنے مین نہ کشتہ لگے دیر کہین ۔ لے لیا موت نے گھر ہی تری دیوار پاس

بوسہ پہ او ہین کہ جسکا نہین سراغ | ہلتی تری زبان ہے بیداد گر نہین
جان سینہ مین نظر آنکھوں مین دم ہونٹوں پر | اٹک آنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون
آج یان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا | یون ہی گھٹ گھٹ کے مری توقیر آدمی کی

سید غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سرگروہ انشا پردازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایرمانسراے کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود والحال از و نشانے نماندہ بسیار بلطافت و پاکیزگی گفتہ لِلّٰہ درہ ؎ امشب کرمے کن بسراے اکرام ؛ ونیز تاریخ وفاتش کہ پایان مزار امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ؎ اکرام بیاسود بپاے خسرو انتہی او راست

؎ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

نے غازہ نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا تو | اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
یہ دھڑک دل کی جو ہی عشق مین کچھ اور ہی ہے | وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین
ہین اور ترک عشق یہ امکان ہی نہین | ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین
یار وہ مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانئے کیا ہو

شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عاشق از تلامذۂ مرزا غالب ؎

آئینہ دیکھکے کہتے ہین یہ منہ پھیر کے وہ | کوئی کھینچے لئے جاتا ہے ادھر دل میرا

غیر پہ ہین وہ لطف کہ ہم ترستے ہین ہمیشہ | ہم پر یہہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
مژدہ اے یاس کہ پھر آئی مصیبت لیکر | حسرت ایدل کہ او نہین وعدہ پہ پھر یاد دلا
وہ یہہ کہتے ہین جو کرتے ہو دعا ہی کرلو | ہم مزا انکو دکہا دینگے اثر ہونے تک
پوچھتے ہین وہ کہ تم نالہ تو سنا و کیا ہے | جانتے ہین کہ نہین تاب تکلم مجھکو

پھر لی ہے کوئی چیز آنکھون مین | یہہ مرے بخت کا تو خواب نہین
ہماری ناتوانی دیکھنے کو | وہ آکر پوچھتے ہین تم کہان ہو

شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ از سکنائے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بپارسی ہم سخن میگفت دیوانے مختصر دارد ۵

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم | کہ جسنے تجھے عالم آرا بنایا

شرر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین رشید التخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ۵

شرر خدا سے ڈرو کل تہے سجدہ بت مین | اور آج تمکو یہ دعوی ہے پارسائی کا
لاکہ پردہ مین وہ پوشیدہ رہا پر ہمنے | دیکہا جب دل کی نگاہون سے نظر آہی گیا

شرف میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی ۵

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا مرجائین | جان جانے تو نہین غم ہے مگر آن رہے
وصل مین پیار ہو کے ہم آغوش وہ بولے یہہ شرف | اب تو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہے

شمشاد مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر فرزند مرزا سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان طرازی کمالے بہم رسانده بود ۵

کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر | آن نکلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا
ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر میں تھا

شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذو الفقار خان بزرگان وے در سرکار حیدرآباد باخطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروز وے نیز بر بقیۂ آن تیول کہ پدر بزرگوار او راوی بود در اضلاع جھنڈ واڑہ بفراغت تمام و قناعت مالا کلام بسر می برد مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہنے ارجمند دارد در فن شعر اوستاد معین ندارد ہمان طبعش اوستاد است و فکرش رہنماست چون خال حضرت شہیر است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آوردہ است

ہ

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدہ گی
پیری سے پیشتر بھی کبھی میں جوان تھا

کیوں کاٹوں اپنا آپ گلا میں نصیب غیر
دنیا میں کیا کوئی مرا قاتل نہیں رہا

وحشت کے امتحان کا افسوس رہ گیا
جب قیس تھا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تھا

بیمار کسکو آنکے دیکھیں گے وہ خدا
اچھا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہو گیا

برپا کسی سے حشر بھی کوئی نہ ہو سکا
دنیا میں ہم سے پہلے کوئی نوحہ گر نہ تھا

اے شعلہ ہمکو عرض جنون ہی نہ تھا پسند
جنگل وگرنہ قیس کے بابا کا گھر نہ تھا

دلمیں کی جسنے جگہہ مجھسے وہ ٹیڑھا ہی رہا
گر رہا تیر بھی سینہ میں تو ٹیڑھا ہو کر

اس بحث ناصواب میں کیونکر نہ جائے جان
میں دل کو آزماؤں مجھے آزمائے دل

عدو کو گالیاں دیتے ہیں وہ لیکن بقصد خواہش
ہم اونکے منہ کو تا ہمکو بھی دیں دشنام تکتے ہیں

رحمتِ سعی سہی سمجھے کو یہہ اچھا ہے خیال
یعنے تھا ہمکو جو وہم خطِ تقدیر سو ہے

کیا جلد بر آتی ہے کماندار تمنا
کچھ دلمیں گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے

شب بھر اس وہم نے بٹھا رکھا
میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعراے پایۂ تخت

اکبر شاہ بود ؎

نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا تشکیبا غم نہین
پر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھگیا

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر است ؎

بناوٹ کی نہین نازک مزاجی ان حسینو مین
خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

شمیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از منشی جعفر علی نموده گاہے گاہے با نامہ نگار بر میخورد صلاح از ناصیہ اش می تراود ؎

اے جنون تو مجھے لیجائیگا اب ورکدہر
شہر اونکا نظر آتا ہے بیابان اونکا

تہی یہہ قسمت کی برائی کہ تجہے او ظالم
سارے عالم کے حسینونسے مین اچہا سمجہا

نامرادی نہ چہپی پردۂ تصویر مین بہی
جسنے دیکہا مجہے محروم تمنا سمجہا

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس از شاگردان مومن خان ؎

نامہ جو یار لائے ہی قاصد تو صنم کا
ایمان نہ کہو نا کسی مایوس کرم کا

چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دی تشبیہہ
بس وہین رونیکا ہو جاتے بہانا مجہکو

شہرت مرزا حاجی نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان کسب این فن نموده پس نسبت تلمذ بمیر ممنون درست کرد سپس از حضرت آزرده باستفاده پرداخت ؎

ہم بڑی چیز سمجہتے تہے یہہ میخانے مین
نکلا اک جام کی قیمت بہی نہ ایمان اپنا

غبار اوٹہا نہ ترے دلسے ورنہ ای ظالم
ہماری جان کو اک یہہ بہی آسمان ہوتا

ہائے جی بہرکے وہ دیدار میسر نہوا
حشر کا دن شب غم کے بہی برابر نہوا

یون بیٹہتے ہو جیسے کسیکو کسی سے کچہہ
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

یہہ تو خبر نہین ہے کہ کیا حال ہے پر آج
شہرت کا بار بار ہے آتا جگر پہ ہاتھہ

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبد الرسول خان از باشندگان لکہنو واز شاگردان مصحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرہ وافر داشت بیشتر در پنجاب و گجرات بسر بردہ بہ دہلی نیز رفتہ و بہ بہوپال ہم آمدہ در سنہ ۱۲۵۵ ھ بہ حجاز رخت کشید بعد اداے حج بنجار مدینہ پیش گرفت در اثناء راہ بیمار گشت بتاریخ چہارم صفر سنہ ۱۲۵۶ ھ بود کہ بر روضۂ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانے دارد بندہ دیدہ ام ـــہ

قدر سب چاہنے والونکی ترے دیکھہ چکے
خوار رہتا ہے ترا نا تو پشیمان نیا

عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

نئی باتین نئی گہاتین نئی چاہت نیا پیار
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا

شرم آتی ہے دگرنہ ان بتونکی ضد سے مین
جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
موت یہہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا

اے روز قیامت اوبا اسکا ہی تجھے فرض
ہے تجھسے بڑی میری شب تار کئی دن

نزع کے وقت شہیدی سے جو حسرت پوچھی
کیا ہی حسرت سے کہا کچھہ بھی مجھے مرغوب نہین

قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تیغ کی جا کا
مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے

ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت
افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

شہیر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعہدہ ہاے جلیلہ ممتاز بود و خودش نیز از مدتے درین دیار باعز از تمام بسر می برد و از سرکار فیض آثار خطاب فتخار الشعرا دارد و بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن بجا آوردہ در

پارسی اوستاد قیامت کار است توجه او بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز کہ پاے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد ازینجا کہ بریک دو بیت اقتصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این بیتہا نیز کہ از افکار دیرینۂ اوست در انثار کلام بسمع محرر سطور رسیدہ است دانی کہ برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا اگر دیدم دو سبب دارد یکے آنکہ شیوۂ ما اختصار است خیر الکلام ما قل ودل دیگر آنکہ وے اوستاد منست روش سخنوری از وے آموختہ ام وانچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر در ستایش گفتارش انچہ واقعی ست تحریر کنم از ارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادا فہم کمیاب است معہذا مجموعۂ غزلیات و قصائد وے کہ در پارسی زبانست ببین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ؎

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہین کہان ہین	اچھے ہین جسطرح کے ہین جو ہین جہان ہین
کوئی ہوا انکی وحشت دل کا علاج ہو	اک ہم اگر نہین نہ سہی مدعی سہی
ہین نامراد ہجر و عدو کامگار وصل	وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا
بزم جانان مین جو جاتا ہون تو فرماتے ہین	ایک یہہ بہی مرے ایام کی شامت آئے
غیر تہا بدست ہے ہم کامیاب	یار بہی قسمت سے اچھے پڑ رہے

شیدا میر مجبو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از تلامذۂ مومن خان بود با حضرت شیفتہ فرد مودت میباخت ؎

نا شکر ہم نہین ہین ادہر کو نگاہ ہے	پردہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا ہین کہین ہین مژگان بہی تر نہو	مرجائے کوئی اور کسیکو خبر نہو
وہ دشمنی ہین کیون رہون یہہ بات بہی نہین	کہتے ہین زہر دیکے الٰہی اثر نہو

شیفتہ نواب مصطفٰے خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضے خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حافلہ اش از تذکرہ **شمع انجمن وصبح گلشن**
درباب آنچہ مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفتہ از
آوان صبا بمشق سخن مصروف بود وعمرے درین شغل بسر بردہ ودر مراتب نظم ونثر
ادائے خاص دارد وبہر دو زبان ریختہ وپارسی سحرے کہ بہ اطراز دارزمین پرس
کہ مدتے بروش اوحرف گزاردہ ام وفیضی کہ صفت اومعنوی افتد یافتہ ام
سبحان اللہ سخن ازکجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شیفتہ تخلص
میکنند ودر پارسی حسرتی واز تلامذہ حکیم مومن خان کسے ہمچاہ اوبر نخاستہ میرزا
نوشہ وحضرت آزردہ را باوے مودتے کہ درمیان بود نتوان گفت ودر العہد
کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند واز حضرت آزردہ اکتساب علم میکردند باجناب شیفتہ
ربطے خاص داشتند توفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستۃ وثمانین
ومائتین والف الہجریۃ درین نزدیکی مہرورز لطف گستر نواب مرزا خان داغ
بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفتہ روان داشتہ وممنون لطف ساختہ
ازجاے چند انتخاب کردہ آمد ہ

اے مرگ آکہ میری بھی رہجائے آبرو
رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا

ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین
دل ہوا رنج سے خالی ہی تو جی بھر آیا

میری ناکامی سے فلک کو حصول
کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہہ نالہ بے اختیار کا

خوبی بخت کہ پیمان عدو
اوسکو ہنگام قسم یاد آیا

کسلئے لطف کی باتیں ہیں پہر
کیا کوئی اور ستم یاد آیا

ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دلکا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا

ہے ترا سلسلہ زلف بھی کتنا دل بند
پھنسنے سے پہلے ہی مشکل تھا چھٹانا دلکا

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ
دینا کسیکو دل تو وفادار دیکھکر

کہتے ہین بیوفا مجھے ہین نے جو یہہ کہا
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
پہنچا دو یہہ پیام اجل جان طلب تلک

یان ہجر مین رہا ہی نہ وان ناز دلفریب
شکر بجا رہا گلۂ بے سبب تلک

ہین جان بلب کسی کی اشارت کی دیر ہی
دیکھے ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم

اے جوش رشک قرب عدوا تو مت اوٹھا
بیٹھے ہین دیکھہ بزم مین کس التجا سے ہم

طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھہ اثر کرین

کچھہ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
اے دل یہہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین

سحر او نکو ارادہ ہے سفر کا
قیامت آنے مین شب درمیان ہے

جس لب کے بوسے جی لے اوس لب سے شیفتہ
کمبخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے

بزم دنیا مین ہی دو شخص کو کب عیش نصیب
سو تجھی کو ہے مجھکو تو یہہ غم ہی بس ہے

اے عدو کیلئے نازان ہی مجھہ تو آخر
جس سے ہم خوار ہوئے ہین یہہ وہی عزت ہے

اے جان لب پر آکے ٹھہرنے سے فایدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا سے چلے

صاد مہملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر نسبش تا جہاندار شاہ بادشاہ دہلی میرسد از تلامذۂ عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود تذکرۂ گلستان سخن بنام او غازۂ شہرت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ہ

محفل مین ہین تو اوس لب میگون کے ساتھ
نام شراب لے کے گنہگار ہو گیا

ہے نگاہِ آشنا کو ہر جگہ جلوہ سے ربط
دیر بھی کعبہ تھا جب مین ناصیہ فرسا ہوا

ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے
نہ جانئین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

وہ ہی بت قاتل ہے جسکو عمر بھر پوجا کئے
ڈر ہی منہہ کیا لیکے جاؤن داور محشر کے پاس

مرتا ہون قبر مین بھی [illegible] کہا کیجے
پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہو

مجھ سے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے

ظالم جفاکشی کی ہوس تو نکال یون
تجھسا ستم شعار ملیگا کہان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ غیر
رکھتا نہ گھر مین تا بہ سحر میہمان مجھے

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان جعفری س

شرم سے نام وہ نہین لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذۂ خواجہ آتش بود دیوانے دارد در ۱۲۷۱ در گذشت در سخن سنجان لکھنو غنیمت است س

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو
نام رکھا ہے مسلمان میرا

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

صبا منولال لکھنوی از شاگردان مصحفی س

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوانی از چند ماہ باینسو اقامت در بھوپال افشردہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگ دساتیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص رامپوری تہ کردہ و چندے بخدمت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خداداد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تاریخگوئی محسود روزگار است ہر چند در رامپور از کاملان این فنون
موجود بودند لیکن میگویند کہ بمقابلہ تاریخگوئی و صنعت نگاری وے انگشت
حیرت بدندان و از مقابلہ پشیمان امروز آنچہ در تلک اوست غزلے چند است
کہ در مشاعرہ تکلیفش دادہ اند و پیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد
از منشآت دوران است از تالیفات اوست مثنوی متولت خسروی پیرو از
سکندر نامہ در ستایش والی رامپور و لسان العجم در فن لغت و سراپاے سخن
در مصطلحات

جگر کو دلکو دونون کو برابر تول کہا ہی
اوسے غم دوست ٹھیراؤن تو یہہ درد آشنا ہم سے

کوئی ارمان نہ باقی دل پر غم مین رہے
تم ذرا پاس سے کہدو مرے ماتم مین رہے

نہ رہے عاشق غم دوست الٰہی دلشاد
عیش کا ٹہاسا کھٹکتا دل پر غم مین رہے

درد ہوجائے محبت تری آنسو ہوجائے
گھر کرے دلمین مرے دیدۂ پر نم مین رہے

بھلا ہو خیر کی ہمت رہی میخانے والے مین
فقیر مست کو ملجائے چلو بھر پیالے مین

ہر اک جا پر نیا ہی نام اوسکے خال مشکین کا
سویدا دلمین تپلی آنکھہ مین ہے داغ لالے مین

اغیار سے خالی ہو شب وصل کی خلوت
اندیشہ نہ دلمین ہو نہ آنکھونمین حیا ہو

چٹکی کوئی خاک قدم یار کی دیدو
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو

ملجائے فقیر و نسے بہی آنکھہ اگر شہ خوبی
ہو خیر تری شرم کی چتون کا بھلا ہو

ناتوانی مین لاغری مین مرے
کچھہ پتے ہین تری نزاکت کے

مردہ دل ہون شکستہ خاطر ہون
ہین نشان مجھہ مین ٹوٹی تربت کے

چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو
یہہ بہی سن لینگے وقت فرصت کے

کون ہے کسکو کوستے ہو آج
مر چکے ہین صبا تو مدت کے

کیسا خط کا جواب خیر ہوئی
بچ گیا ناک کان سے قاصد

ہوئے ہین کشتۂ حسرت کے دشمن دوستدار وہین — قضا ہی نوحہ خوان ہین اجل ہی سوگوار وہین
تمکو آئینہ سے فرصت ہی نہین — کونسا وقت ہے تنہائی کا
دل جو قابو سے چلا نالۂ دل کہہ اوٹھے — ٹہیرئیے ہم بھی تو اے بندہ نواز آتے ہین
اپنی اپنی ہے ادا ڈہنگ ہے اپنا اپنا — ہم وفا سے وہ جفا سے کہین باز آتے ہین
[illegible]
ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر کہنا — چہیں مہمان سے یون ہی بندہ نواز آتے ہین
شکل درد اوٹھتے ہین گر پڑتے ہین آنسو ہوکر — تیرے کوچہ مین جو ارباب نیاز آتے ہین
کھینچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہہ — کھچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
ہم نہ پرے کیا کہین لطف چمن — آنکھہ کھولی خانۂ صیاد مین
کسکے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے — لگگیا شیون مبارکباد مین
تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا — کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین
کہتے ہین ضد سے کرینگے اور ظلم — دیکھین کیا کیا ہین اثر فریاد مین
دل بھی اب پہلو تہی کرنے لگا — ہوگیا تما تمہاری یاد مین
دادخواہی کون محشر مین کرے — ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

صفا مرزا سعید الدین کہین برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد اوس ہ

پوچھتے ہین کہ کہان بیٹھتے ہو اور جاتے ہین — کہ بجز دشت ٹہکانا نہین دیوانون کا
گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہہ سے — کون ٹکراتے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلمیذ ذوق دہلوی ہ

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہہ خرابی ہے منہہ لگانے مین

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنائے کرنال ہ

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس — اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہین

صفدری میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنون کافرے بیگناہ شہر

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ؎

نہیں معلوم دلمیں صفدری کے درد کیسا ہے ۔۔۔ کہ ہر دم ہاتھ سینہ پر وہ بیٹھا باندھ رکھتے ہیں
صفدری قدکو کہیں اوسکے کہا تہا گل سرو ۔۔۔ سیدہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذہ مومن خان ؎

کہتے ہو جان جائے تری اور میں پوچھا ۔۔۔ ہے ہے خدا نخواستہ یہ کسنے لکھا کہا
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے ۔۔۔ کہ رہ نجائے کوئی جور امتحان کے لیے

ضاء معجمہ

ضابط میر علی موطنش دہلی ست ؎

حشر میں خاک سے سب لوگ تو نکلے لیکن ۔۔۔ قبر عاشق سے جو دیکہا تو دہوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابط خدا کیواسطے ۔۔۔ یہ ترا گریہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ؎

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو ولیکن ۔۔۔ کافی تہا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پاے اقامت افشردہ در سنہ ۱۱۹۴ھ یا سنہ ۱۱۹۶ھ آنجہانی شد از شعرائے نامی ست ؎

نے دل جلا ہوں آہ نہ میں سینہ تفتہ ہوں ۔۔۔ میں داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہوں

طاء مہملہ

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین خان

ثاقب از تلامذہ میرزا غالب است گویند امروز مشورہ سخن با مولوی الطاف حسین حالی میکند ٥

وہ جب کرتے ہیں طالب عدہ رہتا ہی ہمیشہ جگر کا
در پے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے

ہمیشہ آس ہیں اور یاس ہیں اور شوق و حرمان
ناتوانی ذرا سنبھال ہمیں

طرب مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری ہے استفادہ علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعر از مولوی عبد الکریم سوز گرفتہ ٥

بہت ہی ملتی ہے اسکی طرب سے کچھ صورت
اور ملتا ہی نہیں مجھکو ٹھکانا کوئی
کیوں کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ

موا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
پھر پھر کر ترے دروازہ پہ آجاتا ہوں
یوں ہی کہدو کہ ترے ملنے سے ہی عار مجھے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ٥

پڑی ہیں حسرتیں خون گشتہ لاکھوں
اتنا تو صبر دے ہمیں یارب کہ ہجر وصل
اسکے ملجائے وہ تو کام نہیں

مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
جلد ہی کریں نہ اوس ستمگر پہ آشنا ہے ہم
اگلی پچھلی حکایتوں سے ہمیں

ظای معجمہ

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصافش از بیان مستغنی ست در اکثر خطوط دستی توانا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگذرانید سپس نسبت تلمذ بخاقانی ہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی بہ میرزا غالب متعلق گشت وے را چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنہا پردازیم این بیتے چند ست کہ از تذکرہ چند برداشتیم خدایش بیامرزاد خیلے خوش گفتہ ٥

جو دیکھوں بزم مین اوس شوخ جنگجو کیطرف
چھری کو دیکھکے دیکھے مرے گلو کیطرف

ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستدارونکا
پھر اپنے مردونکی وہ ہڈیان اوکھاڑتے ہین

جنون مین کیا مری پیوند پیرہن مین لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن مین لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہہ مین ہزار باتین

ہم بتونکے دلکو جذب دل سے کھینچ جائینگے
پیر پڑے پتھر مین یہہ مشکل سے کھینچ جائینگے

نہ پہونچا کوئی اپنے پاس پہونچا جبکہ وقت اپنا
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہونچی تو یہہ پہونچی

ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین بہی
ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
کچہہ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہین
اے نالو ہاتہہ آئے لقیمت اثر تو لو

ابتو خط مین نے لکہا تمکو ہوئی مجہسے خطا
پھر نہین لکہنے کا کہیئے تو مچلکا لکھدین

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
اے بتو تہمت نہ لو دیکہو خدا کا نام لو

نہ دیا بوسہ نہ منہہ تمنے لگایا منہہ سے
آپ کہتے رہے یون ہی ہمین کیا کیا منہہ سے

اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچہہ نہ کہے
کرے جو اونسے جواب و سوال دشمن ہے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

ظہیر

سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزائی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس اوستاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق دہلوی بود ۵

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا مجہہ سے خاک مین بہی ملایا نہ جائیگا

کوے دشمن سے گذرنا کیا تہا
اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

عین مہملہ

عارف [illegible] مصحفی [illegible] از اصطلاحات و قوافیہ خیلے آگاہ بود آخر الایام در مرادآباد طرح سکونت ریختہ و ترک شعر و شاعری گفتہ ہدایت خلق اللہ پیش گرفتہ ؎

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی	ہاتھہ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعہ نوشان سرچشمۂ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در سنہ ۱۲۶۸ اجلش در رسید از گفتار وے می تراود کہ دستگاہے بلند درین فن داشتہ ؎

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی تھی یارب	سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامنکا
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی	دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا
سخت شرمائے ہین اتنا نہ سمجھتا تھا انہین	چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان	اب مانتا ہے کون برا میری بات کا
مفلسونکو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال	کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج	یہہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
غصے مین اونکو کچھہ نہ رہا تن بدن کا ہوش	کیا لطف ہم نے شکوے اوٹھائے عتاب مین
دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسی تو جواب	لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف	دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی	کوئی جسوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین	کہین آپسمین اگر ذکر وفا آتا ہے

عرشی میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہر سنت در شباب از جہان رفت و کان ذالک فی سنہ ۱۲۷۲ھ گفتار خویش بر میرزا غالب میگذرانید در قصیدہ گوید ؎

مغلوب ہین سبا ہل زبان میرے سخن سے
ہون زلہ ربا غالب اعجاز رقم کا

و مسودہ نجات از فضل [illegible] اشفاقی [illegible] پارسی و ریختہ حرف میزد قوت طبع و جودت ذہن کہ او را بود کمتر از کسے بر فراز پیدا ای آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد آنچہ ما یافتہ ایم بنا بر ضابطہ بیتے چند ازان می آریم ؎

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے بیہم کی
رہے نہ کوئی ستم عذر امتحان کیلئے

شعلہ عشق وہ ہے جس سے زبانہ جلجائے
یون تو پہر کے بہی سینہ مین شرر ہوتا ہے

جولان کہان کیجیے گر لامکان نہو
ہمت کسے دکہائیے گر آسمان نہو

اے ضعف احتیاط یہ فصل بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ خیز فغان نہو

اتنی ہی آرزو ہے نہین تجہسے اے فلک
یہ اونکی اک نہین بہی نہو وے جوہان نہو

حاضر ہون آج مجمع دیوان عام مین
پہر کچہہ کسیکو حوصلہ امتحان نہو

کیا اک بات مین جامہ سے باہر
شب وصل اوس نے جب تجہہ سے حیا کی

خود آرائی نہ چہوڑینگے یہ کافر
خدائی یون تو برحق ہے خدا کی

سنتا ہی نہین کوئی مرے درد نہانکو
قلقل نہین کہتا کبہی مینا مرے آگے

سحر جو مینے کہا ہو قصور شب کا معاف
تو ہنسکے بولے کہ چل دور ہو ہوا سو ہوا

عرشی منشی عبد الحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کاکوری ہے ؎

مجہے یاد آگئی صبح شب وصل
بہت کچہہ دہوم تہی روز جزا کی

تبسم سے تمہارے بلبلونمین
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

عزیز مولوی عبد العزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوار [illegible]

گذرانیدہ طبع ہموارہ داشتہ ؎

خدانخواستہ کیا ہمکو اس سے تہا انکار	عزیز کعبہ اگر کوچہ بتان ہوتا
ساقی چلے ہے بزم مین کسکا جگر کہ آج	ہر سو روان ہے قافلہ بوے کباب کا
خرام ناز مبارک تجھے ولے اے برق	خیال رکھیو ہمارے بھی آشیانے کا
یاد کرتے ہو مجھے گرچہ بری طرح سے پر	مین اسی بوجھ سے احسان کے دبا جاتا ہون

عزیز محمد عبدالعزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیرآبادی نواسۂ منشی عبدالکریم میرمنشی ریاست بھوپال از شاگردان استادی افتخار الشعرا شہیر است و در پارسی نیز سخن میگذارد ؎

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہین پیار کرے	منہہ کو بیٹھا مین تکون ہائے رے قسمت میری
آج ہوتی ہے بیکسی بیکس	تیرا بیمار ہجر مرتا ہے

عشق شاہ رکن الدین دہلوی خلف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار بسر برد دیوانے دارد ؎

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	اسطرح کا کہین جگر دیکھا

عشق حکیم میر عزت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذۂ ثنار اللہ خان فراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ؎

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے	ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنار میرٹھ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ؎

کہے ہے سن کے وہ یون مبتلا کے قصہ کو	کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا

غین معجمہ

غالب فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشه اسد الله خان المخاطب بنجم الدوله
دبیر الملک نظام جنگ بهادر افراسیابی دودمان اکبرآبادی مولد دهلوی مسکن
لفظ غریب تاریخ ولادت اوست وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شده از تالیفات اوست
پنج آهنگ و دستنبوی و مهر نیمروز و قاطع برهان در پارسی زبان و دیوانی دارد
مجموع ابیاتش ده هزار و چار صد و بست و چهار است در اوائل بروش میرزا
بیدل حرف میزد آخر الامر اندازی دیگر مطبوع ابداع نموده و دیوانی که در
ریخته است فراوان ابیات ازان ساقط کرده قدر قلیلی انتخاب زده است اولا
اسد تخلص میکرد چنانچه در بعضی مقاطع غزلیات هنوز موجود است مدت مشق
وی پنجاه سال است در پارسی پایه اش از فحول اساتذه کم نیست و در ریخته
هم رتبه اش بسیار اگر کسی ست اگر حدیقه نظم را نوبهار ست در عرصه نثر نیز مرد کار ست
قدرتی که بر جمیع اصناف سخن او را [illegible] گفت نمی بینی که توجه بعضی سخنوران
همه بغزل معطوف ست و جز غزل نغمه دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال
برخی همه قصیده است و جز قصیده ترانه دیگر ازیشان نتوان شنودن و
علی هذا القیاس غالب سخنوریست که اگر زمین غزل است آسمان برده اوست
و اگر عرصه مثنوی ست پایمال کرده اوست هنگامه اش بقصیده عرفی همپایه است
و چامه اش چون غزل نظیری گرانمایه و شگرف تر آنکه وی بهر وادی که قدم
میکشود بسرعت تمام می پیمود و با اینهمه فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت
الفاظ و رنگینی معنی و متانت بیان و شستگی زبان که از شعر اکثر کسی را بالقوه میسر
بود بالفعل نصیب او بود آنچه به نسبت دیگران مبالغه اش نامند در پنجا نفس الامرش
خوانند انصاف بالای طاعتست اگر به پیشینیان همسرش نگوییم که الفضل
للمتقدمین دیوانه نهیم که بیشترش از ایشان پنداریم و باکمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت و چنانکہ می شاید لطف شعر می بر داشت حضرت شیفتہ می نگارد و سے مضامین شعری را کماہو حقہ می فہمد و جمیع نکات و لطائف پی میبرد و این فضیلتیست کہ مخصوص بعض اہل سخن ہست اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ برسی چہ خوش فکر اگرچہ کمیابست اما خوش فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شرف یافتہ و حظے بر بودہ انتہے بنا بر ضابطہ شعری چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطۂ انتخاب است ہ

تیشہ بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

جاتی ہی کشمکش کوئی اندوہ و درد کی
دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

میں نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹوں
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا

گریہ چاہے ہی خرابی مرے کاشانہ کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا

کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

غم فراق میں تکلیف سیر گل مت دو
مجھے دماغ نہیں خندہ ہاے بیجا کا

واے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو
اب تلک تو یہہ توقع ہی کہ وہان ہوجائیگا

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھہ پر ہوا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھہ کے گھر یاد آیا

رشک کہتا ہی کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

نظر میں کھٹکے ہی بن تیرے گھر کی آبادی
ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھکر در و دیوار

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پہ

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھا

مرگیا پھوڑکے سر غالب وحشی ہی ہے
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پا

وہ حلقہ ہاے زلف کمین میں ہیں اے خدا
رکھہ لیجو میرے دعوی وارستگی کی

ہون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین

ترے سرو قامت سے اک قد آدم
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

قیامت ہے کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سے وہ بولا یون بھی ہوتا ہے زمانے مین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بھی حنا باندھتے ہین

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو

عاشق ہوے ہین آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

رہے اوس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تھا ایک انداز جنون وہ بھی

مرے دل مین ہے غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہین
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اوٹھانیکی
فلک کا دیکھنا تقریب اوسکے یاد آنے کی

ا رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہے

ن ہجوم نا امیدی خاک مین ملجائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی لا حاصل مین ہے

ارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

پھر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین
پھر وہی زندگی ہماری ہے

نہ مژدہ وصال نہ نظارہ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

ے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھکو مزا بھی مرے آزار مین آوے

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور / دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید / نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیے

وعدہ آنیکا وفا کیجے یہ کیا انداز ہے / تمنے کیون سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے

کبھی نیکی بھی اوسکے جی میں گر آجائے ہے مجھسے / جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھسے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایں ہمہ / ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اوس محفل میں ہے

میں بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل / اوسپہ بنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غضنفر غضنفر علی خان نبیرۂ غلام حسین خان کڑوڑہ لکھنوی از شاگردان جرأت است حضرت شیفتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است دفقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الابیت اول بسیار مشابہ بانداز اوستاد اوست وہو ہذا ؂

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سُنا سُنا / کردے کوئی معاف کسی کا کہا سُنا

کبھی دیکھی جو کل تصویر مجنون / تو گویا بیٹھے ہیں بس ہو بہو ہم

غمگین میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بربست و نزد پدر خویش برامپور رفت و آنجا قالب تہی کرد از نوجوانان بود ؂

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم / تم نے تو کہدیا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں

لگی کریں جگر و دل تو کیا کرون یارب / کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے

اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا / گرہ وا ہو جسکی بند قبا کی

چاہیے تھا کوئی مرنے کا بہانا دل کو / تم چلے روٹھ کے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

الفاء

فاخر مرزا جھینگا قوم مغل از باشندگان دہلی ہ

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ — ورنہ کیا جانیے کیا سے کیا ہوتا
تہا دلین بوسہ سوتے مین لیجیے یہ کیا کہین — سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہسوانی در اوائل اصلاح
از معین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از طبتی منیر الفاق می افتد
قانون شریعت محمدی اوراست شنیده شد که دو دیوان ریختہ دارد و دیوان ثانی
دریک قافیہ و ردیف است قریب یکہزار غزل دران بوده باشد ہ

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے — فاخر اسمین بھی اپنی ہار نہین
آئینہ کہتا ہے فاخر دیکھکر میری طرف — کیونکر آجاتے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تو روٹھا ہوا بیٹھا ہون مناتا ہو وہ شوخ — شکل ایسی کوئی تصویر مین بہزاد رہے

فدا مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ہ

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب رند مین — جب تلک چپکار ہونگا جی مرا گھبرائیگا

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل
از سکنا لکہنؤ اولاً در سلک تلامذہ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانوے ادب بپیش
مصحفی تہ کرد از وست ہ

نہین کہاتا وہ قسم غیر کے گہر جانیکی — سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانیکی

فراق حکیم ثناء اللہ خان برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت
از ارادتمندان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ با ایشان داشت
دیوانے گذاشتہ از ریختہ گویان بود ہ

چمن کی سیر کو آجاتے ہین گہہ گلچین — دماغ کسکو یہان آشیان بنانے کا
یہ غم ہے ساغر و مینا چھٹے کہ میرے بعد — ذرا بھی تلکو نہین کوئی منہ لگانے کا

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکے دست ہم — اللہ رے ناز کی وہین چولی مسک گئی
تم گالیان جو دو تو مین چپکی بہی کیا تلون — پیارے کسیکا ہاتھہ کسی کی زبان چلی

فروغ محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا صابر او راست ؎

دل تو ہم دینگے اوس ستمگر کو — وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا
پیچ دینے لگی وفا دل کو — اپنا انداز تو سکھا دل کو

فصیح مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلف مرزا ہادی لکھنوی از تلامذۂ شیخ ناسخ ؎

مجھہ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین — تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فغان اشرف علی خان مخاطب بہ کوکل تاش خان کوکۂ احمد شاہ بادشاہ ابن مرزا علیخان از باشندگان عظیم آباد و شاگردان علی قلی خان ندیم بود دیوانے دارد در سنہ ۱۱۸۶ جا بسہ گذاشت ؎

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے — خفّت ہوئی مجھے دل امیدوار سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے — انہین باتون سے یہ کمبخت خفا ہوتا ہے
دلمین اوس شوخ کے ہو یا نہ وفا سو معلوم — کہنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد او راست ؎

گل کہا مو کے تھے جنکے لیے جسم زار پہ — دو پھول بھی نہ لاے کبھی وہ مزار پہ

فیض مولوی فیض الحسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول در نظم عربی ید بیضا دارد و ہمپایۂ او درین فن کسے نیست و احیاناً در پارسی و ریختہ ہم فکر پنماید و سحر طرازیہا بکار می برد از تصانیف اوست شواہد تفسیر بیضاوی و شواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ مفر و حاشیہ بر مشکوٰۃ و جلالین و حماسہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفۂ صدیقیہ و از مثنویات معروفہ اوست

رونق فیض وچشمۂ فیض درین نزدیکی بر حسب طلب نامہ گرد آوردہ چند کہ لطف داشت نگاشتہ می آید کلامش لطیفہ دارد نتوان گفت ہے

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہو	برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ سنتے نہین پر ہم تو کسی حیلہ سے	اک حکایات محبت کی سنا جاتے ہین
مرنے کے بعد ذکر قیامت نخرح ہا	سو گئے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی
پہلے بہی مدتون سے نتہی قدر و منزلت	ہر شب کی منتون نے ڈبو دی رہی سہی
تہے اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	آخر یہہ سن لیا کہ وہ کچھ کہا کے مر گئے

القاف

قابل مرزا علی بخش از دودۂ تیمور و تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق بود ہے

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا	کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سنکے مرا یار نے کہا	اے لو ابہی سے عشق مین اس نے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نو طرز مرصع کہ مخاطب بمرصع رقم بودہ از باشندگان لکھنؤ ست در موسیقی دستگاہے داشت ہے

جو ہان ہوئی تو جیتے گئے نہین تو جانگئی	ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در سنہ ۱۲۴۶ھ وفات یافت دیوانے دارد و تذکرہ کہ دران کلام ارباب ریختہ فراہم آوردہ ہے

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تہی تمام شب	اور نام سے ہے اوسکے تجاہل علے الصباح

دشنام دے سناتے ہو روٹھے کو آن مین
کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبان بیچ

تفضیل سے کہہ قاسم حالِ دلِ دیوانہ
ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یار کے

کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤن کو
یہہ رککے ہین ناحق گلوگیر ہون گر

قایم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مرادآباد وارشد شاگردان سودا و تلمیذ میر درد ہم اورا نوشتہ اند در سنہ ۱۲۱۰ھ داعی اجل را لبیک اجابت گفت دیوانے دارد و تذکرہ شعرا ریختہ ہم ازو است حضرت شیفتہ میفرماید انچہ بعض ناشناسان سخن بمکانت سوداعی شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرہ اندوزان دانش نیاید پستی زمین را با فراز فلک یکے داشتن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہرحال قایم در سخن سنگاہے دلپسند دارد گو بپایہ سودا مباش احاطہ بر اصناف سخن اورا میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ انتہی از گفتار پاکیزہ اوست ہ

قسمت کو دیکھہ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند
دو چار ہاتھہ جبکہ لب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمہارا سنکے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات
مین ہی کچھہ اللہ کا ڈر کر گیا

کوچہ گردی دلِ مجنون نے مری کی ایجاد
بتدل جانکے ڈھب بادیہ پیمائی کا

معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
پیامبر کے ہین ساتھہ آپ جانا تھا

ہر دم آنے سے مین بہی ہون نادم
کیا کرون پہ رہا نہین جاتا

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
روٹھا تھا آپ ہی تجہسے مین اور آپ ہی من گیا

سننے کا یار یہہ بہی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیرے ہاتھہ سے گہبراکے رو دیا

گر زیست ہے تجہہ تلک تو پہر کیا
صدقے ترے سے مر ہی جاوینگے ہم

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین
یان کچھ اتنی تو احتیاج نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن
بے طلب اب بہی جو ملجائے تو انکار نہین

قایم اور تجھہ سے طلب بوسہ کی کیونکر کیجیے
یون وہ نادان ہی پر اتنا تو بد آموز نہین

اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہہ کوئی
تو چاہتا ہے اوسکو تو کہتا ہو نہین نہین

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

یان وہ تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہی ربط
کیا شکوہ تم سے رو بیٹھے اپنے نصیب کو

قایم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار
ہے کیا برا جو مفت مین اک شعر خوان رہے

خدا نہ کرے وہ اوسے غیر سے تو کیا سروکار
تہی ایک بات ہمارے ہی یہہ جلانے کی

مفت تک دون ہو نہین دل تو بہی کوئی لیتا نہین
یان مگر اسکے بہی کچھ یہہ جنس سستی کیجیے

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بہی نہ مر گئے
کہنے کو رہ گیا یہہ سخن دن گذر گئے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال
ہنسکے کہنے لگا طالع کی مددگاری سے

بتونکی دید کو جاتا ہون دیر مین قایم
سمجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل
یکبار اوسکے بہی تو کرین روبرو مجھے

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین فقیر از باشندگان دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت بود در ۱۲۰۵ درگذشت دیوانے گذاشتہ از مشاہیر شعرا بود

سینا اوسکا ہی دل اوسکا ہی جگر اوسکا ہی
تیر بیداد جہان ہر رو کے گہر اوسکا ہے

قسمت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلیخان دہلوی مقیم لکھنؤ از شاگردان جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت

امیدوار بوسۂ لب ہے کہا کوئی
دیتا ہے تجھکو دیر سے بیمار دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے
میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے

قلق امجد علی ولد محمد علی در گلستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشته و بعهد اعلم از باشندگان لکھنؤ بود و از شاگردان فخر الملک نواب میر منّو بیتاب دیوانے دارد ہ

ہجوم آپکے در پہ ہے دادخواہوں کا
ستم تو دیکھیے ان شرمگین نگاہوں کا

سنگِ درِ جانان سے سر ہمکو ٹپک آنا
دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شب کو

قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر جانجان مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہل اسلام منتظم گشتہ ہ

سمجھے ہی سمجھیگا اشک ناصح
رونا ہے یہہ کچھہ ہنسی نہین ہے

قمر مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب با فتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی در گلشن بیخار ہمین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ بہر حال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد ہ

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آ ہی گیا
عشق کا نام بڑا ہے اوسے ننگ آ ہی گیا

قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان ہ

کیسی کے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم
ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچھہ عجب ہین ہم

قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ عبد الرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ہ

اوسکے یہہ کہنے کے ہین صدقے کہ گھبرا کر کہا
سانس الٹی ہانپے کیون یہہ نوجوان لینے لگا

ضعف اپنا یان تلک پہونچا کہ ہم
آ نہین سکتے تمہارے دہیان مین

مجھہ مین اور تجھہ مین ہی سو سائہ تجلّی کا ربط
ایک مژدہ ہے یہہ کہنا ہی کہ منظور نہین

بظاہر آپ تو آئے ہین صلح کو لیکن
اسے کہ تیغ بھی زیب کمر ہے کیا کہیے

تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہوا من
شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے

اے بتو جو بیا ہو سو کرلو ستم	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
شوق کو کثرتِ نظارہ سے تسکین آتا ہی	حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خار دشت	پھر ایسے قدردان ملینگے کہاں مجھے

قیس مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ در گلشن بیخار امداد علی بیگ نام پدرش آوردہ ہمانا مشہدی اصل لکھنوی مولد ست سخن را بر حسرت عرض می نمود ؎

پھرتا ہون ہر کسی سے میں القاب پوچھتا	خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ	اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیصر مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان داشت ؎

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا	کیا نئی طرح سے ہم دلمین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش	اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون تمہین

کاف تازی

کامل مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا نبیرہ عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا باستفادہ پرداختہ ؎

کامل آشفتہ سر کو دیکھکر کہنے لگے	رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتانہ بود دیرچند بہ شاہجہان آباد بسر بردہ و مدتے در حیدرآباد گذرانیدہ در بھوپال وفات یافت از تلامذہ مومن خان بود بہر دو زبان ریختہ و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت ؎

تیر ناخوردہ ہمارا شک سے کیا کیا تڑپا	استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا

فرہاد وقیس عشق مین سرگرم لاف تھے — خاموش ہوگئے جو مرا نام آگیا

کیا ہی برہم ہوی زلف اوسکی جو پوچھا مجھسے — اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

سہو ینگے جور طاقت و تاب و توان تلک — لیکن یہہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک

چین جبین ہے موج تبسم نگاہ مین — ڈرتے ہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک

اے طفل اشک دیکھئے برباد کیجیو — ہر پارۂ جگر ورق انتخاب ہے

اوسکو شہرت کی تمنا ہے مجھے رسوائی کی — ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

کلیم میر محمد حسین دہلوی نبیرۂ میر تقی ہم در پارسی سخن میگفت و ہم در ریختہ ملک سیکر و سخنوران اوستاد مسلمش داشتہ اند دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست وے فصوص الحکم را بریختہ آوردہ ہ

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وہ دن گئے کلیم کہ یہہ شیشہ سنگ تھا

ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق — رہ گیا مین ترے کوچہ مین گرفتار ہنوز

رکھون مین آنکھو مین کیونکر تجھے کہ ہی برسات — پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

غرور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے — غرض تم سن چکے احوال ہم داد کو پہونچے

کلیم المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما کہ نام روے خود را در ضمن ریختہ فکران نغز سنج شمارم کہ آنچہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلہ جنبانی احباست ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیاد کسے گذرد مغتنم می انگارم آرے بیشتر ازین عہد کمابیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ و سنا کہ ازین فن دارم از انجاست و ذریعہ این اکتساب درین عالم اسباب ہمت حضرت شہیر بود سلمہ اللہ تعالے این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید ہ

کیا لے گئین لگا کے وہ عالم فریبیان — کتنا ہمین بھی دل کے لگانے سے عار تھا

دل تو رندون کے صاف ہوتے ہین
خطرہ آتا نہین عبادت کا

اے جوشِ عیش جی نہین لگتا کسیطرح
پیدا کہین سے ناخنِ غم کی خراش کر

دونون جہان سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر
کچھ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے

جو درخورِ قبول نہو وہ سلام ہون
جسکا جواب کچھ نہ ملے وہ پیام ہون

آتے ہین یادِ صحبتِ احباب کے مزے
خلوت مین کیا ستم زدۂ ازدحام ہون

اقتضا وقت کا کہتا ہے کہ زاہد بنیئے
وضع کہتی ہے کہ یہہ بات تو کچھ خوب نہین

ہوگیا آج مسلمان کلیمِ خستہ
اسکا ہمکو تو یقین ہی نہین پر کہتے ہین

کوئی بدلے تو دل بدلتے ہین
آدمی ہی تو ہین ضرورت ہے

ہرچند چاہتا ہون مین ترکِ وفا مگر
بنتی نہین ہے بات وہان بن وفا کیے

در سے اوٹھینگے نہ تیرے کبھی مرجائینگے
تو ہی جب ہمکو اوٹھا دے تو کدہر جائینگے

ہائے کسکو رلا دیا تونے
نگہ یاس کیا کیا تونے

روشِ التماس کیا کہنا
کام بگڑا بنا دیا تونے

کیون مجھکو سب گلے سے لگاتے ہین وقتِ نزع
اور یہہ بھی جانتے ہین کہ خنجر نہین ہون مین

ذوقِ شنید نے مجھے مارا کہ ہاتھ سے
بیجا بھی تو کہے تو اوسے مین بجا کہون

مر نہین سکتے بجبر مین بھی ہمین
اتنا بے اختیار ہونا تھا

کہتا تھا حال وجد مین کوئی جلا بھنا
دیکھو تو کیا نہین ہے دل داغ داغ مین

اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہے فراغ کو
تم لیکے کیا کروگے دلِ داغ داغ کو

اب بھی حسرت ہے ترے بیداد کی
داد دینا اس دلِ ناشاد کی

ہون خیر خواہ پیر مغان دے مجھے شراب
ورنہ کہین گے لوگ کہ اسمین کرم نہین

اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی
منہ شکوۂ ستم کا سوے آسمان ہے اب

دل سا کہان ملے گا تجھے صید گاہ مین
اس صید رم شعار کو رکھنا نگاہ مین

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر — کچھہ اپنے سر مین اور کچھہ اوسکی نگاہ مین
خجلت نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شعار — تم اور آؤ دل سے دبارہ تباہ مین
ہین حضرتِ کلیم بہی کیا خوب آدمی — ہمکو کبھی کل ملے تھے وہ اثنا راہ مین
مستی کسی نگہہ کی ہے اپنی شراب مین — آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب مین
ہین کور ہم ہی ورنہ وہ آیا کئے مدام — روز سیہ مین اور شب ماہتاب مین
پیرِ مغان ہے رات کو جو کچھہ شنا سوچ — منہہ سے نکل نجائے کہین اضطراب مین
مرتا ہون اسکو دیکھہ مغنی کے ہاتھہ مین — آواز آرہی ہے کسی کی رباب مین
کیا دہرا ہے قصۂ فرہاد مین — فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
ہین بہت سے جو رسے بہی بے نصیب — مہربانی ہے نہان بیداد مین
شورش کہانسے لائے جو ہمسا ہو دردمند — شوخی کہان سے پائے جو تمسا جمیل ہو
درخورِ عشقِ حقیقی ہین یہہ اہل تقوی — ہم سے لوگون کے لیے عشق بتان اچہا ہے
ڈرتے ہین یاس سے کہ ادہر اوسکا قصد ہے — بیٹھے ہین شوق حوصلہ فرسا کئے ہوئے
دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہین گر ملے — جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے
کچھہ بہی نہین ملے یہہ حرم مین اگر ملے — جب بادہ میکدہ مین ہمین اسقدر ملے
ہم اور بوستان پہ تنگا پوے ہمصفیر — دامن مین دہر لیے جو کہین بال و پر ملے
لاؤن کہان سے مین وہ عدالت کدہ جہان — دادِ نمک فشانی زخمِ جگر ملے
ہے گرچہ دور شیوۂ ارباب ناز سے — کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے
زاہد نہین ہی یار بہت کچھہ ہین جانتے — حضرت بہی میکدہ مین ہمین بیشتر ملے
خوگر عیش ہون جان سے جانے والے — کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے
لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین — جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از تلامذہ

ناسخ دیوانش گذاشتہ ہ

تیرا تو آسرا تھا جدائی میں یار کی	اے موت تو بھی مجھسے گریزاں ہے ان دنوں
تربت پہ میری ایسی برستی ہے بیکسی	بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیف شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذۂ وزیر علی صبا دیوانش دارد ہ

یارب سبیل رکھکر پیر مغاں پکارے	للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا
بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم	پھر آج میکدہ میں خانہ خراب ہوگا
کسی نے باغ میں ایسا شگوفہ چھوڑا ہے	کہ آجتک گل و بلبل میں بول چال نہیں
بزم میں یار کو پوچھے جو کوئی بتلا دوں	شمع کے پاس وہ بیٹھے ہیں جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امرائے نامی لکھنؤ ست و از شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گذشت خوش گو ست ہ

اے بتو کل تو ہے اللہ کو منہہ دکھلانا	آج منہہ ہمکو دکھاؤگے تو احسان ہوگا
وہ ایسا نہیں چپ رہے بات سنکر	کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

دعائیں مانگی ہیں مدتوں تک جھکا کے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر

ہوا ہوں تب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جاتے ہیں یار اوسکو بلواتے ہیں ہم	دل کو یہہ کہہ کہکے بہلاتے ہیں ہم
زاہد وہ جرم کیا کرتا ہوں میں بہر ثواب	دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش تجھے
وصل کی رات ہی یوں جلد نہ آئی ہوتی	اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

گر ترے اوٹھنے نہ دینے سے بگڑ بیٹھا وہ	تو تو گویا تھا کوئی بات بنائی ہوتی

لام

لطف مرزا علی استرآبادی الاصل دہلوی نشار عظیم آبادی مسکن تلمیذ میر تقی سجیہ را با در ریختہ قصاید انشا کردہ وصلہ ہا یافتہ از شاگردان سودا بہ غلط مشہور است تذکرہ ریختہ گویان ازو یادگار ست ہ

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سدا	دو قبول تو اس آرزو مین باز رہا
جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب	یہہ زندگی جو تھی اسمین تو امتحان رہا
ہے یہہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو رہا	پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھہ نہین معلوم
اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم	ملے ہی وضع فلک کی بہت تری خو مین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر از باشندگان لکھنو در از اقامت گزیدگان اکبرآباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ہ

جب مین کہتا ہون کہ اب جانسے گزر جاینگے	ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف مرزا نورالہ ور سخت ہمشیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ مرزا صابر ست ہ

سمجھہ ہی اولٹی ہے دیوانگان الفت کی	کہ دل کے جانے پہ رکھتے ہین نام آنے کا
رو دیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہو کر	اوسکو پیدا جو جفا کش کوئی مجھسا نہوا

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہہ پھیر کے وہ — بیٹھ رہا یون ہے کہ گویا اونہین منظور نہین
رونا تہا و لگے ساتھہ سو خون ہوکے بہہ گیا — اب دل نہین تو نام کو بھی چشم نم نہین
بگڑکے بیٹھنا اوسکا بناوٹ ہے گویا — ہر ایک بات مین خوبی ہے خوشنما کے لئے
بڑہانی تمکو تو مشق ستم ہے اور ہم بھی — نہین کچھہ ایسی کہ اتنا جگر نہین رکھتے
آنکھون سے تو دکہا چکی کیا کچھہ یہ چشم تر — کانون سے کیا سنائیگی دیکھون ہان مجھے
کتنا ہی ہم چرا لیتے ہین آنکھہ اوس سے پر نظر — ناچار پڑہی جاتی ہے کمبخت پیار کی

مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین قائم و در گلشن بیخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشتہ بہر حال وے در عہد شاہ عالم بادشاہ در مرشد آباد سکونت ورزیدہ ہ

کیا کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس — مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان سونن شنیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و بزرگان او اقتدار ہا یافتند و خطاب خانی بجلدوے خیر سگالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آثار روش میرزا در گفتار او بہم یا بم آرے ہر کسے را طبایع مختلف دادہ اند و مطبوع ہریکے اندازے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب در گذشت ہ

منہہ لگے غیر سے منہہ پہ وہ کہتے ہین پیار سے — مائل ہے اب بھی جی مین ترے کچھہ ہوس ہی
دل مائل کی جہت سے آپکو لازم رعایت ہے — یہ میرا ناز پرور تو گرفتار مصیبت ہے
خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اورا ونکو چھیڑینگے — سنا ہے اونکو غصہ مین چمٹ جانیکی عادت ہے
کہتے ہین وہ مدام کہ ہین تابع رضا — مائل ہے جی مین آج او نہین آزمائیے

مادہو رام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان منشی منیر طبع خوشی دارد ہ

دیکھکر ہمکو وہ شوخی سے یہ فرماتے ہین — اک سلامت رہے تو چاہنے والا میرا

عہد کرکے او نہین دیکھون تو یہہ فرماتے ہین
شرم بھی تجھکو نہ آئی پھر ادہر دیکھہ لیا

مینے جو یہہ کہا تمہین الفت مری نہین
گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین

چبھتے ہین خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی
حضرت کدہر ہے دہیان تمہارا یہہ گہر نہو

شکر ہے بعد مرے یار نے اتنا تو کہا
سچ تو ہے چاہنے والا نہین ملتا کوئی

گلے لگا کے شبِ وصل کس ادا سے کہا
نہوئی تجہسے محبت تو پیار کیون کرتے

قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے
ابھی کم سن ہے دل دہڑکتا ہے

مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین مشیر اوراست ؎

کس منہہ سے بیوفا کہون تمکو کہ مینے بھی
شکوہ کیا ہے دلمین کئی بار آپ کا

سخت جانیکو مرے کھیل کہین سمجھے ہو
توڑنے آئے ہو کیون خنجرِ بران اپنا

کوے بتان سے نکلے تو کعبہ گیے مبین
شرمندگی اوتارنے کو پارسا ہوے

مجروح میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب از وست ؎

کچہہ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین
کھٹک ہے میرے خارِ آشیان کی

محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر از تلامذۂ حسرت و میر درد بود بعد واقعۂ شہادت پدر خویش در لکھنؤ سکونت گرفتہ در سنہ ۱۲۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گذاشت ؎

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا

بیٹھنے دیوے جو وہ بزم مین اپنی نہ مجھے
تو اوٹھا لیجیو اسے بارِ خدایا مجھکو

گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا
منہہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محمود حافظ محمود علی خان برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے

از و یادگار است ؎

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہون
کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا

افسوس ہوا حشر مین کیا بے گنہی کا
قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا

جو پاے نہ ہر بین یہ گران جانیون مین ہم
اعدا کے گھر تری مہمانیون مین ہم

جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو
کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

لاغری سے مین نظر آتا نہین
چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی منشا از تربیت یافتگان جرأت ؎

احوال مرا دہیان سے سنتا تہا ولیکن
کچھ بات جو سمجہا تو کہا ہین نہین سنتا

مخبر محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ ؎

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو
ہمین حیرت ہے کیا انکا ادا تہا اسکندر کا

واعظا جس نشے کی ہے توبہ پی جاتا ہون مین
میرے لب تک گر کبہی آتی ہو پیمانہ کی بات

مرہون مرزا علی رضا مشہدی الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدر آباد بسر بردہ
از تلامذۂ میر ممنون بود ؎

جز یک نگاہ خشم کبہی اوسکی خو نہین
قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو کبہو نہین

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان
دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تام داشت ؎

لکہکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا
اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا

سخت جانی سے دم تیغ مرے ہاتہہ نہ کہینچ
گر نہ کچھ ہے تو قوت بازو ہی سہی

مشتاق لالہ بہاری لال نگارندۂ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان
مرزا نوشہ ؎

یون تیرے ساتہہ بزم مین دشمن کا بیٹھنا
وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نجائے گا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو
یہان پھیلائی ہے سستی کہان کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوۂ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ؎

الٰہی کون سی جنت ہے بے حور
کہان لے جاؤن مین اوس بدگمانکو

مصحفی غلام ہمدانی از اہالی امروہہ مضافات مراد آباد در آغاز شباب بہ جہان آباد بسر می برد بنا ثبت در لکھنؤ رفت وہمانجا بحق پیوست روزے چند برفاقت مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدایش انتہاے دورۂ سوداست با جرأت و انشا در یک ردیف وقافیہ جادۂ سخن می پیمود در ریختہ ہشت دیوان و دو تذکرہ دارد و در پارسی دیوانے بجواب نظیری و تذکرۂ او براست در بلاد مشرق مسلم الثبوت بود در استادی وے سخن نیست بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام وگزیدہ اشعارش نتوان گفت کہ چہا شور انگیز است ؎

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے آ
ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پہ رکھا

تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے
وہ جو اکدن اوسکے ملنے کا مقرر ہوگیا

شوخی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کھینچکر
کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہگیا

مجھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے
روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

مصحفی ہم تو یہہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

ست میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یہان
رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا

بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا

چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
یاد آتا ہے وہ راتو نکا جگانا تیرا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
ہے مصحفی کشتہ اسی ادا کا

تری کو مین اس بہانے مجھے دنکو رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

پھٹ چکا جیب سے گریبان تب سے
ہاتھ پہ ہاتھ دہرے بیٹھے ہین

وہی وحشت اور وہی گریبان چاک
ہائے وہ دل کہ جسے پینے نفلین پالا
فلک گر سنہاتا ہے مجہپہ کسیکو
کہانے نہیں دیتے ہین مجہے خون جگر بہی
وہ سُنتے ہانہ سُنتے اوسکو ہم اپنا احوال
چوکہٹ پہ جنکی ہین نے رو روکے رات کاٹی
مصحفی یار ہین اسوقت کے سب مردہ پسند
او دامن اوٹہاکے جانے والے
مہدی کو اپنی دیکہہ کے کہنے لگا وہ شوخ
وعدہ قتل ہے رکہتا ہون دل اپنے کو مین شاد
وہ جی مین بہت نازان کہ مرا عسبا تو دیکہو
مجہسکو پامال کر گیا ہے ابہی
غم کہاتا ہون جتنا مری نیت نہین بہرتی

جبتلک ہاتہہ پاؤن چلتے ہین
اب اوسے یون بہدفِ ناوکِ مژگان دیکہون
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکہتا ہون
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوگئے ہین
پسِ دیوار کہڑے ہوکے سنا جاتے ہین
سنتا ہون صبح گیا وہ مہمان کسیکے گہر مین
بدنہتا ہم بہی تخلص جو مزاری رکہتے
تک ہمکو بہی خاک سے اوٹہا لے
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتہہ سے
کہ اسی وعدہ پہ اک وعدہ دیدار بہی ہے
مین خوش کہ خیالِ نگہ دور کسے ہے
پہر جو دامن اوٹہائے جاتا ہے
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بہرتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجانان خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بیست وہشت واسطہ بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در سنہ ۱۱۳ ہجری خلعت وجود پوشیدند ودر عمر شانزدہ سالگی گردیتیمی بر رو نشست ودر سنہ ۱۱۹۵ھ از دست حرفضا شہادت یافتند میر قمر الدین منت عَاشَ حَمِیْدًا مَاتَ شَہِیْدًا تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی وظاہری در فن شعر نیز درجہ عالی پیداشتند وجز حرف عشق ودرد بر لوح زبان نہ می نگاشتند واصلا در ضمن شعر غرض دنیا واظہار ہنر در میان نہ داشتند وگاہے

در مدح و ذم کسے زبان را آلوده نمی کردند وقتیکه شیخ حزین در هندوستان آمد کسے را از مستعدان هند بخاطر نیاورد لیکن با وجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان میکرد روزے شیخ در مکان شارع عام نشسته بود ناگاه حضرت ایشان بر اسپ سوار ازان راه می گذشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید که این کدام جوان است گفتند حضرت میرزا جانجانان اند شیخ گفت چشم بد دور همه دانی و همه جانی حضرت ایشان را دیوانیست مختصر در پارسی و بیاضیست خریطهٔ جواهر نام بنده دیده ام انتخاب اشعار چنانکه میشاید دران صورت بسته است ٥

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین پیمان گسل میرا
کہ مین روتا ہون دم لگی بیکسی پہ ہائے دل میرا

لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس
کیا ہوا اوسکو کہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

توفیق دے کہ شور سے اک دم وہ چپ رہے
آخر مرا یہہ دل ہی الٰہی جرس نہین

مظہر چھپا کے رکھہ دلِ نازک کو اپنے تو
یہہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو
یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

معروف نواب الٰہی بخش خان دہلوی برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور جھرکہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان از تلامذۂ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در سنہ ۱۲۴۳ھ از جہان رفتہ دو دیوان دارد درین فن دستگاہے شایستہ داشت و طرزہاے دلپذیر می یافت ٥

کہانتک راز عشق افشا نکرتا
تسلی یہہ ہے کہ مرتا کیا نکرتا

غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا
دیکھکر گھر ہنستا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا

کی وصیت یہہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری
آتا ہے اور مجھکو بے اختیار رونا

اوسکے جانیکی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم
ایسے دیوانے نتھے گھر مین جو در رکھتے ہم

کہا جو میں نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال
کہا جو حال سنا دے وہ ناتوان نہین

کہے ہے مجھ سے کوئی تجھکو یاد آیا ہے
کرون فریب سے اوس بدگمان سے باتین

دیا ہے اپنے سے ظالم کیا اوسنے دل معروف
اب اور اوس سے بتا پیدا کرو کیا کوسون

آپ جسوقت رقیبونکی قسم کہاتے ہین
ہم رقیبونکے نصیبونکی قسم کہاتے ہین

مے کے پینے سے تو ہر چند تباہی توبہ
پیر مغان سے وہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ

گریہ و آہ و فغان سے ہمکو یکدم فرصت نہین
ہم سمجھتے تہے محبت کام بیکار و نکما ہے

ہائے اوس شوخ کا یون روٹھ کے جانا معروف
اور یہہ کہنا کہ نہین اب نہ منائے کوئی

میرے مرنے سے ہوئی اوسپر خلق
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
جسطرفکو وہ چلے پتھر چلے

دمبدم یاد نے تو ہمکو نہ کہا اچھل ہوا
غیر ہم دیکھ چکے فندق یا اچھی ہے

معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہین غریب
تک منہ لگا تے یار تو پھر ہمکو دیکھیے

دور جو بزم مین وہ آنکے بیٹھے ہم سے
کیا ہی پچھتائے کہ آگے سے وہین کیون ہو لیے

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم والنے والے
ہٹ کے تکتے تہے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

معین معین الدین دہلوی از رجال تلمذ او آگہی دست بداد نکینی از گفتارا و پیداست چنانچہ خوش گفتہ است ہ

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ
ایک موزون سا جوان تہا کبھی دیکھا ہو گا

تحت دل آنکھون مین کہیچ آتے ہین کس شوق سے
میری مژگان پہ گمان کرکے تمہارے تیر کا

مثل نقش پا اوس در سے اوٹھ نہ سکے کوئی اوٹھائے
ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہین

ذرا یا حسن تجھے آزردہ اوس نازک کلائی کو
کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھینچے ہے تیرے وصل کی شب بھی جدا ہوکے
ترے فراق میں بیجا بیکسی کا تھا نہ دماغ
تری جفا کی حکایت اور اپنا حال وفا
تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا سنیے
دیکھکر تجھکو کیجیے ناسخ

یہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا ہوکے
مگر یہ اپنا ہی زخم جگر ہے کیا کہیے
یہ پھٹنا تو یوں ہی عمر بھر ہے کیا کہیے
اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
بندہ پرور مرا گریبان ہے

ممنون میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت موطنش سونی پت مولد و منشاش دہلی ست مدتے در لکھنؤ ماندہ سپس در اجمیر بعہدہ صدر الصدوری مامور گردید وفاتش در سنہ ۱۲۶۴ ہجری واقع شد دیوانے ازو یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت ازانجا کہ ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

برا مانیے مت مرے دیکھنے سے
قربان ناز نعش مری دیکھکر کہا
ہاتھ میں جنبش محمل کی عنان ہے اپنے
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان میں
یہ نہ جانا تھا کہ اوس محفل میں دل رہ جائیگا
قاتل بھی وہ نہووے جو ممنون کی نعش پہ
یوں تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن
میں اس سخن کے تصدق وہ کہیو آئینہ
اس ذوق سے کہتی ہیں حدیث لب شیریں
پوچھینگے گر آرزو دم نزع
یوں رشک کے کم جو وہاں رنگ حنا ہو

تمہیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
گردن پہ کس کی خون ہے اس بیگناہ کا
ورنہ یاں کسکو سر آبلہ فرسائی تھا
ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئینگے دم بھر دیکھکر
کہتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف
ہے ذرا آدمی کشی کا شوق
یہ مجھسے پوچھے ہے کیوں کیسے طرحدار ہیں ہم
گویا ترے ہونٹوں ہی سے لیتے ہیں مزا ہم
جسلا دہی کو بتائیں گے ہم
ہاتھ اوس نے کسی دیدۂ تر پہ نہ دھرا ہو

اوس مرگ پہ سو جان ہری صدقہ کہ دم نزع — گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو — جس لیے تجھکو بنا یا ہی دکھاؤن تجھکو

تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا منون — وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہی

رخصت کے وقت یون ترے گریان ہی آدمی — رو دے ہی اوس گھڑی کہ نہ جسکو بس چلے

منت میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نواسہ میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و نشاش دہلی است در لکھنو رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بکلکتہ شتافت و درسنہ ۱۲ بعمر چہل و نہ سال وفات یافت ریختہ کمتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد

اوس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

منتظر ابو السلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گزاشتہ

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا — یہہ جی ہی جی مین غصہ کھانا کسی کا

دولت حسن ہے جن پاس یہہ اوس سے بھی سوال — کچھ نہ لے اور نہ دے یہ ہین لوگ عجیب

نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے

وہ جو بات منہہ سے نکالی تھی سو اوسی کا مجھکو نباہ ہے

منشی میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنو بسرکار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر وے از مشاہیر خوشنویسان بود وے نیز بدرستی خطوط متصف بود

جو پوچھا اوس سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے

مجھے کچھ یون ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہی

ظہیر سید اسمعیل حسین خلف منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و

ناسخ است امروز در رامپور بظل عطوفت والی انجا باعزاز بسر می برد سخنور ریختہ گوست وانچہ از گفتارش بنظر رسیدہ ہمہ نکوست دو دیوان دارد

آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا — شعلۂ طور شریک آہین ہے جو تنہائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی — مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا
ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا — حق ادا ہو نہ سکا ذلت و رسوائی کا
کیا بتائین کہ کہان جا کے شب غم مین ہے — آپکی جان سے دور اور ہی عالم مین ہے
کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نکلے — کاش تقدیر ہی پہ آئے تبسم مجھکو
چھوڑ دون مین بھی ملاقات تو بیکس ہو جائیے — ستم یار پہ آتا ہے ترحم مجھکو
سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب جائین — بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو
دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے — ہم کسیکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے
پھولے سے پھانس نکالی نہ ہمارے دلکی — ایک تنکے کے بھی شرمندہ تمہارے نہوئے

مومن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولے داشت و در نجوم پایۂ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر بقوت سخنوری مومن کم ترکسے برخاستہ و بہر دو لفظ چندان دستگاہے نصیب او گشتہ کہ پارسیان از ان خودمی انکارند و ہندیان بشرف ہمزبانی نازہا دارند دیوانش مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد در صنعتم نیست کہ بانتخاب دیوان وے پردازم ہمانا از گلشن بنجا بیجے چند برداشتم کہ ہر یکے ازان دستنبوے فصاحت و گلدستۂ بلاغت بتوان شمرد الحق درین فن محسود ابناے روزگار ست و مشہور ہر شہر و دیار ناظورۂ بیان نازکش سرمایۂ حیات عشاق ناکام و معشوقۂ کلام دلاویزش تسلی خاطرہاے پُرآلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش فی الحقیقہ لطف داشتہ و نکتہ شناسان نغز گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا انگاشتہ اند ہمانا وفات او

در ۱۲۶۸ھ واقع شدہ از دست ولیس نکوست ۵

اوس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

یہہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

خواہش مرگ ہوا تمنا نہ ستانا ورنہ
دل مین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

دل لگا نیکے تو اوٹھائے مزے
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا

ان نصیبون پر کیا اختر شناس
آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا

یہہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پھرنے سے شام وعدہ تھکے یہہ کہ سو رہے
آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوئے
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تھا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا

میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
دو مبارکباد اسکے یار ہرجائی ملا

بوسے دم غضب لئے اولٹی سمجھ تو دیکھو
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا

آغوش گور ہو گئی آخر لہو لہان
آسمان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا

اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

رازِ نہان زبانِ اغیار تک نہ پہونچا
ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منہہ سے سوتے مین کہین
ہجرِ بتان مین مجھکو ہے مومن تلاشِ ہر
جلوہ دکہلائے تا وہ پردہ نشین
مٹھی ندی مزار تلک آکے اسپہ بھی
سجدہ پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکہلے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
تو نہ کہان کدورتِ باطن کے ہوش تہے
وصلِ بتان کے دن تو نہین ہیہ کہ ہو ملال
مجھ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہین کیا بھلا
بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
اوس کو مین جا مرینگے مدد اے ہجومِ شوق
خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
وہ جفاکش ہین اے فلک کہ کیا
اب تپیا ہجر دیکھے مومن ہین
گر یہی شوقِ شہادت ہے تو مومن جی چکے
جانے دے چارہ گر شبِ ہجر انہین مٹ بلا
ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے جرم پائمال عدو کو کیا کیا
عاشق کشی ہے شیوہ اگر لیے ہوس سہی

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
شب یہان رہنے کا تیرے جبین پر جا ہوگیا
نعم پہ حرام خوار توکل نہو سکا
مین نے دعوے کیا تحمل کا
کہتے ہین لوگ خاک مین اوسنے ملا دیا
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
بیمارِ عشق بہت ناتوان ہے اب
غش ہوگیا مین رنگِ مئے ناب دیکھکر
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
پھر کسکو گلے لگائینگے ہم
اوس ستمگر نے انتخاب ہمین
ہے حرام آگ کا عذاب ہمین
مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمین
وہ کیون شریک ہون مرے حالِ تباہ مین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
آشنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم بھی کچھہ
آرزوہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہین

ابرو رہ گئی مژہکی کہ روتے تو ہین وہ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین

وہ ہی بغل مین تو بھی تو یان نیند اوڑ گئی
یہہ سوچ ہے گیا نہو اعدا کے خواب مین

سنتا ہون روز جزا داد یہہ ستم دیکھو
کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین

ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
گویا کہ ہین انکا مدعا ہون

کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
جلتے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین

ستم خراب مہر وکتان سینہ چاک ماہ
لو اور بھی ستمزدہ روزگار ہین

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نچاہے تو باتین ہزار ہین

وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
تمہاری خاطر نامہربان کو

مومن تم اور عشق بتان آپ پیر ومرشد خیر ہے
یہہ ذکر اور منہہ آپکا صاحب خدا کا نام لو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھہ ساتھہ
پھر کون وارثونکے سنے اذن عام کو

سنگ اسود نہین ہے چشم بتان
بوسہ مومن طلب کرے کیا منہہ

اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھہ

بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
اوٹھہ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھہ

خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
خبر ہے نعش پر اوس بیوفا کے آنے کی

کر علاج جوشش وحشت چارہ گر
لادے اک جنگل مجھے بازار سے

چھڑکے ہے کان جراحت لون کیا
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

اب تو مر جانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اوٹھا جائے ہے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے

پامال اک نظر مین قرار وثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

پیغامبر رقیب سے ہوتے ہیں مشورے — سنتا نہیں کسی کی یہہ کہنے کی بات ہے

عیش میں بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو — کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ — تجھکو اپنی نظر نہو جائے

اے قیامت نہ آئیو جب تک — وہ مری گور پر نہو جائے

لے تو بھی بھیجے کوئی پیغام تلخ اب — تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لیے

اجل سے خوش ہوں کسی طرح ہو وصال تو ہے — نہ آئے نعش پہ وہ پر یہہ احتمال تو ہے

جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا — اب آگے ہو نہو امید انفصال تو ہے

تسلی دم واپسیں ہو چکی — ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی

تھی بدگمانی اب انہیں کیا عشق غیر کی — جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے

رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہے — میں نے ہی تم سے بیوفائی کی

شب ہجر میں کیا ہجوم بلا ہے — زباں تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

مونس سید اعظم حسین نبیرہ حکیم خادم حسین کہ از مشاہیر اطبائے اینجا بودہ اند جوانیست تحصیل تمام کردہ باکثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز اورا دستگاہے ست آنا توجہش بپارسی بیشتر مصروف است بریختہ کمتر فکر میکند لکن دراوائل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے بنامہ نگار برمیخورد و اخلاص تمام دارد این بیت از زبان او استماع افتادہ بود و ثبت میشود خیلے خوش گفتہ ست

لاکر شفیع ہم عمل ناصواب کو — کیا کیا منارہے ہیں کسی کے عتاب کو

مجہور نقشبند خان خلف نواب مصطفی خان شیفتہ جوانے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلامش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود در ینجا آمدہ بود و بنامہ نگار برخوردہ خوش تہذیبی داشت ہرگاہ ازینجا بدہلی رفت ہمانجا درگذشت

خدایش بیامرزاد این بیتہا کہ می بینی از و گرفتہ بودم ؎

نگہِ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھکو	دلِ غمدیدہ یہ آتا ہے ترحم مجھکو
کہتے ہیں مسکرا کے تمنائے وصل پر	صاحب کبھی کسی کے ہوا کی بھلا کیا خبر مجھے
اے شوق رشک غیر بھی دل سے بھلا دیا	احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے
کیا خوشی ہمکو اگر غیر شبستان میں نہیں	وصل عشاق کی شب گردشِ دوران میں نہیں
ایک صوفی نے کہا محو تماشا ہوکر	اوسمیں کچھ بات ہی ایسی کہ جو انسان میں نہیں
تم نہ سنتے تھے کہ بیداد کا کیا ہی انجام	ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھ غم پنہان میں نہیں
قاصد جو کہا ہے اوسنے کہہ چپک	باتیں نہ بنا ادہر اودہر کی
کہتے ہیں دعا سے وصل پر وہ	ہمکو بھی امید ہے اثر کی
الفت میں ہیں اور بھی بلائیں	پر سخت بلا ہے چارہ گر کی

مہر مرزا حاتم علی لکھنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذۂ ناسخ است و در ۱۲۹۷ھ راہ عدم پیمود دیوانے گذاشتہ ؎

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دلِ بیتاب	رو رکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دہمکائے ہوئے ہیں
تمہارے واسطے دلسے نہیں کوئی مکان بہتر	جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈر ہے نظر ہوگی

میر میر تقی اکبرآبادی از قدماست و اوستاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول زبانے دلپذیر دارد و بیانے سادہ پرکار کہ نمی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزردہ نوشتہ اند در تذکرہ خود کہ در حال ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند و جناب شیفتہ نگاشتہ پست و بلند کہ در کلامش می بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر نکنی گہ گفتہ اند ؎

شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست	در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

انتہی وے شش دیوان ریختہ دارد حاوی اصناف سخن و مستندست کہ بمضامین و اخوت گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نداشتہ چنداںکہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ اش پست پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب — ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

و میرزا غالب میفرماید ؎

ریختہ کے تمہیں اوستاد نہیں ہو غالب — کہتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی میر بھی تھا

و نیز می سراید ؎

غالب اپنا بھی عقیدہ ہے بقول ناسخ — آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

انتہی این ابیات او راست و خیلے دلرباست ؎

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا — دل ستم زدہ کو ہمنے تھام تھام لیا

اتنی گذری جو ترے ہجر میں سو اوسکے سبب — صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

مسجد میں امام آج ہوا آکے وہاں سے — کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

اوسکی ہوا پڑگیا جو ہمیں اوسکے عشق میں — دل ساغر لبریز جان کا جنجال ہو گیا

آنکھوں میں جی مرا ہے ادہر دیکھتا نہیں — مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا

دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم — یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

قاصد جو وانسے آیا تو شرمندہ میں ہوا — بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اوٹھانیکا — ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا

آنکھیں چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے — میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا

تیرے کوچہ کے رہنے والوں نے — یہیں سے کعبہ کو سلام کیا

ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک — اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
سخت کافر تہا جس نے پہلے میر
جہان سے فتنے کو خالی کبہی نہین پایا
ابتو جاتے ہین میکدے سے میر
سمجھے تہے ہم تو میر کو عاشق اوسیگھڑی
مستی مین لغزش ہوگئی معذور رکہا چاہیئے
خانہ خراب میر بہی کتنا غیور تہا
کر کر اوٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
میرا ہی مقلد عقل تہا
کہلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر

کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا
اے کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
مذہب عشق اختیار کیا
ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا
پہر ملین گے اگر خدا لایا
جب سنکے ترا نام وہ بیتاب سا ہوا
اے اہل مسجد اسطرف آیا ہو نہین بہکا ہوا
مرتے موا پر اوسکے کبہی گہر نہ جا بہرا
کاش اکبار ہمین موہنہ نہ دکہایا ہوتا
کہنے کی ہین سب باتین کچھ بہی نہ کہا جاتا
مجنون کے دماغ مین خلل تہا
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

کوسون ہم سے بہاگو ہو کیا سیکھے طرز غزالونکا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھین والونکا
عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

دو قدم ساتھ جنازہ کے نہ آیا وہ میر
جاتا ہے آسمان لیے کوچہ سے یار کے
مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بہی امتیاز
منتظر قتل کے وعدہ کا ہون اپنے یعنی

جانتا تہا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
آتا ہی جی بہر آدر و دیوار دیکہکر
یعنی آگے چلینگے دم لیکر
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز

اوسکے کوچہ مین نکر شورِ قیامت کا ذکر
اوسکے نزدیک کچھہ نہین عزت
ایک بیمار جدائی ہون مین آپہی تسپر
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم
مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ایکے ہمت صرف کر جو اوسسے جی اوچٹے مرا
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاش اوسکے دل دو تو ہوتے عشق مین
جائیے ہے جی نجات کے غم مین
قتل کیے پر غصہ کیا ہی لاش مری اوٹھوانے دو
کب تلک اوسکے منہہ کا دیکھنا آتا ہے میر
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
یہہ اضطرار دیکھکے اب دشمنونسے بھی
زور و زر کچھہ نتھا تو بارے میر
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
آج پھر تھا بے جمعیت میر وان
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
جب نام ترا لیجیے تو چشم بھر آئے
اوس ستمگار کے کوچہ کے ہواداروں نین
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
میر جی یون ہی خوار ہوتے ہین
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
اسپر بھی تری خاطر نازک یہ گران ہون
چپکے تر سنتے ہین بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اے میر مت کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منہہ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
کہتا ہون اوسکے ملنے کی کچھہ تم دعا کرو
کس بھروسے پر آشنائی کی
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے +
اس زندگی کرنیکو کہانسے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
اپنے تو ہونٹ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
پہنچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
میرے تغیر حال پر مت جا
اب چھیڑ یہہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہین
میر صاحب بھی اوسکے ہان تھے پر
آئے کبھو جو وہانسے تو یہان بھی تھے اوداس
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان لب تھی ہم دوری بتانسے
ڈر کیون نہ محلہ مین رہے رونے سے میر کے
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون ہون مین کیا کرون
واعظ ناکس کی بات پر کوئی جاتا ہے میر
فریاد شب کی سنکے کہا ہے دماغ ہو
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کشتی ہر اک فقیر کی پھر دی شراب سے
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
میر بھی کہنے لگا دیر کی لوگو نکی سی
میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھہ تو مرے یار مر گئے
رنجش کی وجہ میر یہہ کیا بات ہوگئی
اسیر بھی جی مین آئے تو دلکو لگائیے
اتفاقات ہین زمانے کے
القصہ خوش گذرتی ہے اوس بدگمان سے
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
آخر کو میر اوسکی گلی ہی مین جا رہے
اپنی سی یہہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یارو ابکے خدا کے ہان سے
سیلاب نے اس کوچہ مین گھر مول لیا ہے
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
منھ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
آؤ میخانے چلو تم کس کی بات پر گئے
دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی
لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
کہ اب جو دیکھون اوسے مین بہت زیادہ آئے
اس دور مین کلال عجب مرد ہوگیا
چھا تکنا تاکنا کبھو نہ گیا
کچھہ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

ہر چند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی
دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
ہے خدا جانے یہہ کب کی بات

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت رو گئے ہم اوسکی رخصت کے بعد

مرتے ہین سب یہ میر نہ ان بیکسی کے ساتھ
ماتم مین تیرے کوئی نہ رویا پکار کر

شکوۂ آبلہ ابھی سے میر
ہے پیارے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر
اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر

وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کھو دئے
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر

نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہین

میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین

ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
لگا دے تیغ سلیقے سے جو لگائی ہو

میر کو کیون نہ مغتنم جانے
اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے

بہت سعی کیجے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

اب خدا مغفرت کرے اوسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میکش ارشاد احمد دہلوی در پارسی زبان محوی تخلص میکند از سال چند درینجا وارد ست با نامہ نگار تعارف درمیانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش میگزارد از دوست و نکوست ہ

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ورنہ آپ
دشمن کے ساتھ صرفہ کرین رسم و راہ مین

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ مین
ستانے مین فلک کو مشورہ ہے
سیجے دل کم نگاہی سے یہہ معلوم
سرشک گرم کی حدت کو پوچھو
رہے پہلو مین وہ یا اوسکا خنجر
سبھی سہی فتنے سب قیامت کے

جادو اوسی نگاہ کا رکہتا ہون آہ مین
کسی بے رحم کے چین جبین سے
وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے
مرے دامن سے اپنی آستین سے
غرض دل ٹہرتا ہے دلنشین سے
لیکن آگے تمہارے قامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذہ لکھنو ست از اصناف سخن جز بر غزل و رباعی قدرتی نداشت بشیوۂ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر ہست کہ مضامین بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے چند از محمد عیسیٰ المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۴ صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از وست و بس نکوست ؎

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے
ذبح کر ڈالونگا گر ایکبے تو بولا شب وصل
تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہو گئی
لے چلی موت جو سوئے گلستان بہشت
کس چین سے ہم اوسکے تصور مین محو تھے
مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش

قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا
ایک دم پاس جو وہ حور شمائل نہوا
کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا
مسجد و نمین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر

بس یہی تدبیر اب اونکے بھگا دینے کی ہے / جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز اغیار پر
جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل / عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھکر / مسجد ہے میفروش کی تا سنج دکان نہین
مے پرست آ کر لین محتسب کو سنگسار / بچ رہے ہین سنگ کچھہ میخانے کی تعمیر سے
تنگ آ کر جب کہا مینے کہ مرجاؤن کہین / بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق جور ہے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف نواب محمد سعید خان بہادر اوصاف او مستغنی از بیانست درین فن دستگاہ بلند داشتہ و مرزا غالب بتہذیب گفتار او پرداختہ این اشعار از دیوان وے برداشتہ آمد بلند فکری او پیداست و نغز سنجی او ہویدا ؎

بڑھتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا / چھینا عدو نے دوست کو یہہ کیا ستم ہوا
ہونے دیا نہ شاد یہہ دن پھر کہان مجھے / سچ ہے تمہین بھی رقیب کے مرنے کا غم ہوا
حکم اخیر کی تھی توقع بروز حشر / باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا
پیدا وسے تو ہوا نہین کرتی ہی بن آئے / جب بعد مرے کوئی نہ مجھسا نظر آیا
جی مین ڈرتے تو قتل کیون کرتے / طنز سے کہتے ہین کہ کیا ہوگا
سنتے ہین مٹ گیا ہے کوئی نقش / وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا
ہے طلب کی یہی روش ورنہ / ایک بوسہ مین کیا بھلا ہوگا
آپ دنرات پڑا لے سرو پا پھرتا ہے / تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا
تو نہ آیا پہ اجل وقت سے پہلے آتی / آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا
دلکے لینے مین یہہ قدرت او سے اللہ دی / جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا
ہے یہہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن / اور پھر بزم مین سب اوسے چلتے دیکھا
واعظ و شیخ سبھی خوب ہین کیا بتلاؤن / مین نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

بیچے نہ ہم وزراؤنسے نہ دین و دل چھوٹے
مجھی کو تم پہ مسلط کرے تو دیکھو سیر
اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی رہے
ہوتا جو دلپذیر تو جاتا نہ دل سے دور
کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانمان ہوئین
بار خلوتمین نہین اور اگر بزم مین ہین
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اوسکے
یہہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے
اور کھانے کو دھرا ہے یان کیا
ڈھونڈون تو کس کے ہے اوسے پاؤن اپنا
ابر و کیا پیرہن جیب سے گریبان رہ گیا
سینہ چیر و دشنہ سے یہہ خوب گنجایش ملی
فقیر بنکے گیا وان تو کیا سوال کرون
خریداری ہے شہد و شیر و قصر و حور و غلمان کی
نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
ترے گرد وہ آئے ناظم تو یہہ اضطراب کیا ہے
نحوست ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے
قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہے رقیب
نام لے لیکے ترا ہم اوسے کہتے ہر بار
آدمی کے ساتھ سو آزار ہین یہہ کیا کہ بس
بنگئی ہے کوچہ جانان مین اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لینا
دربان ہوا تو شحنۂ شہر آشنا ہوا
وہ نالہ کام کا نہ رہا جو رسا ہوا
پھرتا ہے نامہ بر مرا گھر پوچھتا ہوا
حال دل عرض کرون کہتے ہین تنہا کہنا
پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا
تیر تیرا ہے تو پیکان میرا
میرا غم کھانے کا مہمان میرا
عاشق ہون حسن سادہ بے خط و خال کا
بارے آنسو تھم گئے ہین کہ دامان رنگیا
کھینچے پر تیر کے دلمین جو پیکان رہ گیا
مگر کہون کہ بھلا کر تو ابھی بھلا ہوگا
غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دھندا ہی دنیا کا
مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
کوئی بادشاہ آیا کوئی شہریار آیا
شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہو گیا
وہ بھی خوش ہوتے اگر اونکا اشارا ہوتا
غیر اچھا تھا کہ ہمنام تمہارا ہوتا
آہ کی اور راز الفت آشکارا ہو گیا
اب تو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہو گیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
اک پردہ تھا نہ آئینہ کا وہ بھی اوٹھا گیا

ہوتے ہی درد دل کا بیان اوٹھہ کھڑے ہوے
یعنی یہہ ایسے ہین کہ نہ اونسے سنا گیا

ہے ترقی عشق کو بھی حسن روز افزونکے ساتھہ
آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہوجائیگا

مجھہ مین کیا ہے مگر اک دم کہین اٹکا ہوگا
وہ عیادت کو بھی آجائینگے تو کیا ہوگا

چارہ گر خستہ غم کو نہین جینے کی خوشی
ہان تری ناموری ہے اگر اچھا ہوگا

جب کہا اونسے کہ ہے کچھ مجھے کہنا تو کہا
سن لیا ہمنے کوئی شکوہ بیجا ہوگا

کس سے کہون کیا ہے مری وقت نزع
اوسکا یہہ کہنا کہ یہہ کیا ہوگیا

معتقد ہون کعبہ کا ناظم مگر جاکر وہان
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویران ہوگیا

ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
فلک کو عذر ستم کے لیے بہانہ ہوا

تری محفل مین خوش بیٹھا تھا کیا معلوم تھا مجھکو
کہ مجھہ تک آکے پھر اولٹا چلیگا دور ساغر کا

یہہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ نہ تھا
ہوا جو تیر خطا مین گناہگار ہوا

جب تمکو میرا غل نہ سنا سر گران ہوا
قدرت خدا کی مین ہوا پاسبان ہوا

صیاد خوبرو کو نہین احتیاج دام
جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہوگیا

عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھہ
دھبا ہوس کا داغ تمنا ٹھہر گیا

کرتے ہین ایک عذر نیا ہر ستم کے بعد
گر یون ہی ہے تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا

مجھکو تقصیر کا دھبا نہ لگانا ہوتا
تم خفا ہوتے اگر تمکو خفا ہونا تھا

انداز نیا ہے دل لگی کا
سننے مین پتا نہین ہنسی کا

بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑھایئے
اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب

کھلنڈرے ہین پر ایسے کہ راہ مین ہر روز
بگاڑ دیتے ہین دو تین چار کی صورت

مرنے سے اپنے خوش ہین کہ انجان بنکے وہ
ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے بار بار آج

عشق ایک سنخ ہی مگر اوسمین ہوتے ہین جمع
غمہائے جانگداز و مرضہائے لا علاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو
راز میرا ہے او نہین غیر سے کہنا منظور
شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکہا ہے نیچا
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گہر مین نہین ہین
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین کرون کیا
مرنے کی جگہہ ہے کہ وہ سنکر مری تقریر
ہم تمکو برا کہتے ہین یا غو کو تمہاری
اب لکہین گے شکوہ بیداد ہم دل کہولکر
فسانہ ستم ہجر ہے سوال نہین
وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی
یہی سمجہو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ
میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بخشا
سب کے اس عمر مین ہو جاتے ہین ایسے ہی خوار
ہمت مرغ سحر خوانکا ہون قائل کہ اوسنے
گل کا نام اک گل گیا تو کیا
ملجاتے ہین تو کہتے ہین اچہی طرح تو ہو
خوش ہو رہے ہین ہم کہ بنایا ہے ہمنے یار
چاہتے ہین کہ سنین مرحبا نا
رخصت عرض حال کیا مانگون
کہتے ہو جائینگے پہر کیون نہین جاتے جاؤ

ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹھے ہو کیا میرے بعد
اور مین خوش ہون کہ سن لیتے ہین تنہا ہو کر
لینے یان آئیگا بیساختہ نسان جہک کر
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط
کہتے ہو کہ دسجو کی اعدا نکرو تم
بولے بہی تو یہہ بولے کہ غوغا نکرو تم
لو خوگے بہی اچہے سہی جہگڑا نکرو تم
نام اونکا آسمان ٹہرالیا تحریر مین
ندو جواب سنے جاؤ کچہہ ملال نہین
یہہ کون شخص ہے اسکا بہی کچہہ خیال نہین
کیون پہر اوس بزم سے ہم خانہ خراب آتے ہین
کیا خوبیان ہین میرے تغافل شعار مین
تجہہ سے کچہہ شکوہ ہمین اے فلک پیر نہین
نالے سے زمزمہ مقصود ہے تاثیر نہین
تم ہی اچہے ہو رنگ مین لو مین
گویا ہمارے جی مین کچہہ ارمان ہی نہین
دیکہا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہین
پوچہتے رہتے ہین اکثر مجہکو
کہہ نہ بیٹہین کہین کہ رخصت ہو
میرے جینے کی مجہے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہین نیست سے بیزار تو ہون
مین تو سائل ہون خریدار نہین کیون اوبچہون
مجہے اوٹہاتے ہو کہکر کہ ہے یہہ خلوت خاص
غلط سہی اثر آہ و نالہ پر ناظم
اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بہی مشترک
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجہکو
شکایت کیا ہی کہ صورت نہین ہمدم سے بتر ہو
ڈرنے لگا ہے اب مروت سے بہی دل کہ یہہ
اب کچہہ نہین تو باندہتے ہین خنجر و شمشیر
کہتے ہو کہ ہم خنجر کو آنے نہین دیتے
وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
نگاہ شوق نے کیا کچہہ نہ دیکہا
گردن آج اوسکو ناز و غمزہ مین تیز
نکالا ہم نے کچہہ فاضل اونہین پر
قصہ کوہکن و قیس کو تہ کر کہیئے
جانتے ہم بہی کہ ہی خلد مین راحت کیسی
جو چہپتے ہی ہو دلکو تو سوال کیون پوچہو
بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہین
ضد سے وہ بزم مے مین نہین پیتے جتا مجہے
مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اوسکی تیغ
مین نے جو کی حسد کی مذمت تو آپنے

لو اب آئے ہو تو جہگڑا ہی مٹاتے جاؤ
قیمت بوسہ لب روز بڑہاتے جاؤ
وہ کون لوگ چلے جاتے ہین اودہر دیکہو
رہے نہ دل مین ہوس آؤ یہہ بہی کر دیکہو
بوسہ کیا شئے ہے کہ جسکے دینے مین تکرار ہو
پہیر دیجے کہین گہبرا گئے مرا دل مجہکو
طریق ظلم مین سبہی وہ قدم گردون سے بڑہکر ہو
پہرتے ہین راتدن فلک فتنہ زا کے ساتہہ
کیا جانئے کیا باندہتے ہوتی جو کمر کچہہ
سچ ہو یہی پر ہمنے سنا اور ہی کچہہ ہے
تم اچہے ہم برے قدرت خدا کی
گرہ جب کہل گئی بند قبا کی
کوئی کٹتی کہون تیغ ادا کی
وفا سے کم رہی گنتی جفا کی
اپنی بیتی کہے یہہ خاک نشین تہوڑی سی
ملتی اوسمین سے اگر ہمکو زمین تہوڑی سی
خریدنے مین نہین اسطرح مچل جاتے
یہہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے
مین جانتا ہون جانتے ہین پارسا مجہے
ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا مجہے
پیرانہ مین ہنسی کے کہا مرحبا مجہے

ثبوت جرم کی تا اوسکو احتیاج نہو
عدو کو دیکھون تو دیکھون او نہین خدا نکرے
جنت مین شہد و شیر وگل و میوہ ہو تو ہو
کھلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہین
اوس بت کا کوچہ مسجد جامع نہین ہی شیخ
ڈرتے ہین محتسب سے بھلا آئے تو سہی
ناظم کبھی نہ کوچے مین تیرے قدم رکھے
بوسۂ لب تو دیا کیا کہنا
نامہ بر ہو کے ذلیل آتا ہے
کہا مینے کہ بیدل ہون کہا یہ قول باطل ہے
کہے یہہ کون کہ تم کیون وفا نہین کرتے
مین خفا ہو کے جو محفل سے چلا آیا تھا
اک جہان کشتۂ انداز خود آرائی ہے
گذرے گی شغل حیلہ تراشی مین شب مجھے
عذر ستم فریب و تمناے صلح جھوٹ
انبار ہین غمون کے مرے دلمین ہر طرف
نہی تم سے توقع یون عدو کے دم مین آنیکی
جیئے گا کون کل تک جو تم اوسکے پاس ہو گے
ہوا گر نامہ بر وان قتل ہم کیون غم کرین ناظم
اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب فرقت کیسی
نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر اوسکے قرار

لیے تو نشہ مین بوسے مگر حیا کے لیے
کہ مدعی سے ملون اپنے مدعا کے لیے
ناظم خوشی تو یہہ ہے کہ وان مے حلال ہے
ہوا ہر چند گھر ویران صحرا پھر بھی صحرا ہے
اوٹھیے اور اپنا یہان سے مصلا اوٹھائیے
اچھی کہی کہ ساغر و مینا اوٹھائیے
بیچارہ کیا کرے کہ یہی رہگذار ہے
کہیے کچھہ بڑھ کے بھی ہمت ہوگی
خیر آگے کو نصیحت ہوگی
زبان ہی سکے منہہ مین اور سکے سینہ مین دل ہے
وہ کیا کہینگے مگر یہہ کہ ہان نہین کرتے
آج کہتے ہین کہ کل زہر نہ کھایا تونے
آپ جو چاہین کرین آپکی بن آئی ہے
جانا ہے بزم یار مین کل بے طلب مجھے
صحبت بگڑ گئی تو بناتے ہین اب مجھے
اک گوشہ مین پڑا ہے غم روزگار بھی
کہان جاتی رہے وہ خو محبت آزمانے کی
قسم سچی سہی پر پھر بھی کیا حاجت ہی کھانیکی
چلو ہاتھہ آئی اک تقریب اوسکو چھیڑ جانیکی
موت اوسے نہین آتی یہہ مصیبت کیسی
کسپر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

غصہ آئینہ دکھانے سے ہوا دونا کیا خوب ‏— یہہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی
آئے ہیں جنازہ پہ باندازِ تجاہل ‏— سچے نہیں اور وعدہ بھی جھوٹا نہیں کہتے
دل لیکے ندیں قیمتِ دل ایسے وہ کیا ہیں ‏— چپکے ہیں ابھی ہم بھی تقاضا نہیں کرتے
حشر کو کھینچوں ترا دامن بھلا دیکھوں کہ تو ‏— وان بھی جھنجلا کے کہے یوسف علیخان چھوڑ دے
قاتل آیا نہیں کہتے ہیں کہ آرام میں ہے ‏— ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام میں ہے
جو کہیئے دردِ دل سنیئے تو کہتے ہیں کہ ہان کہیئے ‏— اوسیکو دردِ دل کہتے ہیں جو گفتار میں آئے
یان صبح و شام دھیان مرا نامہ بر میں ہے ‏— وان وہ اور اوسکا بستر اوسی رہگذر میں ہے
دیتے ہیں دو تم ہمکو بوسے ہم ایک جان اب نذر کرینگے ‏— ملینگے جب حشر میں دوبارا تو قرض باقی ادا کرینگے

نثار محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے گذاشتہ

پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا میں نے شکر ہے ‏— بولا کہ ہے یہہ شکر شکایت بھرا ہوا
خوبی میں ترے حسن کی کچھہ حرف تو کب ہے ‏— لیکن یہہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

نسّاخ ابو محمد عبد الغفور خالدی امروز در کلکتہ است و باعزاز تمام بسر می برد تذکرہ اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آوردہ سخن شعرا نام دارد سلیقہ انتخابش ازان پیداست اوراست

میرے مرنیکا یہہ غم ہے کہ جفا ور سنکر ‏— گور پہ بیٹھہ رہی جور و جفا میرے بعد
آتے ہی اونکی جان کہونسے جو چھٹ گئی ‏— کہنے لگے مرو بھی کہیں جان بلب ہو تم
تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج ‏— پھر کون سے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم
تم سے ڈرتا ہوں کہیں تو کی نہ نوبت آئے ‏— آپ سے آپ لگے کہنے جو اب تم مجھکو
بیباکیوں سے آتی ہے صاحب حیا مجھے ‏— تم بھی خدا کی شان کہو بے وفا مجھے
مشکل آسان جو ہوئی دیکھکے اونکو دم نزع ‏— بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

نسیم اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذۂ مومن خان و مشاہیر سخنوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دارد در سنہ ۱۲۹۲ھ درگذشت ازوست

اونہیں ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا نہیں ہاں کا
وہاں دامن نہیں یاں صاف تھا مطلع گریبان کا

حیا پڑھنے نہیں دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہو کے رہجاتا ہے ہمیر مہربانی کا

کبھی آغوش میں رہتا کبھی رخسار و بر
کاش اے آفت جان میں ترا آنسو ہوتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہہ بولا کافر
ہائے منہہ دیکھے گا آکر وہ مسلمان ہیرا

کہے دیتی ہین یہہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھہ تھا نکل آیا
ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پہر جھگڑا نکل آیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا مین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھہ راہ پر ہین آپ

ہاتہہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہہ ارادے ایک مشت خاک پر

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی
نسیم کسی طرح سے شرماؤ بھی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و بست و نہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہائے سنگلاخ طرح میکرد در آخر عمر بہ حیدرآباد رفت و آنجا درگذشت دیوانے گذاشتہ

پشت لب پر ہی ترے یہ خط ریحان ایسا
سنہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا

سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو

دیکھ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ
لیلی ایسا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھیرے
کچھ تری گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھیرے

دل یہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلواؤ
چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھینگے

نطق مقصود احمد کاکوروی برحال او آگہی دست نداد این بیت چند ازوست
دو دیوان دارد ؎

زیر زمین بھی جور فلک سے نہین نجات
مرنے کے بعد قبر مین چوری کفن گیا

قتل منظور ہے تو بسم اللہ
ڈھونڈھنا کیا کسی روایت کا

بخت مین دونو کے یون تو خیر جلنا ہی مگر
شمع تو مجھ سے پھر اچھی ہے کہ اوس محفل مین ہے

ہر نگاہ ناز ہے اوس حور وش کی دلنشین
بوند نکلے آنکھ سے وہ بھی ہمارے دل مین ہے

نظام نظام شاہ رامپوری جز اینقدر ازو اطلاع بہم نرسید ؎

انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ
اور یہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہ ہو

نواب پدر عالی گہرم امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحاف النبلا وغیرہ توان دریافت واگر از فیما سخن فیہ آرزو داری تذکرہ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر ست کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواے کہ باصول سخنوری برداشتہ اند بلند ست در تازی و پارسی ست ہرچند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ ہیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاکسار ست بغرض استعارہ زیب و زینت درج این صحیفہ و نذر ارباب ذوق کردہ میشود ؎

باتون باتون مین کچھ اوس نے بات ایسی چھیڑ دی
کہتے کہتے دل سے حرفِ مدعا جاتا رہا

غیر پوچھے ہے تو کہتے ہین مجھے
آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین

حضرتِ ناصح دل اوس بیدرد کو دون یا نہ دون
آپ تو کہیے کہ اسمین آپکی کیا راے ہے

سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے
ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا

عبث رقیب کی تعریف مجھسے کرتے ہو
یہی نہ کہدو کہ اوٹھہ جاؤ میری محفل سے

جاتا ہے او نہین اے شکوۂ بیرحمی یار
تا بلب آکے خبردار دعا ہو جانا

نواب تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان سخن بہ بسط مذکور است و نیز بجہت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہے بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بیتے چند از انہا پیش نظر سخنوران است ستایش آنہا نتوان کرد ہرچہ در شعر باید و شاید موجود است و بر ارباب نظر واضح ولائح ہ

مرے ہی سامنے اغیار کی ہنس ہنسکے باتین ہون
مجھی سے ہو پھر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا

قابلِ دید ہی دن حشر کا پراے نواب
سیر ہو جائیگی دونی جو کہین تو آیا

فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے
تڑپ کے ہم نے اگر سوئے آسمان دیکھا

کیا یہان سے وہان سوا ہوگا
حشر مین بھی یہی خدا ہوگا

بجا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ
بدل کے رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت بھی کہون
کہ آج شکوہ تجھے مین نہین بلانیکا

بے نشانی تجھے مبارک ہو
وہ پتہ پوچھتے ہین تربت کا

پہلے منہہ دیکھو آرسی مین تم
پھر سبب مجھسے پوچھو حیرت کا

دلِ پژمردہ کو بھی رو لین گے
وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

ایسے حسرت کی نگاہوں سے بلایا مین نے
کہ مرے قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

وصل کا وعدہ نکر ناوقت آخر ناز سے
ورنہ جینے کے لیے اک آسرا ہو جائیگا

گالیان روز نہین پر ہمنے سنا ہی نواب
اور کچہہ شکوہ ہوا آپکا اعزاز نیا

بعد اک مدت کے اوسنے ہائے یہہ بہیجا جواب
ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا

حضرت نواب زاہد پر ترحم واہ واہ
حکم ہوا اسکے لیے تو حشر تک تشہیر کا

چرخ سے آتی ہی اوسوقت بلا جب سے
پوچھہ لیتی ہے پتا آپکے شیدائی کا

کل جو مقتل مین اداسے وہ ستمگر آیا
مین بھی تھامے ہوئے اپنا دل مضطر آیا

کس نے نواب پکارا تجھے جو تو گھر سے
ہاتھہ باندہے ہوئے رومال سے باہر آیا

تم بر مین ہو تو گھر مین پھٹکنے ندون کبھی
آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان آپ

کہتی ہے جسکو فتنۂ محشر تمام خلق
ڈرتا ہون وہ ہی کوئی تمہاری ادا نہو

انتظار نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی
روز پیدا ہوا ہو نہین دو چار منزل دیکہکر

وہ چیز نہین دل کہ مین دو یا تو نہین دیدون
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچہہ یہہ بڑی بات
دونگا مین اسی دلکو تمہین پھیر بدلکر

لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر
ذرا تم بھی تو رو دو حسرتو نسے بیکسون پہ

سینہ مین رکھہ لین ذرا دلکی تسلی کے لیے
کہان نہ جائینگے ترے نشتر کو ای فصاد ہم

قاصد کو بہیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے
بیرا ہی نامہ بھیجتے ہین وہ جواب مین

پوچھو تو کوئی بات مرے ڈہب کی جیسے تم
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

عجب حسرت سے دیکھا ہی سوئے جانان دم آخر
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین سون

ترے کوچہ مین ہی مدت سے ہمیں نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی یہین سون

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون
تم میرے بس مین ہو تو خدا جانے کیا کرون

سو ظلم ہمپر اب تو ہین پر کچھ بھی یاد ہے
کہتا وہ بے بسی مین کہ اللہ کیا کرون

ہوتی ہے رات وصل کی جس گھر مین اسچلا
اتنی دعائین مانگین عدو نے کہ چھن گیا
خواہین ہی جو طلب کرتے ہین تو شوخی سے
عاشقونکو نہ ستا پھر خدا سے ظالم
بناو شب کے تو سب لوگ تکتے ہین مگر
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
یار آتا ہے تصدق کے لئے ای واعظ
غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئیگا یقین
افسوس اپنے جی سے بھلا دے اوسیکو تو
شہرت تمہارے جور و ستم کی ہو کسطرح
واعظ بیان کرتا ہے حورونکی گرمیان
ہر بات مین نکلتے ہین پہلو نئے نئے
ہو قصر خلد بھی تو نہین قابل پسند
چھپاؤ شوق سے تم راز الفت کچھہ نہین پروا
مجھے دیکھتے ہو عبث چارہ سازو
کیا جانے نامہ بر نے مرے مجھسے کیا کہا
لے بھاگین چشتین نہ کہین میری لاش کو
پڑگیا رخنہ دست قاتل مین
ہوئے بیچین ایسے پھر تدبر کہ بول اوٹھے
ذرا سی بات پہ مرجاتے ہین ہم پھر بین حسرت سے
نہین ہم قابل الفت تو شاید

اوس سر زمین پر کوئی کیا آسمان نہین
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دلکی آہ مین
مجھہ سے پہلے وہ رقیبونکو بلا لیتے ہین
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتے ہین
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتے ہین
نگاہ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہین
دے ذرا پھر خدا اپنا ہی ایمان مجھکو
پیار کر لوگے کسی دن جو مری جان مجھکو
جس دلکو تیری یاد مین اپنی خبر نہ ہو
تشہیر مری لاش اگر در بدر نہ ہو
ایسے مین سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو
سوچو تو کسطرح کوئی پھر بدگمان نہو
جس گھر مین درد سے کوئی نوحہ خوان نہو
خبر کر دینگے دو نالے مرے ساری خدائیکو
ذرا میری آنکھون سے قاتل کو دیکھو
پہلو مین دل اوچھلنے لگا کیون خبر کچھہ نہ تھا
پہناؤ بیڑیان بھی مجھے نیز و کفن کے ساتھہ
اضطراب دل وحشی کو دیکھہ
ذرا پوچھو تو یہہ کس کشتہ حسرت کی تربت ہے
سمجھہ رکھو اسی تم عاشقونکی یہہ بھی عادت ہے
ملایک آئینگے عرش بریں سے

گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
غضب حسرت بھری ہے اسمین ظالم
ہم ہی کو قتل کرنا سکر اگر
اتنے دن بھی گذر ہی جائینگے
تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا
یہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر ہین
قتل کے بعد رحم آتا ہے
طلب ہے لطف سے تو ٹالنا تغافل سے
ہاتھ رکھ لیتے ہین آنکھون پر وہ کس انداز سے
ادا سے بگڑنا لگاوٹ سے ملنا
ہوا ہے مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
کہو رقیب کی فریاد سے کہ دم بھر کو
ہائے پھر بھی قاتل کی شہادت کے لئے
ہوا ہے عزم الٰہی سوئے عدم میرا
عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سے لیا لیکن
سمجھونگا مین اے چارہ گر وگر مرے دل سے
کہے گا مرحبا کون اے اجل تیری آداو پر
کعبے جاتے تو ہو لیکن نواب
تا مجھکو نہ امید ہو اسواسطے نواب
تم نے غیر کے جھگڑے مین عبث بول اوٹھے
جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میر کے بعد

قیامت کو بلاؤ کہین سے
ذرا اچھا نگاہ واپسین سے
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے
کاش ہو وعدہ روز محشر کا
خدا جانے ہے دھیان مجھکو کدھر کا
ہر اک طرف سے اوٹھا شور دادخواہی کا
یہ پتہ ہے ہمارے قاتل کا
ادا سے لیتے ہین سب کام وہ اشارونکا
تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا
یہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا
بنائے اور عالم مین مکان آسمان اپنا
ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا
نام خود ہمنے لکھا ہے سر محضر اپنا
بتا تو کون سے دلمین رہیگا غم میرا
بہت بگڑے لفافے سے جو خط میرا نکل آیا
ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا
جو مرتے دم بھی مجھکو غمزہ قاتل پسند آیا
کیا کروگے جو صنم یاد آیا
غیرونسے بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا
دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری
پوچھتے پھرتے ہین ہر اک سے تربت میری

اے پری دے تو ذرا ناز سے اک جام مجھے
کہ سمجھتے ہین بہت نیک سے آشام مجھے

یہی اندیشہ ہے اب کون مریگا تجھ پر
مرگئے پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

آجتک مے ترے طعنونسے نہ پی تھی واعظ
اوس نے منگوائی ہے لے ابتو پلا تمام مجھے

کیسے کیسے تری وصلت مین مزے لوٹو نہین
زندہ رہنے دے اگر لذت دشنام مجھے

ایسی حورون کو نہین ہے سے سلام
جنکا واعظ بھی تمنائی ہے

آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ
واعظون کی آج عزت رہ گئی

پہلے روتے تھے جان کو لیکن
ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہارے

ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا
واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے

دیکھنا جنکا گوارا نہین مجھکو دم بھر
ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے

یہہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دلسے
دو ہی باتو مین ترے پیار کے زائل ہونگے

اغیار سے جو لطف تھا ملنے مین وہ تنہا
یون ملنے کو تو مجھسے بھی وہ بارہا ملے

قاصد کی کچھ خبر نہین تو آپ کیا ہوا
پھرنے سے تو خط کے راستہ مین جا بجا ملے

امید وصل ترے صدقے آج پرسش کو
وہ آتے ہین سر بالین ذرا سنبھال مجھے

کسی پر دم نکلنے مین تو یہہ سمجھی نہین تھی
مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہے

لے تو چل اوس بزم مین اے شوق دید
دیکھ ہی لینگے اوسے دل تھام کے

ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا اولٹون وہان بھی تو نکلے

تمہین تو ناز تھے نو آب پارسائی پر
تمہارے گھر مین تو مے کے کئی سبو نکلے

کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیون پھر گئے گھر آئے
دیوانون کا کیا پوچھنا آئے جدہر آئے

کسکی یہہ شب وصل ہے جو شور مچائے
سورج نہین ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آئے

دے عمر دوبارہ تو ہون قربان الہی
مقتل مین ہے اک غل کہ وہ بار دگر آئے

اللہ رے تری شرم کی شوخی کہ وقت دید
چوری چھپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادہر
وصل کی شب ہے جن اغیار سے ٹہیری ہوگی
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
کون اوٹھائیگا لطف ناکامی
غیر کو تجھ سے ہم دیکھینگے
خفا ہو کیون مرے نالون سے تم خوشی کی جگہہ
ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیون ہو
تو بھی کچھہ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
وصل مین اوس سے بگڑ جائیے تو اے کو صنم
ستاتا ہے ہر دم نئے رنگ سے
غیر کے حال سے اوس بزم مین کیا ہمکو خبر
رات بھر وصل مین کروٹ بھی نہ بدلی تمنے
شکے فریاد مری جانب خنجر دیکھا
اوس حیلہ گر نے کو تہی شب کے شکوہ سے
دیا ہے بوسہ اوسے پھیر لو تو ہم جانین
آزار دین تمکو کہ رسوا نہ کرین ہم
ہم تو جب جانینگے یہہ زہد تمہارا نواب
جنکا رونا تھا تجھے وصل مین اونکی آگے
دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول
ابھی تو بھولے ہوئے ہو مگر یہہ یاد رہے

کیا کیا نگاہِ ناز کو چوری لگا گئی
مجھسے تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی
ہائے کیا اونکے یہان عیش کے سامان ہونگے
ہم سے دو چار بھی ہوتے جو رولانیوالے
ہم اگر تجھسے کامیاب ہوئے
کس کی آنکھون سے یہہ ہم دیکھینگے
تمہین تو قتل کو یہہ خوب ہے بہانہ ملا
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
بعد اک عمر کے ایسا دلِ مضطر پیدا
تو ادا اینکے مرے حق مین قضا ہو جانا
زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا
اوس سے آگاہ ہین اپنا جو کچھہ اعزا ہوا
یہہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا
نہ ہوا اس سے بھی خاموش تو ہنسکر دیکھا
رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
یہہ دل نہین ہے کہ لیجاؤ مسکرا کر تم
ہم تم سے ہون تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم
آئین وہ ناز سے اور تمکو مراقب دیکھین
اب وہ نالے شبِ ہجر انہین مزا دیتے ہین
پھر وہی آتا ہے اب دیکھیے کیا دیتے ہین
نہونگے ہم تو کہوگے وہ یاد آتے ہین

جب میں نے کہا ظلم اوٹھائے نہیں جاتے
جھنجلا کے یہہ کہنے لگے پہر ہمکو ستایا ہو

غیر کے آگے نہیں چھیڑتے ہو تم مجھکو
انہیں باتوں سے تو ہوتا ہے تو ہم تجھکو

دہوم ہے حشر نے برہم کئے دونوں عالم
بہیجدو تم بہی ذرا اپنی خود آرائی کو

اداسے ناز سے غمزہ سے مسکرانے سے
وہ دل کو لیتے ہیں لجائے جس بہانے سے

گر سادگی پسند ہے تمکو تو بہیجدو
اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے

لیا ہے وصل کی شب جس ادا سے دل اسنے
جو دیکھہ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم

جسپر ہزار ناز تہے نواب کو وہ دل
دو ہی اداؤں میں تری پامال ہو گیا

دلکو تڑپنے سے تسلی ہوئی
درد جگر بڑہ کے دوا ہو گیا

ہر چند تہا عتاب عدو پر وہاں مگر
دو چار کیوں تمکو ستکے یہاں کام ہو گیا

بہولے ہے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو
کیا ہو گا گر کسیکو کبھی پیار آگیا

عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
کیا کریں بیساختہ دل آگیا

مزا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہہ بنا کر
صدقے تمہارے منہہ کے دیکہو تو مسکرا کر

جذب دل کہینچ تو لایا ہین ترے صدقے جاؤں
رک گئے ہیں وہ ادا سے سر محفل آکر

اجل کی سختیوں تمکو کون دیکھے چشم حسرت سے
بندہی ہے ٹکٹکی اپنی نظر ہے روئے جاناں پر

جتنا یا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے
یہہ باتیں جھوٹی ہیں ہم تمکو خوب جانتے ہیں

تم عبث فریاد سے گہبراتے ہو وقت اخیر
ہو چکا جھگڑا ابہی دو چار آہیں اور ہیں

راز وصلت نہ بتاؤں تو کروں کیا ظالم
کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہیں

شب فراق یہہ کیا سوجھی ہے فرشتوں تمکو
کہ آسمان کو گردش سے تہام لیتے ہیں

کو نہیں بہیجتے پر ہیں مرے جلانیکے لئے
روز غیروں کو وہ اک نامہ لکہا کرتے ہیں

نواب مر گئے ہیں کہ یہہ قصہ تمام ہو
دن رات تیری جیب میں کب تک رفو کریں

چرچا وہاں بہی کچھہ ہو ہر دم مصیبتوں کا
جنت میں بہی الٰہی ایسا ہی آسمان ہو

بہت ہی ناز تمہین اپنے صبر پر نواب | وہ شوخ ایسے مین آجائے تو تماشا ہو
سو خطائین تو مین خود اپنی بتاتا ہون تجھے | زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو
یہہ حکم ہے مرے [illegible] کا ابتو مقتل مین | کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو
عشق پنہان کا جو دعوی [illegible] ہو مخبر مین | بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو
ادا سے بولے مجھکو قتل کرکے | یہہ کسکی لاش ہے اسکو اوٹھا لو
کیا کچھہ کرے یہہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر | تم دونون ہاتھونسے ذرا للہ دلکو تھام لو
غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکی | منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانے دو
مرنیکو کہہ چکا ہون مین صبح شب وصال | اب آبرو ہے میری الٰہی سحر کے ہاتھ
بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کرون | پر کسطرح چھپاؤن مین صورت ملال کی
لینا سر سجادہ وضو کرکے ادب سے | حرمت ہے بہت رند و نہین نواب سبو کی

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر فرحت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان مرادآبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ از گرامی شاگردان مومن خان بود و مضامین بلند می یافت چنانچہ گفتہ است ؎

آتے ہین حسرت صہبا کی سناتا ہون اوسے | ذکر سن سنکے رقیبون کی مے آشامی کا
منفعل ضعف جنون سے ہوئے ایسے کہ نہ پوچھہ | طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
میرے مرنیکی خبر غیر کو یون دیتے ہین | مرگیا وحشت جانباز تری جان سے دور
دل مین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی | کچھہ اندنون نہین پہلے سے لطف و کرم نہین
سن سنکے مجھسے شکوہ لطف عدو کا | اونکو تو کچھہ بھی رشک جفا و ستم نہین

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا | سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے
گذرا اس اعتماد محبت سے مین خدا | مجھسے چھپاتے ہین کاش وہ الفت رقیب کی
کہین ہو رد جفا سے یار کی ہم ہون بعد اسکے | مرے مرجانیکا اغیار کو اسواسطے غم ہے
بسکہ رنج افزا ہے طبع نازک جانان نہین | آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

وحشت مولوی حافظ رشید النبی [illegible] مولوی حافظ حبیب النبی رفیق تخلص از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ در ۱۲۷۲ھ درگذشت اوستاد مولوی عبد الغفور نساخ ست ؎

کہانیکی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم | یہہ غم ہے کہ کہتا ہون کسی رشک پری کا

وزیر خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسبش تا خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود بست دوم ذیقعد ۱۲۷۰ھ راہ عدم پیمود خوش فرمودہ ؎

سر مرا کاٹ کے پچھتایئے گا | کسکی پھر جھوٹی قسم کھایئے گا
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین | تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر
چلا ہے او دل راحت طلب کیا شادمان ہوکر | زمین کوئے جانان رنج دیگی آسمان ہوکر
اسی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے | اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر
کیا غیرونکو قتل اوس نے موئے ہم رشک کے مارے | اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر
گذرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک | او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہو | پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
قتل بے شمشیر او ظالم کیا | آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے

وفا رائے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مرادآباد و بدایون ست و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ؎

وہ ظلم کرتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین | مثل ہے آن پھنسے ہین نباہ کرتے ہین
تکلف برطرف اے جان عالم اب یہہ بیجا ہے | حیا کو تم سمجھہ لو اور خرد سی ہم سنبٹتے ہین

ہای ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی [illegible] خواجہ میر درد رجوع نمودہ و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در سنہ ۱۲۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشتہ گفتارش صفائے دارد ؎

نہ رحم اوسکے ہے جی مین نہ دلمین اپنے صبر | ہماری گذریگی کیونکر الہی کیا ہوگا
دیکھا اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا | بس میری جان وہی پیالو مین چھلک گیا
جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا | کچھ دلکو چین جان کو آرام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ اقامت داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دارد خوشگو بود ؎

نزع مین ہمنے عجب طرح سے دلشاد کیا | آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمین یاد کیا
دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی | رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
رنجش کا اونھون نے بھی کیا وقت نکالا ہے | جیسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

الیاء

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی بر حالش آگہی دست نداد ؎

جہان مین پھرتے ہین ہم ہر طرف سراسیمہ | مگر یہہ کچھ نہین کھلتا کہ آرزو کیا ہے

یاس خیر الدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی باستفادۂ این فن پرداختہ او راست ؎

اسطرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا	اب تلک بھی آنکھ مین نشہ کا سمان چھایا ہوا
زانو سے یاس کہان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات جو کہہ سکتا ہو کچھ بھی سر پاؤن
ربط غیرون سے جو رہا مجھسے وفا چاہتے ہو	دلبر تو ہو تو یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتی ہیں	ایک دل رکھتے ہو کس کسکو دیا چاہتے ہو
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو	کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
ہے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا	اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولداز اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ واز شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے دارد طبع شگفتہ داشت ؎

ہر گھڑی صحرا نشینی پر نگر جرأت یقین	آگئی تھی راس مجنونکو بیابانکی ہوا
بہار آخر ہوئی ہے اب تو سینے دو گریبانکو	یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن سکر
اگرچہ عشق مین آفت ہی اور بلا بھی ہے	نرا برا نہین یہہ شغل کچھ بہلا بھی ہے





در ذکر قافیه‌سنجان هندی جزاهم الله بجایزة الخیر مشق سخن هندی هرچند اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این قلمرو دست بهم نداد اما سامعه را از نواے طوطیان هند حظے وافراست و ذایقه را از چاشنی شکرفروشان این گلزمین نصیبے متکاثر موزونان هندی در بلگرام پنج کروهی قنوج فراوان جلوه نموده‌اند و باغ ما را بروایح صندل تر شگفتگی افزوده لهذا این فصل علیحده به تحریر رسید و شمامه معطری بدست بوشناسان حواله گردید **شیخ شاه محمد بن شیخ معروف فرملی** بلگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود و بحکومت احصار قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گوے نکته‌سنجی از اقران می‌ربود و در سرزمین ریری چند وار حکومت محلی داشت روزے با فوج خود بعزم شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بسر دیهی واقع شد در سواد آن دیهه دخترے صاحب جمال را دید که سرگاگر ورا پا چه پیاز نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیورے داشت که آنرا در هندی تائیت گویند و ابریشم سیاه دران تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرد و گفت که خوب بهنور بر کنول نشسته است بهنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاه را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در موزونان هند مستعمل است

و عشق زنبور سیاہ بر نیلوفر نزد نکتہ سنجان ہند مقرر چنانچہ عشق ... استفادہ این ...
قمری بر سرو نزد اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ بھنور ... برونده
است یعنی جعل کہ در سرگین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ ... لطف طبع او را
دریافت و او را بر اسپ گرفتہ در ربود و بخانہ آورد ... تربیت کرد و او در نظم
ہندی فایق و در لطافت و ظرافت ... بخانہ برآمد تا بحدیکہ در نظم
ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد دوہا فراوان در سوال و جواب ہر دو میان
جمہور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپاست و این دلیل افزونی
قدرت از چنپاست کہ سوال را فی البدیہہ جواب بہم می رساند روزے شیخ
شاہ محمد و چنپا بر کنارہ دریاے نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصراعے گفت کہ

دوہا ۱

سوال از شیخ — دہوم جو اوٹھت ترنگ مین یہہ اچرج ہم آہ

جواب از چنپا — انل روپ کوئی کامنی مجن کر گئی ساہ

دہوم دخان ترنگ موج دریا اچرج تعجب ہم مجھکو آہ ہے انل
آتش روپ شکل و طرح کامنی زن حسین و نوجوان مجن غسل ساہ
اے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا
کہ موج دریا مین دخان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ
ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نوجوان سوختۂ آتش فراق اس دریا مین غسل
کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

سیام رین ہین کتنہ اوڑین چمکن کوٹ دس

من ستہ باری دیٹھہ تن پیئہ تیئہ کہوجت پہرے

جواب [illegible] سیام [illegible]نی تاریک رین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بیشمار
دس اطراف مین [illegible] تیز شہوت باری مشتعل وہ دیٹھہ نظرین پیہ
یہ مہاجرت شوہر تہیہ عورت کہو جب [illegible] یان ہے حاصل وجہ
شیخ نے چھیا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف
مین کیون پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہہ جواب دیا کہ انکی نظر وہین فراق شوہر
نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چار سو تلاش کرتے ہین ؁

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

کم درگ ڈہری سنار — ہم اپو تہا لو نہین

لینہین نین پکہار — پلن ہتی تو درس بن

کم کیون درگ چشم ڈہری پر از اشک ہوئے سنار زن نازنین و
پارسا اپکہار صاف کرنا پلن منبر حاصل دوہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے
چھیا اونکو دیکھکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین پارسا
میرا آنا تجھکو خوش نہ آیا چھیا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھین تمہارے
فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تہین لہذا مین نے آب دیدہ سے اونکو صاف
کرلیا کہ تماشا ر مطلوب بخوبی تمام کرین ؁

دوہا ۲

سوال از شیخ جل تھن بیراگ رپ ہاری باہن ...

چنپا دی پر ہٹائے یہہ جو رکے ...

جل تھن مسد آب مراد از مسک بیراگ ... خواب ہاری دور کرنے والی رپ راے باہن ... دوہا شیخ نے یہہ دوہا لکھکر اندر مکان کے چنپا ... بھیجا کہ جو شے مسک و دشمن خواب اور میری سواری ہے اگر تیری راے مین مناسب ہو تو بھیجد و مراد افیون طلب کی

۵ روپ گنواون جگت ہسن تجیے کام کی کہاد

جواب از چنپا ہون تمہہ پوچھون ساہ یہہ کہان بسا ہے بیاد

روپ گنواون خراب کنندہ حسن جگت ہسن باعث خندہ خلق تجی

کام کی کہاد قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیادہ بلا معاوضہ حاصل

دوہا چنپا نے افیون بھیجدی اور کہا کہ یہہ بلا خراب کنندہ حسن و باعث خندہ خلائق

و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے

۵ دوہا شیخ شاہ محمد

... سپ درشٹ اور گنج من سیج پر لواتنت

... رکی ہوی کہت سنجری تب ہنتی بھگونت

۶ دوہا ایضاً

کچ ... وٹی تیہہ سیس سون بپ کچ رہی اٹنگ

... ناگن لچین کلس تین امرت پیت بھونگ

نوادری الہی تذکرہ ... ۱۲۵

شن ... دو نوں کچ پستان اُتنگ بلند کیچن کلس سبوچہ طلائی

امرت ... بھونگ مار سیاہ حاصل دوہا موے سر معشوقہ

کے کہلے ہوئے دو ... ن پستان پر اونچے پڑے ہین گویا مار سیاہ سبوچہ طلاسے

آب حیات پیتے ہین ...

دوہا ایضاً

چُھپ ترا این چہر نس مانک ... گج راہ

بَرَن چند دن دِیکھت اِم کر بھولو ساہ

چھپ گل ترا این ستارہ چھپر پارچہ چونری برنگ سیاہ نس شب گج راہ

کہکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن ہین رات کو ثابت

کرتے ہین کہ معشوقہ پارچہ چونری سیاہ گلدار سفید جو پہنے ہوئے ہے اوسکے گلہائے

کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی وصفائی کو کہکشان

اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن ہین رات دیکہکر شاہ متعجب

و خود فراموش ہوگیا

دوہا ایضاً در صفت موے سر

اِل مالا بین گین اِہ کل دُرِی پتار

مرگ مدکرن کو چھوی برن پاس تو ہار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بین جمع صحرا اہ کل اقسا ... مارہاے سیاہ

دری پوشیدہ ہوئی پتار زیر زمین مرگ مد مشک کرن ہر دو گوش

برن پاس مراد کنند بے خطا حاصل دوہا اے ... نازنین تیرے موے سر

کمند بے خطا ہین کہ بخوف اوسکے زنبور ہاے سیاہ صحرا ... استغفار ...
اقسام بار ہا زیر زمین پوشیدہ ہوتین اور ... تک ... ہے

دوہا ایضاً

تِل بِنکٹ جا بھر کُٹی ... سو بھا جِیَم ...

اَدہر ... پانک پسارت کاک

تل بنکٹ خال کج بھر کُٹی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش
آیند دل ہے ادہر لب دہنک کمان نرکہہ دیکہکر پانک بازو پسارت
کہولتا ہے کاک زاغ حاصل دوہا نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف
سے باہم ملنا اور بالاے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش
آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکہکر زاغ خوف زدہ ہر دو بازو
اپنے بہ ارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زاغ و ہر دو ابرو مراد
از ہر دو بازوے زاغ و لب مراد از کمان ٭

دوہا ایضاً

ہیٹ ہیٹ پدہ پدہ سچیت تو مکہہ اوپان لکھ

جگ ... بیتی نہچت کرت نہچت بھیو سو مکہ

ہیٹ ہیٹ مٹا مٹا کر پدہ پدہ طرح طرح سچیت اطمینان خاطر او پان
مثال لکھ لکہا جگ زمانہ دراز نہچت یقین و اطمینان مکہ گنگ
حاصل دوہا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے با طمینان خاطر طرح طرح
سے لکہکر مٹا مٹا کر پہر لکہا اور نقل مطابق اصل ہین اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذرا ... ہوا وہ گنگ ہوگیا بمصداق اینکہ مصرع

... بازنیامد

... دوہا ایضاً

9 تو تکھ ... ندہ دیکھت نیت نہ کات

نین بچتر اکہت بب پیوت ہون نہ اگھات

پانپ امیہ آبحیات ندہ دریا نہ کات خارج ازبیان بچتر عجیب اکہت خارج ازبیان ہب دونون حاصل دوہا تیرے چہرہ کی خوبی دریاے آبحیات ہے کہ صفت اوسکی خارج ازبیان و متعلق بہ معاینہ ہے علے ہذا القیاس دونون آنکھون عجیب سیری کی یہی صفت نہین ہوسکتی کہ شب و روز اوس آبحیات کو نوش کرتی ہین اور سیر نہین ہوتین *

دوہا ایضاً

10 پیرے تیم نین ترنگ چڑہ چہا تہہ جو مہیلت آی

من پارا گھٹ کوپ تین ابھر ڈھون دس جای

پرتیم معشوق نین آنکھین ترنگ اسپ میلت ڈالتا ہے ... دل پارا سیماب گھٹ کوپ چاہ دل حاصل دوہا ایک ... ہے کہ جسمین سیماب رہتا ہے وہان کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک ... نازنین کو اسپ پر سوار کرکے اوس چاہ پر لیجاتے ہین وہ نازنین اسپ سوار ... اوس چاہ مین اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانکتی ہے بمجرد اوسکے دیکھنے کے چاہ سے سیماب جوش زن ہوکر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کرکے جان بہ ہوتی ہے ورنہ سیماب اوسکو مع استفادہ ...
کرلیتا ہے اور سیماب دوسرے گروہ حد معینہ تک اور ... ہین
مردان زمان کے اکثر ہلاک ہو دیتے ہین ... جا بجا پارہ
پھر رہتا ہے اوسکو وہ لوگ لیکر فروخت کرکے ... ری کرتے ہین
شیخ شاہ محمد کہتے ہین کہ معشوقہ کی آنکھین ... اسپ شوخی ہین جسوقت
میری طرف دیکھتے ہین ... دل بیقرار ہوکر مثل سیماب دونون آنکھون
معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ اونکو گرفتار کرے ؀

دوہا ایضاً

۱۱ مرگ نیینی مرگ راج کٹ مرگ باہن مکھ جاہ

مرگ انگ مرگ تلک مرگ رپیبت سرناہ

مرگ نیینی آہو چشم مرگ راج کٹ یوز کمر مرگ باہن مکھ ماہ رو جاہ ہی جسکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مد تلک تشقہ مشکین مرگ رپیبت آہو فریب سرناہ تیر ہے جسکا حاصل دوہا آہو چشم یوز کمر ماہ چہرہ نازک اندام مشک کا تشقہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو بھی تیر نگاہ کا کشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہے مین لطف رعایت لفظی ہے ؀

دوہا از چینپا

۱۲ سا ہا اکدن یون ہتے جیتون کھینچی کاس

بہیو کھٹولن کو سہی ایک ایک نہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تھے کہ نظر آسمان پر تھی یا ایک وقت یہہ

... سن آتی کے ... ن اور علاوہ اسکے مہاجرت بھی ہے

... سر ہوا ...

13

دوہا رجیوت

ہم ... پاکرن منوت

ادہار اسید جیوت زندہ ہون ... دسس ماہتاب
موسم سرا حاصل دوہا اے شاہ محمد مجھکو فراموش مت کرو مین اس
اسید سے زندہ ہون کہ تم مثل ماہتاب موسم سرا کے ہو اور مین مثل گل نیلوفر
کے پس مجھپر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرا نہایت صاف وروشن
ہوتا ہے اور گل ہائے نیلوفر کو شگفتہ وشاداب کرتا ہے ۰

دوہا ایضاً

۱۴

برہ اوساس جرت اب تیہ کمت بن نانہہ

منون سراوت تن تپت پرت جای وہ مانہہ

برہ فراق اوساس دم گرم کمت آزاد بن ناہنہ غیبت شوہر مین
منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ
تالاب حاصل دوہا غیبت شوہر مین آزاد عورت غلامون مہاجرت سے
دم بدم دم گرم کھینچ کر جلتی ہے گر وہ دم گرم کا کھینچنا اور ... ناوسکا اوسکو
ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب مین غوطہ زن ہوکر
فی الجملہ تسکین پاوے ۰

سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزہ بلگرامی قدس سرہ [illegible] سیاب اوسکو مع [illegible] استغفار [illegible] گنج [illegible] دار
بود در صحبت نکتہ سنجی و لطیفہ گو [illegible] تک [illegible] بعلوم
ہندی مائل گشت و در شہر بنارس [illegible] [illegible] نمود و مہارت
عظیم پیدا کرد و در موسیقی ہندی [illegible] [illegible] سازی یکتائی تواخت
وبحقق این فن و نایک وقت شد [illegible] [illegible] کردیکے نادچندر کا دوم
مدھنایک سنگار نقشہا [illegible] او مشہور است خواندن او کیفیتے داشت بعض
اوقات وحوش باستماع آن در مقام مستی وحیرت فرومیماندند تا بہ انسان
چہ رسد سید را با ہندو دخترے سندر نام عشق بہم رسید دختر نیز بجذب
عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و زیور
اسلام پوشانیدہ در حبالہ نکاح آورد غرہ رمضان سنہ یکہزار و نود و نہ
بہ گلگشت روضۂ رضوان خرامید چند کبت ازوے رحم بقلم می آید ؂

۱ کبت سکیا برنن

سنگ لاگی ڈولت مکر سرسا کرن چیتون پان کو چہرہ کا ہو چتو ؂

للت رسن دبا بولت کلت دنت اکیدہ ہسن ادہرن بہت ہنتو

اوکت ہوت نہ سرپر کنتی سارہ چہیر کنت مکہ کہتا کوکس کہوکہہ ہتو ؂

روس [illegible] سو رس ال سفیت ملن جیین ویس مکہ دیکہہ کہتا کاتنی رہتو

۲ کبت سکلا ابہار کا

چندرا بودی [illegible] چند مکہی تن گورہ چندن کہورن کہورین ؂

دودھ جوت سبہائی چیت جو نہہ باتون پالی منکہہ کو رین ؂

ج ... ین آتی ک ... سکندہن حوین ؛

... ہوا ...

... رخ پہ پنجہ نور ہین ؛

3 ... کبت ... دربیان چشم

کاری کجراری انیاری ... تن بیچ تاری ات ترل تریری ہین

جیسی ہین ساوک جاوک جل بھرین بھرکین شو کیسہو حسن ریت نہ گہیری ہین

لال مدہنا یک جو ہیرو سن سوہنی کو نپ بچری بچر رہت نہ ہیری ہین

سالو کی سدہار سو بہا مہا ادہکار ایسی ہین کی کہلونان نین پیاری سیری ہین

کجراری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردمک چشم ترل تیز و
خوبصورت تریری کج و متحرک ہین ساوک بچہ ماہی جاوک رنگ سرخ
مہاور پٹ بچر نقاب پنجر قفس سالو دوپٹہ ریشمی ہین یعنی کام یعنی حسن مجسم
حاصل دو ہا چشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض سرخ
ہین مردمک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ ہین
بہ شوخی حرکت و تفریح کرتی ہون مدہنا یک شاعر کا یہہ بیان ہے کہ قفس نقاب
ہین بہی باز نہین آتی میری طرف دیکہتی اور دلکو فریفتہ کرتی ہین مزید بران
دوپٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنبہال ہین جو خوبی ہے اسکا بیان نہین
ہوسکتا بہرحال اے نازنین تیری آنکہین حسن مجسم کا بازیچہ ہین ؛

۸۱ کبت چکہہ برن گہونگہٹ ہین دربیان چشم و آثار نقاب

جو چترائن چت چڑہے نہ بل ... ہی بدہ بیدن گرتی ... استفارہ ابن ...

بہار تہی ہور ... گری بہرین ... نور ... ہوں اشپگیائی

جو مکہہ جوت جگی نہ تہکی مدہنا یک گمو نکہت جنجل تائی ٭

جہین دو کول چہپی جہلکی اچہہ پراجت اچہہ رجائی

چترائن مراد جبرئیل علیہ السلام بدہی ترکیب وصورت بدہ عقلا وفضلا بیدن کتب سماوی گرنتہہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بہارتہی گویائی جپ سجہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوک مرتاض مدہنا یک نام مصنف چنچل تائی شوخی جہین باریک دو کول دو پدم پشم چہپی خوبی اچہہ بے مثل اچہہ چشم حاصل دو ہا تیری آنکہین جیسی اندر نقاب کے خوشنما ہین اونکی خوبی خیال ملایک مین نہین آتی اور نہ کتب سماوی مین انتہائے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہوکر سرگردان ہے اور مرتاضون نے سجہ گردانی وریاضت سے بہی برتر خوبی وصفت اونکی بیان کی مدہنایک کہتاہے کہ وہ آنکہین چہرہ منور پر ایسی نور فشان ہین کہ حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہین ہوسکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی وبا وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ٭

ذکر ... چند کی ساستا برنن یعنی دربیان داغ سیاہ ماہتاب

کوکہے چند کی ... ہرن کانک دیکہیت کوکہی چہایا چہیت بہوتل ... کاسر کی

کوکہی اندہکار ... سوہی سو دیکہیت کوکہی کالمان کلنک انسانس کی

[illegible] نین آتی کر [illegible] کی سنواری بہا مان کا بہہ کی بلاس کی
[illegible] سہر ہو لہی [illegible]
تا دن تین [illegible] کی وار پار دیکھیت نیلتا اکاس کی
مرکنک انک [illegible] کالمان سیاہی کلنک عیب
انیاس بلا تکلف مدہ [illegible] خلاصہ کرتار خالق بہا مان
عورت چھپا کر ماہتاب نیلتا سیاہی [illegible] کو وہا داغ سیاہ ماہتاب
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارابہ سواری ماہتاب مین جو آہوے سیاہ ہین
یہہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے
یہہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہہ اوس
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہ یہ ایک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مدلقا کہ جسکو شعراے ہندی ضرب المثل خوبی
و خوبصورتی بہ کلام خود ہا کرتے ہین خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سوراخ نظر آتی ہے ❖

دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بلگرامی محاسب جہانہ

بود و بہ منصب و صدی و جاگیر از محال ساکی پور سرفراز در تسلیم پور سیزدہم
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوستاد
عصر بود در ایام حکومت جاجمئو باد فروشی از تلامذۂ چنتامن شاعر مشہور ہندی
آوازۂ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دوہا انتخابا
از منظومات اوستاد خود خواند سید دران دخل فرمود [illegible] آنرا مسلم داشت
و پیش اوستاد رفت و دخل مذکور نقل کرد وے ہم اعتراف نمود و با این آشنا ❖

دوہا

۱ مرگ ات چنتامن [illegible] چیتین
پیو ہت کی لکھی داہی کر [illegible]
وا مرگین چنتامن [illegible]

یعنی دل بھی لیتے ہین اور دیتے [illegible] دل کو قرار اوس کی چشم کی آنکھین اوسی کی شکل [illegible] ہین یعنے عدیم النظیر ہین انشا النکار کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دوہا مین سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا کہ اس صفت مین مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی مین مشابہت چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہ لفظ خلاف ہے چنتامن نے تسلیم کیا اور بجاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنایا سندر کے معنی زن مہ لقا و نازنین کے ہین مصرعہ یہ ہے

وا سندر کی ہین لکھی واہی کیسی نین

کبت چنتامن در صفت شجاعت سید رحمت اللہ

گرب گہہ سنگہہ جیون سبل گل گاج من پربل گج باج دل ساج دہایو ٭
بجت اک جماکہ گھن گھمک دندہبین کی ترنگ کہر دیہک بہو تل ہلا یو ٭
بیر بہت کہت [illegible] پڑ جور سن سین تو شور جیون اور چہایو ٭
کہو چلیا ہی [illegible] ناہ سنگاہ یہہ رحمت اللہ سرناہ آیو ٭ ٭

گرب غرور [illegible] سنگہہ شیر زبان سبل صاحب طاقت گل گاج
اظہار جوانمردی وغیرہ پربل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

[illegible] ین نہین آتی کہ سر غنہ [illegible] کہمک گردن ٹھگان دند بہن
نقار [illegible] تاج سر ہون [illegible] زمین پیر ستیہ عورات دشمنان
جلپای بہ [illegible] ستیہ ریست [illegible] دوہا
[illegible] حاصل دوہا اے سید
رحمت اللہ تم جبو [illegible] چہانگین بیب [illegible] جوانمردی خود کرکے فوج گران
اسپان و فیلان توی [illegible] شمشیر زیان یورش کرتے ہوآواز مجموعی
نقارہ ہاے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی ٹھوکر سے زمین ہلتی دیکھ
کرا در ہر چارسو سے غوغاے فوج سنکر عورات دشمنان ترسان و لرزان
باہم کہتی ہین کہ اے عورات شوہر دار و اپنے اپنے شوہرون سے بہ آواز بلند
و استبداد کہو کہ یہہ سید رحمت اللہ تم سبہون کا سردار ہے دوسرے یہہ کہ
جلد سید رحمت اللہ کی امان مین آجاؤ ❊

دوہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کری کہری سرس سُکمار
لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کہری زیادہ سرس خوبصورت سکمار نازک لوٹن ہارے
تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری [illegible] غلطان بار
موے سر حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ و دراز
و خوبصورت و نازک زیادہ و غلطیدہ تاراج کنندہ خلق [illegible]ت ❊

دوہا

شوبھت بینی پیٹھہ پر جہینی پٹ کی بہائی
لوٹت ناگن کنول دل انگ پراگ لگائی

بینی چوٹی جیسی باریک پیٹ [illegible] ہا [illegible] ری
خاک گل حاصل دوہا پیتام [illegible] [illegible] [illegible] وپیٹھ
کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا [illegible] کری ناچت چین [illegible] نیلوفر سرخ پر
لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک [illegible] برگ گل نیلوفر
سرخ [illegible]

۶

دوہا

مانگ سہاگ بھری آلی سب پاٹی چھب چھائے

سیام تنوں گھنسیام مین چپلا لیک لکھائے

الی مصاحب سب دونو سیام مراد خوبصورت گھن سیام ابر سیاہ
چپلا برق لیک خط حاصل دوہا دونون پٹی موے سیاہ کی
درمیان مین مانگ کہ جسمین ابرق گلال بھرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی
ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ مین بجلی چمکتی ہو ٭

ی بھونہہ کمانہہ تان کی کت تکیت انکھائے

ہ گڈھ من سوتن تور کی تہار دپار دپائے

تکیت دیکھتا ہے انکھائے آزردہ ہوکر گڈھ قلعہ تہار و تیرا
حاصل دوہا اب کمان ابرو کو کھینچ کر کیون آزردہ ہوکر دیکھتی ہے
تونے زنان [illegible] ع کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلب کو پالیا ٭ دوہا

[illegible] بان گو کہت ہین نیہن بان سمان

[illegible] لاگت سالت جو یہہ دیکھت ہیت پران

ا[...]ینا جیسے حالت پیری آگئی تیر نگاہ سمان برابر سالت
سوراخی پر پڑے ہوئے دوہا اور سب کہتے ہین کہ

دوہا چھند

تیر نگاہ تیر کی [...]نا ہین ساہ بپاریے پیدا [...] کہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب
سوراخ کرتا ہے [...] دل ہین سوراخ کردیتا ہے ؀

تم سر دیس

۵ ہوئی ترچھی [...] بھامنی بھیر

جہ چھوتن چیتھون گڈی کا ڈہیت ادہیتا پیر

ترچھی کج ترچھی تکو نظر کج سے دیکھا ہتو مجمع بھامنی عورت کا ڈہیت نکالتی حاصل دوہا تون نایک کا سکھی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات کے درمیان سے مجھکو کج ہوکر بنظر کج دیکھا اوسکی نظر ایسی میرے دل ہین چبھی ہے کہ جسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے ؀

٦ دوہا

سندر مکھ چھو کا چمک او پان کو برنی نہ

آنند مندر مین جڑی ہیرا جڑیا مین

مکھ چھو کا سوکسٹ دندان او پان تعریف وتمثیل آنند مندر خانہ خوشی جڑیا مرصع ساز ہین حسن مجسم حاصل دوہا خوشنا سرخ دندان کی چمک خارج از بیان ومثال ہے گویا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے مرصع کیا ہے ؀

۸ دوہا

کرا چاہی جمہائی تیہ دہاری نع
۹ ستو چپلا دو بی چمک ہوئی گری بہومین

کر ہاتہ اچائی بلند کر کے جمہائی خمیازہ کنان ... ہیہ بہاری اسطرح سے چپلا برق بھوم زمین جا صلہ ... دو ہا انگڑائی لیتے ہوے جو دونون ہاتہ اپنے ... سے اونچے کر کے یکایک نیچے کرے تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پہ گرین ؁

دوہا ۱۵۰۹

سوبرن رنگ مہدی رچو چپلا جڑاو ساتہ
ہاتہی دیے ساتہی کیو موہن من اون ہاتہ

سوبرن طلا جڑاو مرصع موہن فریفتہ کنندہ حاصل دوہا ول سکہی کا سکہی سے کہ دست حنا مالیدہ جو مثل رنگ طلا ہے اور چہلہ مرصع زیادہ اوسمین خوشنما ہے وہ دست حنا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکہلا کر اوسکا دل فریفتہ کر کے اس نے اپنے ہاتہ مین لے لیا ؁

دوہا ۱۵

اوپمان سندر نکہن کی من آدی نہین اور
پید مد ہتوار یند کی کلن ہین سر مور

اوپمان نظیر نکہن ناخن ہا ایشارید ... ہو چیسم خروس اریند گل نیلوفر سرخ کلن غنچہ سرمور تاج سر حاصل دوہا مثال ناخن ہا سے خوبصورتی

[illegible] پہ پڑے ہوئے [illegible] پینے جب پارچہ کنول دا

دوہی پشت پر دراز [illegible]

[illegible] ناہن کی لساریا ناگن خاک گل جسم [illegible] بار

[illegible] گل مراد از دو [illegible] بہاید ہیت ۱۱

[illegible] مراد از شقت [illegible] ہے یہہ

چھلت چھیل سلو [illegible] کی ہاتھہ

چھیلی خوبصورت چھانگلین خنصر ہیں دو نو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل مرد رنگین طبع وخوش وضع کلا قدرت وشعاع حاصل دوہا چھلا اور خوبصورت انگشت خنصر آن دونون کی خوبی متفق ہوکر فریفتہ کرتی ہے مرد رنگین طبع کو اور اوسکے دل کو لیتی ہے ہاتھہ مین اپنی قدرت وخوبی سے ؛

دوہا ۱۲

اودر لسّت رومآولی سوہن موہن بھانت

مانو سبرن پان پہ کام منتر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی یعنی موے نرم شکم موہن فریبندہ بھانت طرح سبرن طلا کام منتر عمل حب پانت سطر حاصل دوہا نازنین کی شکم پر سیلے موے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان طلا پہ عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی موے نرم مراد از سطر عمل حب اور یہہ عمل اکثر پان پہ لکھا جاتا ہے ؛

نابھہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکھہ چاڈہہ

ٹھٹکی دیکھہ سیور گرلی پیچ گر کی کرا ڈہہ

نابھہ نات کوپ چاہ کنول مکھہ گلے چاڑہ چڑہکر تھٹ کی [illegible]
سیور گردن طاؤسی پیچ گرہ پستان کرا ڈہ شنارہ مراد مقام ناف چاہ ... [illegible]
چاہ ناف سے ناگن سیلی ہوسے نے نکلکر قصد چڑہنے چہرہ [illegible] کا کیا مگر گردن
طاؤسی دیکھکر ڈری اور گوشۂ کوہ پستان میں جا [illegible] سمجھکر ٹہری ٭

۱۳ گوری بھوری [illegible] سہائی

بھوری بھوری بات سُوں چورت من گوائی

گوری زن مقابھوری بھولی گوری جو نگ تھوری بیس کم عمر سہائی خوبصورت چورت چوراتی ہے حاصل دوہا معشوقہ بھولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بھولی بھولی باتو میرے دلکو چوراتی ہے اگر ٭

۱۴ دوہا

لسّت سیت پچھُور یا انگ کیسری رنگ

کنک بیل ہی جھلملی بال چاندنی سنگ

لسّت خوشنما سیت سفید پچھور یا ساری انگ جسم کیسری رنگ برنگ زعفران کنک بیل بیل طلائی جھلملی چمکتی ہے بال عورت چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دوہا نازنین کے جسم زعفرانی پر دوپٹہ سفید نہایت ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ میں نورافگن ہو ٭

۱۵ دوہا

رت بپریت کوبگ کہہ کر سنہار

ہنست ہنست ستہرات درگ للچاوت چہور

رت بپریت جماع برعکس سنہار خوشامد ستہرات درگ جنبش چشم از شرم رجہو ار طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ کے قدم پکڑکر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور مرد صحبت کر اور وہ انکار کرتی ہے اور ہنستی ہے اور آنکھونکو شرم سے نیچا اونچا کرکر طالب کے دلکو زیادہ تر اپنی طرف مائل کرتی ہے ⁂

۱۱ جھجکی اچپای انگڑای چپ بیم جنای جمہائے

چپٹ پٹ ہرہر نی کٹی ٹہگ لاڈو دکہرائے

چپٹ پٹ بہت جلد ہرہر نی یوزکی شرمندہ کرنیوالی کٹی کمر حاصل دوہا دونون ہاتھہ اوٹہاکر جمہیازہ و فازہ سے اظہار محبت کرکے بہت جلد نازک کمروالی نے ٹہگ لیا لڈو پستان دکہلاکر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈو زہر آلودہ اپنے پاس رکھتے ہین اور بر وقت موقع مسافر کو کہلاکر اوسکو مارتے ہین

ہر مرلی ہر کی لئے دہری آرڈج بینہ

راگ رنگی ہر بین تیہ کری ہی ہر بین

ہر چہین لی مرلی نبی معروف ارڈج پستان بہین تو پر بین ہمہ دان بین مراد از مرلی حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مرلی چھین کر سینہ پر چھپاتی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ مین کامل
اوسکو اپنے دل مین جگہہ دی ؛

کھیلتِ پہاگ ہلاس سون بہاگ بہری الکہہ کانہہ
17
موٹھی دار گلال کی من کیو موٹھی مانہہ

ہلاس خوشی بہاگ بھری نیک بخت حاصل دوہا زن
نیک بخت خوشی سے ہولی کھیل رہی تہی کہ اپنے شوہر کو دیکہکر ایک مٹھی گلال
کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا ؛

جھک جھک کھیلت ہی للی جھومر سکہن سماج
18
جھوم جھوم من جگت کی پرت پگن پر آج

للی زن کمسن جھومر ایک کھیل ہے کہ عورات جھک جھک کر گاتی اور باہم
کھیلتی ہین پگن پر قدمون پر حاصل دوہا زن نو لقا کم عمر جھومر کو
باتفاق زن مصاحبون اپنی کے جھک جھک کر کھیلتی ہے بمعاینہ خوبی ایک
عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدمون پر آ گرتا ہے ؛

دوہا 19

بہاینہہ چڑہائے جبائے رس جھونٹہہ مان جنائے
انہت ہی پیہہ من ہتو اٹھن انہہ بنائے

مان غصہ و [illegible] آزردگی انہت بلا وجہہ بہتو مخوف اٹھن نیا
انہیہ آزردگی حاصل دوہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑہا کر آزردگی

اور رنج کا اظہار کر بے وجہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی بے لطفی ہے ؛

20 گھٹ لیے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگھ موت

گھٹ کی پٹ کی سدھ گھٹی سٹکی مکھ کی جوت

گھٹ سبوچہ پٹ پارچہ دوپٹہ مٹکی بڑہی حاصل دوہا نایکا دریا پر سبوچہ لیکر پانی بہرنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوچہ اور دوپٹہ کی سدھ جاتی رہی الافراط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑہ گئی ؛

21 للن چلن کی نام سُن گری گھوم کی بھوم

پیارین پیاری لکھ پیاپران دی مکھ چوم

بھوم زمین للن شوہر پران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب کا جانا سفر مین سنکر غش کھاکر زمین پر گری طالب نے بھی جوش محبت سے اوسکا منہہ چوم کر جان دیدی ؛

22 پھاگن ماس نہ آی ہو پیاری پران ایس

کھوری ہوری لپٹ سنگ کہہن پران ایس

ماس ماہ پرانن ایس مالک جان کھوری بدبخت اسمین حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان اگر تم ماہ پھاگن نہ آوگے تو اس بدبخت کی جان شعلہ ہولی سے ملکر تمکو بدعا نہیں یاد کریگی خلاصہ یہہ کہ اگر تم نہ آوگے تو مین بھی ہولی کے

ساتھہ جلون گی ۔

23 کہہ کہہ اوٹھت جری جری گھری گھری وہ بال

چلکے نینک بلو کی انہیں ہت کو حال ۔

بال عورت نینک جلد ہت محبت حاصل دوہا مصاحبہ مطلوبہ طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کا رکھتی ہے ہر ساعت جلی جلی کہہ کہہ اوٹھتی ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ۔

24 کہت سیس کر دہر سنون سیام بام پرانیس ۔

کنٹہ نکٹ سانسک رہی سو دکرت اسیس

سیس سر کر ہاتھہ بام عورت پرانیس ہاک جان کنٹہ گلو نکٹ نزدیک سانسک دم کو چلنا اسیس باد حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان مین اپنا سر ہاتھہ پر رکھکر یعنی آمادہ مرگ ہو کر کہتی ہون کہ ایک دم واپسین ابھی گلو مین باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہین بہت جلد آیئے ۔

دوہا مصرد واکرین مصر ہیں وصفت میر عبدالجلیل بلگرامی

ہوا نہ ہے اور ہوئیگا ایسو کہین سوبیل

جیسو احمد نند جگ ہوی گیو میر جلیل

سوبیل صاحب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دوہا

نسخہ شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل سا صاحب مروت اور نیک دنیا مین دوسرا نہوا ہے نہوگا میر عبد الجلیل بلگرامی جد مادری میر آزاد رحم است ترجمہ شریف او در کتب میر آزاد و تذکرہ ہاے آن والانژاد مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات او مستغنی ست از تحریر حالات رتبہ عالیش ازان برترست کہ بتبرات شاعری سیما منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگوے دور از کار آلاید لکن اجیانا اگر تفسیدہ جگری التماس معالجہ می کرد بنا بر جامعیت فنون تباشیری از ہندی می بر آورد از منظومات عالی کہ سکہ است و این چند گل ازان چمن چیدہ می شود

برواچھند

۱ الہ نام پوتھی پر لکی انہہ بھائے

جیون جڑائی کو ٹیکو بھال سہائے

اللہ کا نام آغاز کتاب مین ایسا زیب دیتا ہے کہ جسطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر خوشنما ہوتا ہے

۲ کیس پاس کی پھانس پھانسو لوگ

ایک سیام تم آو بری الک سنجوگ

کیس ہوے پاس کمند الک جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دو بلا کمند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہین ہو

پھلواری کھونگھٹ کی پاتین جات

چمن باس بن چھانین نہین سہات

چمن مین نقاب ڈالکر چہانیکا سبب یہہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے مین اسے خوش نہین آتی ہے

بہ سرقع بہ رخ افگندہ برد ناز بباغش — تا نکہت گل بیختہ آید بہ دماغش

۴۰ واکپول نرمل تین درپن ہار

پرت انت جہونٹھی کی مکھہ مین چہار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجام چہار خاک حاصل دوہا اوس رخسار کے مقابلہ مین آئینہ اپنے دعوی صفائی سے ہار ظاہر ہے کہ انجام مین کاذب کے منہہ مین خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے مجلّے کیا جاتا ہے

۵۰ واتل دیکہت نیترن باڈہت جوت
تل روشنی

پرتت چیکنون دیکہہ لہت گوت
ہلکر خوشی ہوتی ہے

تل سے روغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکھنے سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر مین لانے سے کرورون خوشی حاصل ہوتی ہین

۶ لکھہ کپوت واکریوان آتہہ ابہرام

ہوئی تپت کر ڈاری سیری سیام

لکھہ دیکہکر کپوت کبوتر کریوان گردن اتہہ زیادہ ابہرام خوبصورت تپت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دوہا دیکھکر اوسکی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کرلیا؛

۶ سنکھ نا نہہ جیو موری ڈہون کیا کھوئی
کری اِک جہان بیچ پوسٹ تہان جوئی



۸ نکھن جھلک مہدی سنگ یون دِت دین
چنین لال ہین جیسین ڈاک توین

چنین لال یاقوت سرخ حاصل دوہا ناخن ہاے حنا بستہ کی چمک یون خوشنما ہے کہ جیسے نگین یاقوت خوش رنگ مین ڈاک تو خوشنما ہو ناخن مراد از یاقوت خوش رنگ و حنا مراد از ڈاک تو ✲

۹ بہاو نا بہہ کی سرگو کہو نخبات
کنول کلی تو مندی بہلی بیہ بات

بہاو کیفیت نا بہہ ناف سر تالاب مندی سربستہ حاصل دوہا صفت چاہ ناف کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ✲

۱۵ بینی پیٹھہ دو دِل متو جو کین
لانبی چکلی باتن من ہرلین

بینی چوٹی پیٹھہ پشت متو مشورہ لانبی طویل چکلی ہین حاصل دوہا چوٹی اور پیٹھہ نے باہم مشورہ کرکے لمبی چوڑی باتون سے دلکو فریفتہ کرلیا مراد چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

11 جگل جنگھہ سوں موہن آنکو جاے
انت باندھیت گہنی کہتین لاے
جگل دونو جنگھہ ران انت انجام گہنی گنہگار کہتین ستون
حاصل دوہا دونوں رانو محبوبہ بین میرا دل مبتلا ہوا ہے انجام بین گنہگار ستون سے باندھا جاتا ہے

12 کنول ساجھہ موندت نہین کوس سکو ر
واچرن کو بندت انجل جو ر
کوس برگ گل انجل ہاتھہ جوڑنا حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ گل نیلوفر سرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سربستہ میر عبدالجلیل فرماتے ہین کہ یہہ گل بوقت شام اوس معشوق کے قدمونکو ہاتھہ جوڑکر بندگی کرتاہے بستہ نہین ہوتا

13. پہلواری جل نین سے سینچت لی لی باس
سوکہی روکھہ پلاس کو رت بسنت کی آس
دوہا ولیہ
روکھہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دوہا نایکا مہجور اپنے چمنستان وجود سے جو خشکی دیدۂ مردگی پاکر اوسکو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے اور کیون نکرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے ؛

چہولا درخت
14 رجنی سجنی بیہ سنگ پاون روپ بہات
اب بیہ تیم بچہری ہی پاون یک کی بہانت

رجنی شب سجنی مصاحبہ پاون روپ پاک صورت بہات گندی ہے پیر بتیم شوہر بچھری مفارقت پک پپیہا از قسم طیور حاصل دوہا اس نایکا کا شوہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہہ رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گذری جاتی ہے اب مفارقت شوہر مین حالت اپنے دلکی مثل پپیہا کے پاؤن گی کہ شب بیدار رہ کر پیو کہان پیو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے ؎

۱۵ تو ناسا کی ڈاہ کی کیر لگی جیہ کڈ پنج
رہر کہو ٹھونت کہی کہی دیت ہی چونچ

تو تری ناسا اک ڈاہ حسد گیر لوٹا کو پنج زخم –

۱۶ پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بہید
چن بچہرت جاکی پری جہاوان چہاتی چہید

جہاوان خشتی گلی کہ جس سے پاؤن گستے ہین حاصل دوہا اے پیاری تیرے قدم کے کہانتک بہید بیان کرون یعنی صفت کرون کہ ایک لمحہ کی جدائی مین جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اوسکا سینہ مشبک ہوگیا

سید غلام نبی ہمشیرہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در قلمرو سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوبے بردا کہ سرکشان پایۂ تخت را یکہ قلم از اوج غرور انداختہ میرزا اسلم بہا شجانان قدس سرہ فن شعر ہندی از وے اخذ نمود از نتائج فکر اوست نکہہ سکہہ صد و ہفتاد و ہفت دوہا ست کہ آنرا انگ درپن نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

دقیق وخیالات نازک عجیب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر تمثیلات تام دارد ورسلین تخلص میکرد لین بمعنی محوست یعنی کسے کہ در رس محو باشد در اینجا صد وبست وپنج دوہا از کلام او انتخاب زدہ وچند کبت پیچیدہ ثبت میشود

١ منگلا چرن دوہا

سُو پاوت یا جگت مین سرس نیہہ کو بہاے

جُو تَن مَن سے تِلَن لَون بالَن ہاتہہ لگاے

سرس زیادہ نیہہ عشق ومحبت تن جسم من دل تلن جمع تل بالن عورات حاصل دوہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے کہ جو جسم وجان سے مثل تلون کے بدست عورات بک جاوے یعنی مناسبت تل کی خوبی آرایش عورات مین داخل ہے دوم یہہ کہ۔ بالن خوشہ ہا کو بھی کہتے ہین اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہین اس صورت مین مراد یہہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورات مین محو ہو جاوے

٢ دوہا جوڑا برنن

چَندرمکھی جُوڑو جِتی چِت لیکھون پہچانِ

سیس اُٹھایو ہی تم سس کو پاچھو جانِ

چندر مکھی ماہ رو جوڑو جعد چِتی دیکہکر سیس سر تم تاریکی سس ماہتاب حاصل دوہا اوس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکھکر دل نے یقین کیا کہ یہہ جوڑا نہین ہے تاریکی نے سر اوٹھایا ہے ماہتاب کی پشت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا

دوہا ارن مانگ پاٹی چھب برنن

تین مانگ نہہ ارن کن مدن جگت کو مار

است پھری پر پی دہری رکت بھری تلوار

تین عورات ارن کن سیندور بدن کامدیو یعنی حسن مجسم جگت مخلوق است سیاہ پھری سپر رکت بھری خون آلودہ حاصل دوہا فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پیچھے شمشیر خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پاٹی و شمشیر خون آلودہ مراد از مانگ سیندوری ؎

دوہا بھونہہ اینٹھہ برنن

اینٹھن بھون او ترت دہنک یہہ اچگت کی تان

جیوں جیوں اینٹھت بھرو دہنک تیوں تیوں چڑہت ندان

دہنک کمان اچگت تعجب تان بات بھرو دہنک کمان ابرو ندان یقین حاصل دوہا کمان چڑہی ہوئی اینٹھنے سے اوتر جاتی ہے مگر ہمارے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس قدر اینٹھتی ہے اوسی قدر چڑہتی ہے

دوہا کرن ملت برنن

ملت بہی گہر کہوئی کی بٹہی کان جائے

اب گہر کھوت او رکیجے کہا اوپائے

حکمت مروارید تو تارک دنیا کان گوش جنگل حاصل دوہا اے مروارید تو اپنا گہر صدف کہو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور یہان بیٹھ کر اب دوسرون کے گہر کو کہوتا ہے یعنی دل ہر یک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کیجا دوسرے یہہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہوکر قیام پذیر جنگل ہوا ہے اور یہان بیٹھکر بہی دوسرون کے گہر کہوتا ہے یعنی جو تجہ سے ملتا ہے اوسکو تارک دنیا کر دیتا ہے

ترنگ دیٹھہ آگین دہرن بزین دل کے ساتہہ

تیوری لکہہ مکہہ کی جگت کیو چہت سب ہاتہہ

ترنگ اسپ دیٹھہ نظر بزین مژگان تیوری تیون جگت دنیا حاصل دوہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگان ساتہہ لئے ہوئے تیور دکہا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے ؂

کاجر برنن

رہی من ریت بچتره نینن کی چیت

بکہہ کاجر سچ کہا ہی کی جہیہ اورن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکہہ زہر حاصل دوہا اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکہین کاجل کا زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین ؂

دوہا کاجر کورین برنن

تیّہ کا جرگوُرین بڈہی کیہ پوُرن کب بجہہ

لکہیت کہنجن اچہہ کین پچہہ الکہہ بیر تجہہ

بچہہ توں کہنجن صعوہ اچہہ چشم پچہہ دُم الکہہ جو نظرین نہ آوے پیر پچہہ ظاہر حاصل دوہا مطلوب یہ نے دنبالہ چشم کا جرسے بڑہا کر قول شاعران کو پورا [illegible] تیّا کیا یعنی کہ صعوہ چشم کی دُم جو نظر نہین آتی تہی آج ظاہر معلوم [illegible] ہے شاعران ہندی نے تشبیہہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے *

۹ دوہا نیترن کی لال ڈوری برنن

انجن کن ڈورت نہین تو ین لال ترنگ

کوُرن تک ڈورن لگت توُ پربال کرنگ

---

۱۰ چہاک چہاک تو ناک سون یہہ پوُچہت سب گانو

کی نواسن ناس کی لیو ناسکا ناو

چہاک چہاک آسودہ ہوہوکر نواسن قیام ناس عالم بالا ناسکا بینی حاصل دوہا آسودہ ہو ہوکر تیری بینی سے یہہ بات تمام شہر دریافت کرتا ہے کہ تو نے عالم بالا مین قیام کرکے اور وہا نکی خوبی کو حاصل کیا ہے اس واسطے کیا تیرا نام ناسکا مشہور عالم ہوا ہے *

۱۱ تہنگ لنکن نہہ پاس لی پایے ناسکا ساتہہ

مار مرُوری جگت تیو ٹنٹ ڈولت ہاتہہ

ناسکا یعنی نٹ نٹ انکار کر کر دولت ہاتھ ہلاتا ہی ہاتھ حاصل
دوہا غارتگر لنکن نے باتفاق حلقہ یعنی کہ کمند گلوگیر ہے اور اعتبار قیام
جا ہے مستحکم یعنی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا اور مروڑا تاہم تمنا سے دلی
کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ؎

۱۷ پناری برنن دوہا

للت پناری گلت یون لستا دہر سُکمار
منو اہی بہاست پر یو چنہہ انگری بہار

للت خوشنما پناری غلا درمیان لب بالا گلت خوبصورت اہی بہاشت
یہہ معلوم ہوتا ہے چنہہ نشان انگری انگشت بہار یار حاصل دوہا
یہہ غلا کی خوشنما وخوبصورت کہ جو درمیان لب بالا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ بوجہہ نزاکت لب نشان یار انگشت کا ہو گیا ہے ؎

۱۳ ادہر برنن دوہا

تیرس دتیا دوہن سس ایک روپ بنج ٹہان
بہور سانجہہ کہا ارنی بہی ادہر تو آن

تیرس تاریخ سیزدہم ماہ ہندی دتیا معنی دوج یعنی تاریخ دوم ہندی
دوہن دونون سس ماہتاب بہور صبح سانجہہ شام ارنی سرخی
ادہر لب حاصل دوہا تیرس ناقص النور اور دتیا زاید النور الخ دونو
شب کا ماہتاب ہلال ہوتا ہے اور روشنی اور سرخی بہی دونون ہلال کے مساوی
ہوتی ہے لہذا شاعر کا بیان ہے کہ تیرے دونون لب نہین ہین دونون تاریخون

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہین ٭

مہدی برنن دوہا

۱۴

بارہ منگل راس کی سوبھ سب مِل آئی

اُبھی ہتھیرن دس نکھن مہدی بہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج اُبھی ہردو ہتھیرن کف دست دس نکھن دہ ناخن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونون کف دست حنا بستہ نہین ہین دوازدہ برج کے مریخ ملکر یکجا ہوگئے ہین مریخ جلاد فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی حنا سے ہے ٭

سکمارتا برنن دوہا

۱۵

لگت بات تاکو کہان جاکو سوچھم گات

نیک سانس کی جھوک سے ہین پاس نہین ٹھہرات

بات ہوا سوچھم نہایت باریک مراد از نازک تو دن گات جسم سانس نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹھہر سکتی ٭

روما دل برنن دوہا

۱۶

اَمل اُودر وا سگھر مین رومادل کی ریکھ

پرگرٹ دیکھی سانس کی آواگون کی لیکھ

امل صاف اودر شکم سگھر خوبصورت روماول موے نرم زیر شکم

جیسکہہ صورت پر گت ظاہر سانس دم اواگون آمدرفت رکہیہ لکیر حاصل دوہا اوس شکم صاف و خوبصورت پر ہوے نرم ہیں کہ نہین ہین نفس کی آمدورفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدورفت کی لکیر ہے ؂

16 دوہا پٹہہ کی نال برنن

نہین بناری پیٹہہ تو دیکہون دیٹہہ بچار
دہسک گئی بہہ بہار تین بینی کی سکمار ؂

بناری نشیب درمیان پشت دیٹہہ نظر بہہ بہار بسیار بار بینی چوٹی سکمار نازک حاصل دوہا تیری پشت پر نشیب جو درمیان ہین مثل لکیر کے ہے وہ بناری نہین ہے نظر غور سے جو دیکہا تو معلوم ہوا کہ پشت نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ؂

18 کٹ برنن دوہا

سنیت کٹ سچھم نپٹ تکت نہ دیکہت نین
دیہہ مدہ یون جانیئے جیون رسنا مین بین

کٹ کمر سچھم نازک باریک نپٹ زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ درمیان جسم کے رسنا زبان بین گویائی حاصل دوہا سنتے ہین کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود معائنہ نظر نہین آتی پس جسم مین اوسکو ایسا سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے اور نظر نہین آتی ؂

۱۹ جنگھا برنن دوہا

سیس جٹا دہر موُن گہہ کہڑی رہین ایکپای

اِیتی تپ کدلی تئو لیین نہ جنگھہ سُبہای

سیس سر جٹا ہوی سرموُن خاموش گہہ پکڑ کہ تپ ریاضت کدلی درخت موز جنگھہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سرپر بال کہ برگ ہاسے مراد ہے رکہے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے ایستادہ رہا باوجود اسقدر ریاضت ومحنت کے بہی تیری ران صفا کی برابری نہین کرسکتا ٭

۲۰ پگ تل برنن دوہا

لکہہ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکچا ہہ

من تین آوت جیبہہ لون ہت چہالی پرجا ہہ

لکہہ دیکہہ پگ تل کف پا مرولتا نزاکت جیبہہ زبان حاصل دوہا اوسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف مین شاعر خوف زدہ اس امر سے ہین کہ دل سے تا زبان ذکر لانے ہین بوجہہ نازکی مبادا پیر آبلہ نہو جاوین پس بارِ تعریف کے متحمل کسطرح ہوسکتے ہین ٭

21 نکہہ برنن دوہا

دُوت وا آوت نکھن کی بہنی گون کب الیں

پائی پرت چہت جاہ کو ہہو جند بیہہ سیس

اوت روشن دوت چمک نکھن جمع ناخن یعنی بیان کرے کب الیس
ملک الشعرا حاصل دوہا روشنی طلوع ہلال ناخن پا نایکا کی
صفت کوئی ملک الشعرا بھی بیان نہین کرسکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے
نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ؛

سرب انگ برنن دوہا

مکھ سس نرکھ چکورا ورتن پانپ لکھ مین
پگ پنکج دیکھت بھو تر ہوت نین جم تین

مکھ چہرہ سس ماہتاب نرکھ دیکھ تن جسم پانپ دریا مین
ماہی پگ قدم پنکج کنول حاصل دوہا ماہ چہرہ کو دیکھکر مثل چکور
اور دریائی جسم کو دیکھکر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاے کو دیکھکر مثل بھنوری
آنکھین تین طرح پر ہو جاتی ہین ؛

ازرس پرپود ہ پریت بھاو دوہا

تو ہت تو تر نیہہ کو اسیچو ہر ہیئہ آئے
سرت سلل سینچت رہت سہل ہوں کی چاہے

تو تیری ہت محبت تو تر نیا درخت نیہہ عشق ہییہ دل سرت یاد
سلل آب سہل بار آور چاہے تمنا حاصل دوہا قول سکھی ایک
کا نایکا سے کہ تیری محبت مین نیا درخت عشق کا نایک کے دل مین جما اوسکو
وہ ہر دم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے یہ تمنا ہے اسکے کہ بار آور ہو جاوے

سکیا برنن دوہا

۲۴ دھرت نہ چوکی نگ جٹی یاتین اُرمین لائے

چھانہہ پری پر پُرکھ کی جن تیہ دھرم بسائے

دھرت نہ رکھتی نہین ہے چوکی نگ جٹی وہ کہنہ ہگی جو جع اُرسینہ چھانہہ سایہ پر پرکھہ مرد غیر جن مت تیہ دھر ہمہ عفت زنان لنسا سے معدوم ہو حاصل دوہا تعویذ طلائی مرصع جواہر عورت پارسا سینہ پر اس وجہہ سے نہین پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مرد غیر کا اس تعویذ پر پڑے اور میری عفت و پارسائی بوجہہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی ٭

النکرت جوبنا مگدہا دوہا

۲۵

یون بالا جوبن جھلک اُرجن بین درسائے

جیون نرگٹت من کو بچن تیہ نیترن بین آئے

بالا عورت جوبن عنفوان جوانی ارجن پستان پرگہٹ ظاہر ہوتی ہین تیہ عورت حاصل دوہا زن کم عمر و دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جسطرح منشاء دلی طرز نگاہ عورت سے بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے بقولیکہ مصرع سیمائے مردم آئینہ حال باطن است

نو جوبنا مگدہا دوہا

۲۶

جیون تیہ تہہ بارہت کلا جوبن سسر ادہکات

تیون سستانن نرگٹ چپ دوت پہیلت جات

سسس ماہتاب سستا انجگی تن رات تم تاریکی حاصل دوہا

جسطرح ہلال مین روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت عنفوان جوانی مین روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال مین سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت مین آثار طفولیت زائل ہوتے جاتے ہین ؛

پنہہ یعنی ایضاً

آلست ہین تو اُرج اُرنگ ست جہلک سبہائے

اکس نکس سب تین کی پری جبن ہین آئے

الست ہین نکلتی ہین تو تیری اُرج پستان اُر سینہ اکس نکس مراد انتشار حاصل دوہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی ہی دیگر عورات انباغ کے دلون مین دہشت کا پڑگیا کہ اب بہ نسبت ہمارے یہہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ؛

کیات جوبنا مگدہا دوہا

سکہن کنت لون تیہ نین کچہ تک ہس لجات

مانو کنول کلی تیہی الین ہلس رہ جات

کنت شوہر کچہ پستان الین بہنور ہلس خوش ہوکر حاصل دوہا جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکہکر شرمگین ہو جاتی ہین اوسیطرح یہہ زن نو عمر مجمع عورات مین اپنی پستان نو خیز کو دیکہکر تبسم کنان محجوب ہو جاتی ہے جیساکہ زنبور سیاہ شگوفہ گل نیلوفر سرخ کو دیکہکر دلمین نہایت خوش ہوتا ہے چشم زن نو عمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نو عمر مراد از شگوفہ

گل نیلوفر سرخ ٭

۲۹ اگیاب جوبنا دوہا

وا دن باندہی سانس مین ہوڑ سکہن سون لاے

سو بیری یہہ ٹہور ہوی ہی مین آسی آے

سانس دم ہوڑ شرط ٹہور جگہہ ہیہ دل آسی بہی حاصل دوہا یہہ نایکہ اپنی پستان کا ادبہار دیکہکر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ جو بروز فلان مین نے سکہیون سے شرط باندہ دم کو رو کا تہا وہ دم میرے سینہ مین پہکر آج اسجگہہ پر ا و بہرا ہے اسکو دیکہو ٭

۳۰ بنوڑہا مگدہا دوہا

سکہن کہین لال آبہرن نیک نہ پہرت بام

من ہین من سکچت ڈرت بہرم لال کی نام

لال سرخ ابہرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بہرم بیس و پیش حاصل دوہا یہہ نایکا نوجوان سکہیون کے کہنے سے لباس لال زیب بدن کرنے مین انکار کرتی ہے وجہہ یہہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہین اور لال شوہر کو بہی کہتے ہین سبادا یہہ سب ظرافت سے اقبال پہننے لباس لال ہین اقبال مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس و پیش کرتی ہے ٭

۳۱ بشربدہ بنودہا مگدہا دوہا

ہنست ہنست رت بات لیہ یون روی کہہ تہہ

دمک دمک جیون دامنی ناچین برسے مینہہ

رت بات کلام مباشرت دامنی برق حاصل دوہا ہنگام ہمبستری شوہر یہہ نایکا کم عمر یون ہنستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چپک چمک کرنا جیسے ہو اور پانی برستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ؛

چھنہ یعنی ایضاً

تیہ اگیان ار گیان ہین پریم نہ دیت جنائے

جمن گنگ تہہ پائی کی رہی سرستی بہائے

اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا کم عمر کہ جسمین بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہین ہوا لہذا بوجہہ اختلاط ہر دو حالت حال اوسکی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ مابین دریا سے گنگ و جمن کے وجود سرستی مفقود ہے ؛

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون محبت سو او للا البن آنگ بنائے

ملی پہپ کی باس لون سانس نہ پائی جائے

البن عورت انگ جسم ملی پہپ گل بالیدہ باس خوشبو حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی زنان نو عمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے بلا یعنی جیسی ملے ہوئے پہول مین خوشبو نہین رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہین ہوتا ؛

مدہیا دوہا

بیہہ تیہ پلن کپاٹ کٹ نر کہہ لیہہ درگ کور

گہات پریم کی جور تین مندت نیم کی جور

پلن مژگان وجفن کپاٹ کواڑہ کٹ سخت نر کہہ لیہہ دیکھلی درگ کو
گوشۂ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جور زور حاصل دوہا
قول سکھی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن دربند سخت ہین انکو گوشۂ چشم سے دیکھ
یہہ قوت محبت سے وا ہوتے ہین اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہین ۞

پہہ دوہا

رسنی من پاوت نہین لاج پریت کو انت

دہون اور اینچو پہرے جیون بیچ بیہ کو کنت

رسنی عورت پریت محبت انت انتہا بیب دونون تیہ استری کنت شوہر
حاصل دوہا عورت کا دل شرم ومحبت دونون کی انتہا نہین پاتا کہ آیا
حیا مقدم کرون یا محبت لہذا دونون طرف کنچا ہوا پہرتا ہے جسطرح سے کہ
دو عورتون کا شوہر

مدہیا مانت کاما دوہا

نون تیہ نہین لاج مین لست کام کی بہائے

ملو سلل مین نیہہ جیون آدسپہ ین درسائے

کام شہوت سلل آب نیہہ روغن حاصل دوہا نایکا کی آنکہون شرمگین
مین ہنگام مستی غلبۂ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دہنیت روغن بردہ

آب ظاہر ہو جاتی ہے ؀

32 مدہیا کی پریت دوہا

کان پریت مرگ لون بری مرچھ پلکن کی پران

کنٹھ بہنک تو پر جھنک دہن لیتی جب تان

کان پریت بمعنی دستماع مرگ لون مثل آہو مرچھ غفلت للن شوہر پران جیان کنٹھ بہنک آواز خوش گلو تو پر جھنک آواز زنگولہ دہن کمان دہن تال تان چڑھا کر تان راگ حاصل دوہا جب مطلوبہ آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل و خود فراموش ہو جاتا ہے اور مثال آہو سے یہہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے یہہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے اوسوقت طالب مطلوبہ کا مجرد سننے کے مثل آہو تیر خوردہ کے غافل و خود رفتہ ہو جاتا ہے ؀

33 مدہیا کی پریت دوہا

رمت رمن پیریت یون لاج مدن مین چہاک

جیون رتہہ اکت سار تھی دہون لیک گو تاک

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت پیریت برعکس لاج حیا مدن شہوت چہاک چمہ سارتھی رتہہ بان دہون دونون لیک راہ جیسے ابرا سپ تاک دیکہہ کر حاصل دوہا ہنگام مباشرت

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونون مین مبتلا ہوکر دونون امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جسطرح ارابچی ارابہ کے نشان راہ ہردو جانب کو دیکھکر رتھہ ہانکتا ہے ❊

۳۴ پروڑہا دوہا

جب بنتا برکھہ راس مین رب جوبن چمکائے
مدن بپن پرت دیوس بڑہہ لاج سیت گھٹ جائے

بنتا عورت برکھہ راس برج ثور رب آفتاب جوبن حسن وجوانی مدن شہوت بپن گرما پرت دیوس روز بروز بڑہہ زیادہ ہوتی ہے لاج حیا سیت سرما حاصل دوہا جب آفتاب برج ثور مین آتا ہے روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اسیطرح عورت جب حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت بر سر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ❊

۳۵ پرورہا کی سترانت دوہا

ڈہرکپ پری کہون اُرسی نکہہ کچ سیس سُہائے
ترن چھپیو منو گر سیکہر ڈیپج نکس درسائے

ڈہرک پری علیحدہ ہوگئی اُرسی چولی نکہہ ناخن کچ پستان سیس سر ترن آفتاب گر سیکہر چوٹی پہاڑ دوج مراد ہلال حاصل دوہا انجام مباشرت مین چولی پستان کا پکاسے جدا ہوگی اور اوس نے ہاتہہ سے پستان کو چھپایا شاعر اوسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ مین پوشیدہ ہوا اور ماہ نو طلوع ہوکر نظر آیا آفتاب مراد از پستان وچوٹی پہاڑ مراد از دست

دہلال مراد ازناخن دست نایکا

۳۵ مدہیا دہیرا دوہا

لکھت ہتی درگ کمل لیے چور بدن رب اور

اب ان آنن چند بست کر تو نین چکور

لکھت ہتی دیکھتی تھی درگ کمل لیے آنکھہ نیلوفری کرکے چور پوشیدہ بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آنن چہرہ بست واسطے نین آنکھین چکور تیدر حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ ابتک مین اپنی آنکھہ کو کمل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن مین شگفتہ رہتا ہے اور رات کو غنچہ ہو جاتا ہے بناکر تمہارے چہرہ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار حاسدان دیکھتی تھی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ تمثال کے دیکھنے کو مین آنکھہ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناونگی خلاصہ یہہ کہ در پردہ شکایت غیر حاضری دن کی کرتی ہے ؎

۳۶ مدہیا دہیرا دوہا

یہی بڑائی تم رکھی میری بہت ٹھرائے

ہاتھہ پرت ہو اور کی پاین پرت ہو آئے

یہی ہے بڑائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے از راہ طعن کہ آپ میرے تو پاون پڑتے ہو اگر چہ ہاتھہ اوروں کے پڑتے ہوئیں یہی بڑائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ؎

مدہیا دہیرا دوہا

38 کت بنولیت نہر کی یہہ پونجہت گہہ ہاتہہ

اور دہن انسوا گہن بوند لون جہری بات کی ساتہہ

کت کیون بنولیت نہین بولتی ہو شہر کی بیرجی کر کے گہن بوند باران لون طرح حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کا ہاتہہ پکڑ کر یہہ کہتی ہے کہ بے رحمی سے مجہہ سے کیون نہین بولتے ہو اور سیل اشک کا اوسکی آنکہونسے مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتہہ ✤

39 پرورہا دہیرا

پاگ دہری پیری کہری پیہ مکہہ پری نہار

پہول چہڑی کرین دہری آنکہہ بہری جہکار

پاگ دستار پیری کہری زرد پیچ پیہ مکہہ چہرہ شوہر پری نہار نظر آئی جہکار غصہ ناک حاصل دوہا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار پیچ زرد باندہے ہوئے دیکہہ چہڑی پہولون کی ہاتہہ مین لی چشم غصہ ناک کی مراد یہہ کہ نایکا کو دستار زرد پیچ ہر رنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ✤

40 پرورہا دہیرا ادہیرا

نین لال تک رس ڈری کچہو نہ بولی بال

بانہہ گہت ہی لال اُر ہنی توڑ اُر مال ✤

نین لال چشم سرخ تک دیکہہ کر بال عورت بانہہ دست گہت ہے پکڑتی ہے لال شوہر اُر سینہ ہنی ماری مال مالا حاصل دوہا

نایکا اپنے شوہر کی چشم غصہ ناک دیکھکر ڈری اور کچھہ نہ بولی الاجب شوہر نے
ہاتھہ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑ کر سینہ شوہر پر ماری ✽

۶۱ جیشٹھا و کنیشٹھا یعنی بزرگ و خورد

کن سِکھَیَ یہہ کھیل بِل دینھوں تمھیں سکہائے
مونٹھ مارِ واکی درگن موکہہ مانڈت دِہائے

کن سکہئے عجیب بل قربان مونہہ مشت گال وغیرہ درگن آنکھیں
مانڈت ملتی ہو دکہای دیکر حاصل دوہا دو عورت چھوٹی بڑی
اپنے شوہر سے کہتی ہین کہ یہہ بازی عجیب تمکو کس نے سکھلائی ہے کہ ایک کی آنکھہ
مین مونٹھہ گال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ✽

۶۲ پرو ڑہا دہیرادوہا

ڈری گانٹھہ جو بال ہیئے لئے نہ کیھون ناتھہ
پرگٹ بال مرہ گانٹھہ لون بہی گت ہین ہاتھہ

ڈری پڑی گانٹھہ گرہ بال عورت ہیہ دل لئی نہ دریافت نہوے
کیھون کسیطرح سے ناتھہ شوہر گت ظاہر بال ہوے مدّہ درمیان
لون طرح گت پکڑتے ہوئے حاصل دوہا نایک کیطرف سے
نایکا کے دلمین جو گرہ ملال پڑی تھی وہ نایک کو کسیطرح سے ظاہر نہوئی مگر
جسوقت نایک نے ہاتھہ نایکا کا پکڑا اوسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ ملال
ظاہر ہوگئی جیسا گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر مین چاہے تمیز نہوسکے
مگر بال کو ہاتھہ مین لینے سے ظاہر ہوجاتی ہے ✽

اوڑہا پرکیا

۹۳ نَین اَچل چل مَنج تو دوا و بدہ مَن رنج
نج پت لاگت کنج اَر اپ پت لاگت کنج

نین آنکھیں اچل غیرمتحرک چل متحرک منج خوش وضع تو تیری دوا و بدہ دونوں طرح من رنج تسکین دہ دل نج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کنج گل نیلوفر سرخ کھنج صعوہ حاصل دوہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع متحرک و غیر متحرک دونوطرح سے تسکین بخش دل ہیں کہ اپنے شوہر کو مثل گل نیلوفر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے متحرک معلوم ہوتی ہیں ؀

انوڑہا پرکیا دوہا

۹۴ رُوکھی ہوجن باس لون چوری پیت بنائے
بنا چڑہین سرنیہہ جو چڑہیو نیہہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہوجن مت کر باس لون مثل خوشبو کے نیہہ محبت و روغن حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا نا کتخدا کم عمر سے کہ تو مجھ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا چڑہے ہوئے تیل کے سر پر کہ مراد شادی نہونے سے ہے تیرے سر پر محبت نخیر چڑہی ہے آکر ؀

سامانیا

۶۵ مکت مال لکھہ دہن کہیو یہہ اجگت ہے نا ہنہ
گنگ تمہاری اُر بسی شیو میری اُر نا ہنہ

مکت مال یعنی مروارید لکھہ دیکھہ کے دہن یعنی آفریں بصورت اجگت مثال ناموزون گنگ دریاے گنگ شیو نام مہادیو اُر سینہ حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو مالاے مروارید پہنے ہوئے دیکھکر ظریفانہ یہہ کہتی ہے کہ جیسے آپکے سینہ پر یہہ مالا مثل لہر دریاے گنگ کے خوشنما ہے ویسے ہی میرے سینہ پر بھی یہہ پستان کہ جو بصورت شیو ہین زیبندہ ہین اور یہہ مثال جو مین نے بیان کی ناموزون نہین ہے کہ مہادیو اور گنگا کی مناسبت ظاہر ہے ؁

۶۶ اتہیہ سنبوگ وکہتا دوہا

تیری باس پرکاس یہہ شباس بساے
موکارن لاے نہین آپے آپ لگاے

پرکاس بمعنی ظاہر یہہ شباس عطر خوشبودار بساے خوشبو دیتا ہے حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت مستی یہہ کہتی ہے کہ اے سکھی تیرے لباس مین ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے واسطے کیون نہین لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلوب کو کیون نہ لائی

۶۷ پریم گربتا دوہا

پیتم مورت میری سندر آرسی مین درگن بساے
ڈیٹ گوری دیہہ یہہ مت سونری ہوی جاے

پیہ شوہر سورت صورت سدا ہمیشہ درگن آنکھون بسای جاگین ڈرپت ڈرتی ہے گوری دیہہ صورت صبیح مت مبادا سونزی لیح حاصل دوہا یہہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دل پر یقین کر کے اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھون مین بسائے رکہتا ہے لہذا مین ڈرتی ہون کہ مبادا بوجہہ سواد چشم شوہر رنگت میرے جسم کی ملیح ہو جاوے ۞

روپ گربتا دوہا

۶۶

جوبن لہہ اِن رُوپ ٹہگ اَد بُہت گت یہہ کین

آپ جگت کو مارِ کے ہتّیا مو سر دین

جوبن جوانی ان روپ ٹہگ مراد خوبصورتی ادبہت گت حالت عجیبہ جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگر خوبصورتی کو اپنا رفیق پاکر کیا غضب کیا کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا ۞

مانِنی دوہا

۶۷

ڈہرت مانِنی درگن یون آنسو بند بسال

منو مانسر کنول تین جہرت مکت کی مال

ڈہرت ڈہلتا ہے مانِنی نایکا کنول آنسو بند قطرات اشک بسال خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہین۔ ونیز نام سینہ کہ جسمین کنول دلکا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جہرت جہڑتی ہین

حکمت کی مال ہار ہائے مروارید حاصل دوہا بحالت ملال نایکا کی آنکھون
سے قطرات اشک مسلسل یون گرتے ہین کہ گویا تالاب مانسر سے کہ جسمین مروارید
وکنول پیدا ہوتا ہے اور برادسینہ و دل سے بہی ہے ہار مروارید بہتے ہین ؛

سوآدہین پتکا دوہا

۵۰

نرکہہ نرکہہ پرت دیوس نس تیہ چکہہ پتہ مکہہ اور
کمل جان ال ہوت ہین سس انمان چکور

نرکہہ نرکہہ دیکہہ دیکہکر پیرت روزانہ دیوس نس دن رات تیہ چکہہ
آنکہین جورت پیہ مکہہ چہرہ شوہرا اور طرف ال بہنورا سس ماہتاب
انمان تصور کرکے چکور تدرو حاصل دوہا یہہ نایکا خالی از خلل
بیگانہ شب و روز چہرہ شوہر کو باطمینان تمام دیکہا کرتی ہے دن مین تو
چہرہ شوہر کو کنول سمجہکر آنکہین اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی
ہین اور رات کو ماہ کامل سمجہکر وہی آنکہین چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین

انکنٹہا دوہا

۵۱

سکہی کہا جیہہ ساج کی آج نہ آئی ناتہہ
گرہ بہولی کہگ لون پہری ہوس سبہ جن ناتہہ

ساج آرایش کہگ پرند حاصل دوہا قول نایکا محزون کا اپنی
مصاحبہ سے کہ اے سکہی مین آرایش اپنی کیا کرون آج میرا شوہر نہین
آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پہرتے ہونگے میرا دل اونہین
مین ہے ؛

کھنڈتا دوہا

پیئہ تن مکھہ لکھہ یون ڈری تیہ چکھہ آنسو آئے

منوں مدہ کہہ مکرند کون اگل کی پہر کہائے

پیہ شوہر تن طرف مکھہ چہرہ ڈری پوشیدہ ہوے چکھہ آنکھہ مدہ کہہ بہونرا مکرند عصارہ گل حاصل دوہا یہہ نایکا چشم پر از اشک ہوئی کہ چہرہ شوہر پہ نظر پڑی بمجرد معاینہ چہرہ شوہر وہ اشک یون غایب ہوگئے کہ گویا زنبور سیاہ عصارہ گل کو اگل کر پہر کہا گیا۔

پر لبدہا دوہا

لکھہ سنکیت سونون رہی یون تیہ نار نوائے

منون بنی شیو کی کری سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مواصلت سونو خالی نار گردن نوائے جھکائے بنتی مناجات شیو نام مہادیو کہ جنہون نے شہوت کو جلادیا سبل کام غلبہ شہوت حاصل دوہا یہہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اوس جگہہ کو خالی از مطلوب خود دیکہا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری بھی شہوت جلا دو۔

کلنتہتا دوہا

آلی مان آو کی دسی جار تو ہر کر نیہہ

ریتو کر دوہ بس نان جہتو اب جہوٹ ہی دیہہ

الی سکھی مان ملال وغصہ آہ سانپ ڈسی گزیدہ نیہہ محبت کردہ غصہ حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کرکے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ دور نہیں ہوا اب اوسی حالت مین اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے

٦٥ باسک سجیا دوہا

رتیہ سکھہ سیج سجہائے یون رہی باٹ پیہ ہیر

کہیت بنائے کسان جیون تہت مینہہ او سیر

تیہ عورت سکھہ سیج بستر تکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہہ باران اوسیر انتظار حاصل دوہا نایکا بستر تکلف بچہاکر اپنے شوہر کا اسطرح انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو تیار کرکے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے

٦٦ ابہار کا دوہا

ایسی کامن لاج مین پیہ پہین اٹکت جائے

جیسن سلتا کو سلل یون ساتہین پائے

کامن زن نازنین پیہ شوہر پہین نزدیک اٹکت جائے آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے جسطرح سلتا ندی سلل آب یون ہوا ساتہین مقابل حاصل دوہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا ہوا کو مقابل پاکر آہستہ آہستہ بہتا ہے

ثیہ یعنی ایضاً

57 انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کھولت بیچ چھٹا چتنی ڈہانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سب سے بیچ چھٹا برق چتنی دیکھنہ ڈہانپت چھپاتی ہے گھٹا ابر سیاہ نہار دیکھکر حاصل دوہا یہہ نایکا برق تمثال شب تاریک مین لباس سیاہ پہنکر سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق تمثال دیکھکر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھکر چہرہ پوشیدہ کرلیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمرنگ گھٹا ہے

58 پروکمت پتکا دوہا

نس جگان پر اتھہ چہت پران مجوری نال
انگ نگر مین برہ یہہ بہیو نیو کتوال

نس جگان رات جگا کہ پر اتھہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری حال جلد انگ نگر دیار جسم برہ ہجر حاصل دوہا اس دیار جسم مین ہجر نئی طرح کا کتوال ہوا ہے کہ رات بھر جگانے کی مزدوری مین صبح کو بعجلت جان طلب کرتا ہے

59 لکہت پتکا دوہا

پہلین پاکہ نہ آیہو جو آساڈہ کی ماس
پرتہہ جہر جیت باس لون کیتی بہو سانس

پہلین پاکھہ حصہ اول یعنی نصف ماہ پر تہمہ جہڑ بارہ ان اون چہت باس مراد مردہ سانس دم حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے کہ اگر نصف ماہ اساڑہ تک تم نہ آؤگے تو اول ہی بارش میں مجھکو مردہ پاؤگے

کچھت پتکا دوہا

60

پیہ کی چلت بدیس کچھو کہہ نہ سکے کچھور

چرن انگوٹھا تین ہی داب بچھور اچھور

بچھور باجیا بچھوراد و پٹہ چھور گوشہ حاصل دوہا یہہ نایکا باجیا ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچھہ کہہ نہ سکی مگر انگوٹھے پیر سے گوشہ دوپٹہ شوہر کا داب کرہ گئی ؎

61 کر دی یہہ جو چیکنن ہرت لائے سنیہہ

برہ اگن جو جہنک مین ہوون چہت اب کیہہ

چیکنی آراستہ و صاف و روغن کردہ سنیہہ محبت و روغن برہ اگن آتش مہاجرت جہنک ایک ساعت کیہہ خاکستر حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تہا وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت مین خاکستر ہوا چاہتا ہے ؎

اگم کہت پتکا دوہا 62

ہر آون سن نیہہ بک ملکہہ اگن ہر کہہ سنیہہ

ملکہہ سی سکہہ لون بال کی یہی چیکنن دیہہ

پتھک مسافر قاصد سینیہہ محبت نکھہ سے سکھہ لون سراپا تاں عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا بزبان قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پا تک تازہ و آراستہ ہوگیا فرط خوشی و محبت سے ٭

اچھت پت کا دوہا

63

آوت لہہ گھنسیام کی آن دیس تین بات

چیلا ہوئے چمکن لگیو سینہن ہی کو گات

آن دیس ملک غیر چیلا برق نیہن محبت سے ہی دل گات جسم حاصل دوہا اس نایکا نے خبر مراجعت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی بمجرد سننے کے محبت دل سے تمام جسم اسکا مثل برق چمکنے لگا ٭

اگت پت کا دوہا

64

سکھی بچھرن سسر کی ہوئی لہلہی ترنت

بیل روپ پر پہلت بہی لہہ بسنت سو کنت

سسر موسم اگھن پوس لہلہی سرسبز ترنت فوراً پر پہلت ترو تازہ بسنت فصل بہار کنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کر دیکھ یہہ نایکا بحالت سرما ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل بہار پاکر کیا بیل سرسبز کیطرح ترو تازہ ہوئی ہے ٭

اُتما دوہا

65 کیھون اوگن انگ کو کہین نہ ہت کی جور
پیہ ینینک مکہہ کی تہی رو ٔئی نین چکور

ہت محبت پیہ شوہر ینینک ماہتاب رو ئی عورت حاصل دوہا
یہہ نایکا فرط محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہین کرتی
ہر وقت اوسکے چہرہ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکہا کرتی ہے ❊

ماتہما دوہا

66

پیہ سنگہہ رہت مکہہ بمکہہ ہوئی جات
تیہ درپن پرت بنب لون تیری گت درسات

سنمکہہ بمقابلہ و مہربان بمکہہ غیبت و نامہربان درپن آئینہ پرت بنب
عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوہا یہہ نایکا
بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر مین نافرمان
مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل رہتا ہے اور غیبت مین غایب ❊

ادہما دوہا

67

جیون جیون آدر سون للن پانپ دیت بنائے
تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن اینٹہت جائے

آدر خاطرداری پانپ دریا بہامن عورت مین ماہی لون طرح
کہن کہن ساعت بساعت حاصل دوہا خاوند عورت کیواسطے جس طرح
کہ دریاے محبت و خاطرداری آراستہ کرتا ہے اوسی اوسی طرح یہہ نایکا

بدروش مثل ماہی کے اینٹھتی جاتی ہے ۞

پت نایک دوہا

68

جب تین لالن رون کو گون لی آئے سنگ
تب تین شیو لون آپنے کر را کہی ار دہنگ

لالن شوہر رونی عورت گون مکلاوہ اردہنگ دو نصف جسم حاصل دوہا جب سے یہہ مرد اسکی عورت کو اپنے گہر مکلاوہ کرکے لایا اوس روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس کہتا ہے ۞

انکول نایک دوہا

69

نی بسن جب ہون سجون تب پیۃ بہرم لجاہد
بن پرکے دہن سجن کی ہیر سکت ہین ناہہ

نی بسن پارچہ نو طیار بہرم شک دہن آواز ہیر سکت دیکہتی حاصل دوہا قول نایکا کا سکہی سے کہ جب مین پوشاک نئی پہنتی ہون تب شوہر میرا اشک لاکر عورت غیر سمجھکر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز نہ سُنے پہچان نہین سکتا ہے ۞

دچھن نایک دوہا

70

دچھن ساگر دہن کی سم برتت ہین پریت
وہ ندین یہہ تین سون لت ایکی ریت

دچھن دچھن نایک ساگر دریا شوہر دہن دونون کی سم برابر برتتا ہین

بیان کرتی ہین پریت محبت ندین ندی ہا تین عورات حاصل دوہا دریا ے شور اور اس دچہن نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جیسا دریا مین جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو عورت آوے اوس سے ملتا ہے ٭

٦١ سٹھہ نایک دوہا

پہیر پہیر مکہہ پہیرکت تانت بہو نہہ ندان

بانن بدہ کا ہون نہین راکہی چڑہی کمان

پہیر پہیر دیکہہ دیکہہ ندان نادان بانن بدہ تیر سے مارکر حاصل دوہا قول نایک کا نایکا سے کہ مجھکو دیکہہ دیکہہ منہہ پہیر پہیر کر بہو نہہ کو کیون تانتی ہے تیرون سے مار کر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑہا ہوا نہین رکہتا ہے ٭

٦٢ دہرشٹ نایک دوہا

کالہہ کہیو ہے آپہین ہو سر سوہین کہاے

آج سیس جاوک لیین پہر لوٹت ہو پاے

سوہین قسم سیس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا نایکا اس نایک بےحیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سرکی قسم کہا گیا ہے کہ دوسری نایکا سے تعلق نہ رکہونگا اور آج پہر نشان مہاور پاے دوسری عورت کا سرپر لگا کر میرے پیرون پر لوٹتا ہے ٭

٦٣ اوپیت نایک دوہا

۶۴ آئے وہ پانپ بھری رمنین آج انہان

جہہ ڈوڈن نکسن لکہین نکست ڈوڈب ران

پانپ بھری پیراز آب وتاب رمنین عورت حاصل دوہا

قول نایکا سکہی سے کہ یہہ نایکا بہ آب وتاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی او چلتی ہے ❊

۶۵ بیسک نایک دوہا

لال ادہر ہیرا رَدن جنہہ سیرن تن ساتھہ

دیجے کہنہ دہن لیائے جو کیجے تہہ دہن ہاتھہ

لال ادہر یاقوت لب ہیرا ردن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یاقوت دندان الماس جسم طلائی اس مال سے مجھکو کون چیز دوگے جو دوا اوسی کی طرف اپنا ہاتھہ بڑہاؤن ❊

۶۶ روپ ماتی نایک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائے

نیک لکھو منج بدن سون رادہی بدن ملائے

ہیرت دیکہتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا قول سکہی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکہتی ہو ذرا اپنے چہرہ کو چہرۂ مطلوبہ سے ملا کر تو دیکھو ❊

٦٦ پروکت نایک دوہا

اگن روپ بن رہی برہ کت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بور مار ہون توہ

اگن روپ شعلہ آتش بن نبکر رہی برہ اے ہجر کت کیون جارت جلاتا ہے موہ مجھکو تیہ عورت تن پانپ دریای جسم بور مار ہون غرق کرکے مارون گا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجر تو شعلہ آتش بنکر مجھکو کیون جلاتا ہے یاد رکھہ کہ دریائی جسم عورت کا پاکر تجھکو غرق کرکے مار ڈالون گا

سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی تون سکہی کہی کی بات

تب تین درگ مرگ لون چلی کانن ہین لون جات

درگ آنکھہ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سنایا ہے اوسوقت سے میری آنکھیں مثل آہو کے کانن کیطرف رجوع ہین باین تمنا کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کرچکے اور ہم محروم ہین

٦٦ سپن درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاگے ساتھہ

سپنین کو چت چور کب آوے اپنین ہاتھہ

یعنی گوش دخیلگی ۱۲

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری مین جو چور آوے دوڑکر اوسکے ساتھہ جاسکتے ہین مگر خواب مین جو دلکا چورانے والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ؛

80

چتر درشن دوہا

چترہ چتوت چتر یون رہے ایک ٹک جوے

متر بلوکت رادری کہو کون گت ہوے

چترہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اسطرح ایک ٹک ٹکٹکی سے جوی دیکھہ متر دوست بلوکت دیکھتی رادری آپکی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے مین ہمہ تن مصروف ہوکر خود فراموش ہورہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تری حالت ہوگی

81

سوپنکہہ درشن دوہا

جیون پیہ درگ آل بہنوت تیہ بدن کمل کی اور

تیون پیہ مکہہ سس کی بہی تیہ کی نین چکور ؛

درگ آنکہہ ال زنبور سیاہ بہنوت بلاگردان بدن چہرہ سس ماہتاب حاصل دوہا جسطرح گل چہرہ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ کے بلاگردان ہوتی ہین اوسیطرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور بہ محبت تمام دیکھتی ہین ؛

82

دوتی برین دوہا

83 کیجے سکھ گھنشیام ہوں آج پون کی رنگ

ان ہہ چپلا چمکائے ہوں لپائے تہاری انگ

گھنشیام نام طالب واہبیاہ پون کی رنگ مثل باد چپلا برق تہاری انگ تمہارے جسم میں حاصل دوہا دلالہ کہتی ہے کہ اے گھنشیام تو آج خوشی ولطف زندگی حاصل کریں مثل باد اوس برق یعنی تیری مطلوبہ کو اوڑالاکر تیرے جسم ہمرنگ ابرسیاہ میں چمکاؤنگی یعنی تجھہ سے ملاؤنگی ؛

ہا 84 نایکا کی استت

کسک کسک پوچھت کہا جسک مسک انمان

کھسک جائے گی ٹھسک یہہ نیک سسک سن کان

کسک کسک ازراہ درد جسک جُثہ مسک پشہ انمان خیال کرکے کھسک جای گی جاتی رہے گی ٹھسک خودبینی نیک ذرا سسک آوازسسکی حاصل دوہا قول نایکا کی سکھی کا نایک سے کہ تم نایکا نازنین کے جُثہ کو مثل پشہ سمجھکر غرور سے بظاہر ازراہ درد کیا پوچھتی ہو یہہ آپکا غرور اوسکی ذرا سسکی کی آواز سننے میں ہی جاتا رہیگا ؛

15 برہ نویدن دوہا

کہا کہوں واکی دسا جب کہگ بولت رات

پیو سنت ہیں جیت ہی کہاں سنت مرجات

کہگ پرند مراد پپیہا دسا حالت حاصل دوہا قول سکھی کا نایک سے

کہ اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پپیہا جو رات کو پیو کہاں بولتا ہے جسوقت لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہوجاتی ہے اور لفظ کہاں کے سنتے ہی مرجاتی ہے۔

بسنت رت برنن

کہون لیاوت بکست کسم کہون ڈولاوت بائے

کہون بچھاوت چاندنی مدہ رت داسی آئے

لیاوت لاتی ہے بکست شگفتہ کسم گلہا ڈولاوت باے کرتی ہے ہواے مرغوب مدہ رت فصل بہار داسی خادمہ حاصل دوہا گاہ ہواے مرغوب اور گاہ گلہاے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی آراستہ کرتی ہے یہہ خادمہ فصل بہار وارد ہوکر؎

ترہدہ بات برنن دوہا

سرور مانہہ انہائے اڑ باگ باگ برائے

مند مند آوت پون راج ہنس کی بہائے

سرور تالاب مانہہ مین انہاے غسل کرکے اُڑ اور باگ باگ باغ باغ برماے استراحت کرکے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس نام جانور پرند کہ خرامش بس پسندیدہ مثل ہے روش حاصل دوہا تالاب مین غسل کرکے بس سیر اور باغون مین سیر و استراحت کرکے بس معطر آہستہ آہستہ ہواے سہ گانہ مثل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے؎

باگ برنن

کلپ برچھ تین سرس تو باگ درزن کو جان
ساگر یکسو لکھن کو جل جنترن مس آن

کلپ برچھہ درخت طوبےٰ سے سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ ساگر دریا جل جنتر آب و فوارہ مس جیلہ حاصل دوہا درخت طوبےٰ سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کرکے دریا بہ تماشا مشاہدہ از زمین فوارہ نکلا ہے

٩١

گریکھم رت برنن دوہا

دہوپ چٹک کر چیٹکات آر پہانسی پون چلائے
مارت دوپہر بیچ تیہ یہہ گریکھم ٹھگ آئے

دہوپ چٹک دہوپ تیز کرکے چیٹکات شعبدہ پہانسی کمند پون ہوا چلاے چلاتی ہے تیہ عورت یہہ گریکھم یہہ گرما ٹھگ غارتگر حاصل دوہا دہوپ تیز کا شعبدہ کرکے اور ہواے گرم کی پہانسی چلاکر یہہ عورت گرما کہ جو غارتگر ہے عین وقت دوپہر میں مارتی ہے

٩٢ پنہ یعنی ایضاً

چھٹت نہ لی نل نیر جل دل بیچ چہپت لی آئے
نرکہہ نداگہہ انیت کون چلیو بہانن بین دہائے

چھٹت نہ چھوٹتا نہیں ہے لی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل بیچ فوج آراستہ کرکے چہپت لی ای زمین سے نکلکر نرکہہ دیکھ نداگہہ جیٹھ گرما

انیت ظلم وتعدی یہان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہین
نکلتاہے بلکہ بمعائنہ ظلم وتعدی موسم گرما ماہ جیٹھ لشکر آب زمین سے براہ
فوارہ عبور کرکے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم وتعدی گرما کو دور کرے ؛

۹۳ جل کیل دوہا

ہر چھینٹت یون تین کرلہہ جل کیل آنند
منون کمل جیمون اورتین نکستن چھورت چند

ہر کنہیا جی تین عورات جل کیل آب بازی آنند خوش چھورت
ڈالتاہے حاصل دوہا کنہیا اسطرح سے عورات کو دریا مین ہنگام
آب بازی چھینٹے دیتے ہین کہ گویا کملون پر ہر چہار طرف سے ماہتاب بارش
مروارید کرتا ہو گلہاے کنول مراد از چہرہ عورات و ماہتاب مراد از چہرہ
کنہیا و مروارید مراد از قطرات آب ؛

۹۴ پاوس رت برنن دوہا

پاوس مین سرلوک تین جگت ادہک سکہہ جان
اندر بدہو جا مین سدا چہت بہرت ہین آن

پاوس موسم برسات سرلوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ
سکہہ جان آسایش سمجہ اندر بدہو عروسک سدا ہمیشہ چہت زمین
بہرت خرامان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات مین عالم بالا
سے زیادہ عیش وآرام اس دنیا مین ہے تصدیق اوسکی یہہ ہے کہ ہمیشہ اس
موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین آکر عیش وآرام کرتی ہین قاعدہ

عروسک موسم برشکال مین ہمراہ آب آسمان سے برستے ہین *

95 چھند یعنی ایضاً

جھول جھول تیہ شکمت ہین گنگن چڑہی کی ریت

آج کالہ ہین آئی ہین سُر نارن کو جیت

تیہ عورت شکمت خوش گنگن آسمان ریت طرق سر نارن عورات عالم بالا جیت شرمندہ کرکے حاصل دوہا موسم برسات ہین عورات نہایت ذوق وخوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہین اور خوشی خاطر کیون نہ حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہونیکا طریق ہی یہہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عورات اپنے حسن وخوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل خجل کرکے خوش وخورم زمین پر آئی ہین *

96

سرورت برنن دوہا

چندبدن چمکائے ار کھنجن درگ بھڑکائے

سکل دہرا کو چھلت ہے سرو الیسرا آئے

چند بدن ماہ چہرہ کھنجن درگ صعوہ چشم سکل سب دہرا زمین چھلت فریفتہ کرتی سرو فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما الیسرا پری حاصل دوہا یہہ سرو پری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کرکے اور صعوہ چشم کو بھڑکا کر تمام مخلوق کو خود رفتہ وفریفتہ خود کرتی ہے اس موسم مین ماہ نہایت صاف وروشن ہوتا ہے اور صعوہ بھی اسی موسم مین بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی مین آتا ہے *

ہیمنت رت برنن

۹۷
ہیم سیت کی ڈرن تین سکت نہ اُوپر جائے
رہیو اگن کو پائے کی دہوم بھوم مین چھائے
ہیم برف سیت سرما دہوم دخان بھوم زمین حاصل دوہا
کثرت برف باری اور سرما سے دخان آسمان کو نہین جا سکتا آگ کو پاکر
زمین پر چھایا رہتا ہے

سسرت برنن دوہا

۹۸
پرگٹ کہیت یا سسر مین روکھہ روکھہ کی پات
بچھرن کو چیت ہون دہرین سوکھہ جات ہی گات
پرگت ظاہر سسر نام فصل روکھہ روکھہ ہر درخت پات برگ
بچھرن مہاجرت گات جسم حاصل دوہا اس موسم مین درختون
کا ہر برگ علانیہ یہہ کہتا ہے کہ جسوقت ہمکو جدا ہونے کا درخت سے خیال
گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے

لیلا ہاو دوہا

۹۹
سیام بیکھہ سج کی گئی رادہی درپن دہام
بھولو بیکھہ چکت بہی جب دیکھی تت سیام
سیام نام کنہیا رادہی نام معشوقہ کنہیا درپن دہام آئینہ خانہ
بیکھہ صورت چکت متعجب حاصل دوہا رادہے کنہیا کی صورت

بنا کر آئینہ خانہ مین گئین وہان اپنی شکل بدلنا بھول گئین جسطرف نظر کی اوسی طرف کنھیا نظر آے سخت متعجب ہوئین ٭

۱۵۰ بلاس ہاؤ دوہا

درگن چور اٹھلاے اور بھوہین کر بلسائے

کامن پیئہ ہئیے گود مین مود بھرت سی جائے

درگن چور آنکھہ ملاکر اٹھلای ناز وکرشمہ بلسائے جنبش سے گامن عورت مود خوشی حاصل دوہا آنکھہ ملاکر ناز وکرشمہ سے بہ جنبش ابرو ودست نایکا نایک کی آغوش دلکو انبار خوشی سے پر کر رہی ہے ٭

۱۵۱ للت ہاو دوہا

سکل بہو کھن کون جدپ توجیب رہی سنگار

پی کے نہ یہ واہنہ بہار کی پیئہ پین جئیی نار

سکل سب بھوکھن زیور بہار بار حاصل دوہا تیرے خوبی حسن اگرچہ تمام زیور کو رونق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور سے آراستہ ہے مگر اسقدر بار اوٹھا کر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل کب ہو سکتی ہے ٭

۱۵۲ بیجھیت ہاو دوہا

سیام لال ان تلک تو یہہ رنگ کہون لال

شوتن کو رنگ سیام دی یہہ گیوسیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک قشقہ بہہ رنگ یہہ طور بال عورت
سوتن زنان انباغ سیام نام طالب حاصل دوہا قول
سکہی کا نایکا سے کہ تو نے جو بحالت بیخودی قشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگائے
ہین اونہون نے یہہ خوبی پیدا کی کہ زنان انباغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ
نام اور طالب کو سرخ کر دیا لقولیکہ ہے بگڑی اداالکہہ بناوٹ کے برابر

بیوگ ہاو دوہا

۱۵۵

بات ہوی سو دور تین دیجی موہنہ سنائے

گاری ہاتن جن گہولال چونری آئے

نایکا بحالت ملال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ فام ہے کہتی ہے کہ جو
بات تمکو کہنا ہو دور سے کہدو اپنے دست سیاہ میری چونری سرخ
مین مت لگاؤ

۱۵۶ کلکنچت ہاو

سو سیر کی سس مین سوا تنک نج پا نہہ بہرائے

ڈری جہکی روی بہر ہنسی آپ کو پائے

سو مہادیو سس ماہتاب سوا پاربتی تنک نج چہانہہ
دیکہہ اپنا سایہ بہرا سے متحیر ہوئین ڈری ڈرگئی جہکی غصہ کیا روی
گریہ کیا بہر پہر حاصل دوہا پیشانی مہادیو پہ جو ہلال ہے اوسمین
پاربتی اونکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکہکر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت
ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئین اور روئین اور پہر سمجہین کہ کوئی عورت

غیر نہین ہے میرا سایہ ہے اسواسطے ہنستی ہون ؛

105 ببہسرم ہا و دوہا

بیندی اَرُن کپول دی لال دھٹھونان بھال

ایہہ بدہ کنہہ من ہرن پہسے چپلی نویلی بال

بیندی ارن یعنی سرخ کپول رخسار دھٹھونان نشان سیاہ کاجل کا جو واسطے دفع نظر بد پیشانی پر بناتی ہین بھال پیشانی نویلی نوعمر بال عورت حاصل دوہا بیندی سرخ بعوض پیشانی رخسار پر لگائے اور دھٹونان سیاہ کے عوض مین سرخ بنائے ہوئے اسطرح سے یہہ نایکا نوعمر بحالت خود رفتگی کسکے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے ؛

106 بودہک ہا و دوہا

مانگ بیچ دہر آنگری ڈہانپ نیل پٹ بھال

ارد ہ نسا کر بس چھپت پتہ سین بتای بال

نیل پٹ پارچہ لاجوردی بھال پیشانی اردہ نسا نصف شب سس ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکانے طالب کیطرف دیکہہ درمیان مانگ کے انگلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے اپنی پیشانی کو چھپایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب ماہ کا کیا مانگ پر انگلی رکھنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چھپانے سے مراد غروب ماہتاب سے ؛

107 مدہ ہا و دوہا

108 رُوپ گربَ جوبن گربَ مدن گربَ کی جوَرَ

بال درگن مین مد بھرین آوت چلین ہلورَ

روپ گرب غرور حسن جوبن گرب غرور جوانی مد گرب غرور شہوت جور طاقت بال عورت درگن آنکھو نین مد بھرین نشہ و غرور بھری ہلور موج حاصل دوہا غرور حسن و غرور جوانی و قوت شہوانی کے زور سے اس نایکا کی آنکھو نمین نشہ کی ہلور چلی آتی ہے ۞

سنو سبھا اوداہرن

109 ایک سکھین کر لی چھرین ہنت چکورن دہائے

بھگا دیتی ہے

ایک بھنور کی بھیر کون مارت چنور ڈولائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکور و زنبور سیاہ کا دیکھکر ایک سھنا چھڑی سے چکورون کو اور دوسری چنور سے بہنورونکو مار مارکر بہگاتی ہے مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکورون نے ماہ کامل اور جسکی آنکھ و بوے خوش کو بھنورون نے کنول بہ یقین سمجھا ۞

110 کانت اوداہرن

مکر ہلتا لہہ کہی کنول مرد لتا باس

تو تو آنن کی ملن کی سبرن اکمی آس

مکر آئینہ بملتا صفائی مردلتا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آنن چہرہ حاصل دوہا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور گل کنول نزاکت وخوشبو کے بیان مین رطب اللسان ہے اور رطلا کو آرزو سے ملازمت ہے ؛

111 دیپت اوداہرن

چند چہان بدرہ مکھہ رچی تن چپلا سو ٹھان ؛؛
تا پر اوپ دہری کہری تو تو پوجے آن

چند جہان خلاصہ نور ماہ بدرہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب وتاب

حاصل دوہا اے نازنین خالق نے خلاصۂ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب وتاب مزید سے بران بخشی اسطرح سے تو آراستہ ہوکر خلق ہوئی ہے ؛

112 دہیرت اوداہرن دوہا

دیپ تمہاری نیہ کو برت رہت ہیئہ مانہہ
بات چہون دس کی سبہی بجہت کیہون نانہہ

دیپ چراغ نیہ محبت ہئیہ دل بات ہوا چہون دس چارسو

حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہردم میرے خانۂ دل مین روشن رہتا ہے اور ہرچار سو کی ہوا کا گزند اگرچہ اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہین ہوتا ہے ؛

113 اتہہ ساتوک بہاؤ

پیہ تنک تنک آدہ برن کہہ پاپک سو بیدتین چہائے
ہوئے بیرن کنپت گری تیہ انسوا دہراے ؛

پیہ تک شوہر کو دیکھکر تھک بحالت سکتہ ادہ بدن سخن ناتمام پلک
فرط خوشی سوید غرق بیرن رنگ فق کنپت گری لرزان گری
تیہ عورت انسوا دبھرائی اشک روان ہوے حاصل دوہا نایکا
بعد مدت شوہر کو دیکھکر فرط خوشی سے بحالت سکتہ ہوئی سخن ناتمام رہا جسم
عرق مین غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھون
سے روان ہوا ؛

سنگار رس اوداہرن 114

موہن مورت لال کی کامن دیکھ سو بھائے

ریجھ چھکی موہی جکی تھکی رہی ٹک لائے

موہن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجھ
عاشق ہوی چھکی آسودہ ہوی موہی فریفتہ ہوی جکی متحیر تھکی درماندہ
ہوی رہی ٹک لائی محو تماشا رہی حاصل دوہا فریبندہ
صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریفتہ
ہوئی بحالت سکتہ درماندہ ہوکر محو تماشا رہی ؛

سنجوگ سنگار اوداہرن 115

لی رت سکھ بپریت جیون رچی پیا او میت

راو نوپرن مین بہی ایک رسنا کی ریت

لی لیکر رت سکھ بپریت مباشرت بعکس رچی خوش ہوئی پیہ یا مطلوبہ
میت طالب راو آواز نوپرن زنگولہ مین بہی خوش آواز

رسنان زبان حاصل دوہا طالب ومطلوبہ دونو جیسی مباشرت برعکس سے باہم خوش ہوے اوسیطرح زنگود بلا زبان ایسے خوش آواز ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؛

اتھہ ہوگ مدہ سرتا نراگ

۱۱۵ جاہ بات حسن کی بہی تن من کی گت آنِ

تاکہہ دکہائین کامنی کیون رہ ہین پرآنِ

تن جسم من دل گت حالت کامنی زن حسین پران جان

حاصل دوہا قول نایک کا سکہی سے کہ جس مہجبین کا ذکر سنکر میرے جسم ودل کی حالت غیر ہوگئی اوسکی مواصلت مین کیونکر میری جان جسم ہین رہے گی ؛

۱۱۶ پور بانراگ مین درشٹا نراگ

ہین مٹکیا مہہ ہنہہ متہہ ڈیٹھہ رہی کومن ڈارِ

سو من ماکہن لی گی دیہہ دہی کون ڈارِ

ہین سینہ مٹکیا مٹکی مانہہ مین متہہ متہہ کر ڈیٹھہ نظر رہی نام آلہ چوبی ماکہن مکہن حاصل دوہا قول نایک کا نایکا کی سکہی سے کہ یہہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی مٹکی مین ڈالکر مکہن دلکو نکال لیگئی اور یہی جسم کو چہوڑ گئی ؛

۱۱۷ گرمان اودانہر

پیہ درگ ارن چتی بہی یہہ تییہ نکہہ گت آئے
کمل ارنیا لکہہ منوں سسِ دُتِ گہٹی بناے

درگ آنکہہ ارن سرخ ارنتا سرخی سسِ ماہتاب دت چمک حاصل دوہا طالب کی آنکہہ سرخ دیکہکر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت غیر ہوگئی گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکہکر ضیا ماہ گہٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور طلوع آفتاب مین روشنی ماہ زایل ہوجاتی ہے؛

۱۱۹ دان اپاے دوہا

پٹھئی ہین بنج گون کنہہ لال مالتی پہول
چہہ لہہ توہیہ کمل تین کڈہی مان الی تول

بنج خود گون مکلاوہ مالتی پہول گل چنبیلی ہیہہ دل مان ملال وغرور ال اے سکہی تول ہینہ حاصل دوہا قول سکہی کا نایکا سے کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلاوہ گلہاے چنبیلی بہیجے اوسکو مین کہ تیرے دل کنول مین جو ہینہ ملال تہی وہ نکل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل ہینہ منجمد ہوتی ہے

۱۲۰ بہید اپاے دوہا

ڈوس اگن کی آنچ سُون تُون جن جاری نانہہ
تنہہ تر ورد ہیت تہن رہیت جا کی چہانہہ

روس غصہ اگن آتش نا نہہ شوہر تر و درخت دہیت جلاتی
حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو
ست جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ مین رہتے ہین اوسکو جلاتی نہین ❊

پرسنگ ہنس اپاے دوہا

۱۲۱ کہت پران جو رین کون تپوت ہین کر مان
تی سب چکلی ہوہنگی اگلے جنم ندان ❊

پران کتب ایرخ رین رات تپوت ہین جلاتی ہین کر مان کرکے
سراہ وغرور چکلی سرخاب اگلی جنم ولادت آیندہ ندان ضرور حاصل دوہا
قول نایک کا سکھی نایکا سے کہ کتب پارینہ مین لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب
اپنے طالب باظہار ملال و غرور آتش فراق وحسرت مین جلاتی ہین وہ سب
باعتبار تناسخ ولادت آیندہ مین سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش
فراق مین جلتی رہتی ہے ❊

پریاس ہیوگ

۱۲۲
سو امنا دن کو گئی برہن پہپ منگائے ❊
پرست پہپ بہسم بہی تب شیو دی چڑہائے

سوا پاربتی مناون پرستش برہن مہجورہ پہپ گل پرست
چہونے سے بہسم خاکستر شیو مہادیو حاصل دوہا یہ نایکا
مہجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پہول چڑہانے کو گئی چنانچہ جسوقت
اوس نے پہول چہوے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتھ سے وہ پہول

خاکستر ہو گئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چڑہائی کہ مہادیو جسم میں مَلے

کرنا یوگ دوہا

123 سُکہہ لی سنگ جِنہہ تج گئی پیہ تم رہا کاج

سُو پران دُکہہ پائے کی چلیو چہت ہی آج

سکہہ آسایش تج گی چہوڑ گئی رہا حفاظت پران جان حاصل دوہا

قول نایکا کا سکہی سے کہ جملہ اثاث آسایش شوہر میرا سفر مین اپنے ہمراہ لے گیا

فقط جان کو براد حفاظت قالب میرے پاس چہوڑ گیا تہا اب آج وہ بہی بصدمہ

فراق سے رخصت ہونا چاہتی ہے

124 سندیس دوہا

پکڑ بانہہ جن کر دیئے برہ سترو کے ساتہہ

کہیو ری وا نٹہر سُون ایسی گہیت ہاتہہ

برہ ہجر سترو دشمن نٹہر بے رحم حاصل دوہا قول نایکا مہجور کا

سکہی سے کہ شوہر بے رحم سے یہہ کہدینا تونے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن

کے کیا ایسا بہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تونے میری کی ہے

125 پاتی دوہا

بِتہا کہتا لکہہ انت کی آپنین اپنین پیہہ

پاتی وے ہین آور سب ہُون دیہوں پہہ

بتہا کہتا حکایت رنج و غم انت انجام پاتی خط جیہہ جان حاصل دوہا

قول نایکا مہجور کا سکھی قاصد سے کہ ہر ایک تجھکو حکایت رنج و غم فراق کا خط لکھہ لکھہ کر بنام طالبان خود دیگی اور مین بعوض خط اپنی جان دونگی ۔

دیگر نایکا برنن بزبان ریختہ

در وزن رباعی بستہ کہ

این دو رباعی از انست

سکیا

اوس کے حیا دست ہی وہ مایۂ ناز — اسطرح سے ہی اوسکے سخن کا انداز
خامی کی زبان سون جیون نکلے ہین حرف — پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

بشر بدہ بنو دھا

آتے ہین اگرچہ خوب ایام شباب — پر کچھہ اسکا چھٹا ہے اب خوف و حجاب
تدبیر کئی رہی ہے یون نایک پاس — جیون آگ مین زور سے دل کے سیماب

نعت

نور اللہ تین اول نور محمد کو پر گٹو شبہہ آئے
یا جین یہی تہون لوک جہان لگ اوسب شث جو درد کھائے
آو دلیل سوانت کی کہی رسلین جو بات یہی من بائے
تب لگ نہ پاوے الہ کون کیسہون جولون محمد مین نہ سماہے

نور الٰہی سے اول نور محمد ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم و تمامی محسوسات

پیدا ہوسے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا مین یقین ہوتی ہے رسلین
کہتے ہین کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلمین نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہین سکتا ہے

کبت در منقبت

پیر بہو کون نہ چینہو ان من میری ایک چھن بید اور پیران کو کیون نہ چیت چاہو گی
تج دو دوارا ایس کو تو آیو سیس مانس کو پیٹ ہی کی کاج سب لاج کہوے باوری
ایسو ہی نادان جاہ آج لو نہ آیو گیان کہو ن نہ تجی اجان اپنو سبہاوری
پہر تو اپرادہ تیجو ذرت نرک آدہ شاہ مردان جو بہروسی ایک ادہی

پیر بہو تا ور نہ چینہو نہ پہچانا ان من میری اس ... دل نے
ایک چہن ایک ساعت بید کتب ساوی پیران کتب تاریخ ... کیا نہین
چیت چاہو دل سے آرزو تج چہوڑ کر دو آر دو آ ایس خدا
تو آیو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان ... باوری دیوانہ نادان
نادان پہر تیجو اپرادہ پر از گناہ نرک آدہ بمقدار نیم کنجد حاصل کیت
اے دل تو نے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب ساوی و مذہبی کیطرف میلان نہ کیا
بلکہ دروازہ خدا کو چہوڑ کر دروازہ انسان پر سر جہکایا اور بند شکم مین گرفتار
ہو کر بے حیا و بے غیرت ہو گیا باین ہمہ حال تا حال اپنی عادت کو اے نادان
نہین چہوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہون کے بمقدار
نیم کنجد بہی نہین ڈرتا اور ہوش مین نہین آتا بہر حال یا شاہ مردان ایک
آپکا بہروسا ہے

بشر بارہ بنود ہا کبت

اُدچک ہین آئی بال نینن نہار لال بیٹھ گئی تنہہ کال آپ کو چھپائے کے
چنچل چتون چت چھپین ہر رسلین کون گرکری کیل بھون مرجھائی کے
تاہی سے پیّا پاس آڈ آڈ سکھین کی آون تیہ کی رہی ہے چھپ جائی کے
بادیک چتون چوٹ کی درت پھر اُوٹ اوٹ مرگ اُوٹ پوٹ ہین کھوج تت جائی کے

اوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکھ لال شوہر کرکری سخت کیل آلا خم آہنی بھون ابرو سے مرجھائی کے پژمردہ کرکے بادیک مژگاں کی درخت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطربیاں کھوج سراغ

اصل کبت اس نایکا نے ناگاہ آکر اپنے تیرنگاہ سے طالب کو مجروح کیا اور پھر حیا سے بزمرۂ عورات آپکو چھپا کر پوشیدہ بیٹھ گئی اسے رسلین اول تو تیرنگاہ ہی جگر پر لگا دوم سختی خارہائے ابرو نے حالت بیخودی طالب پر طاری کی مثال اسکی اسطرح پر خوشنما ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کاری کرکے اول پوشیدہ ہوجاتا ہے اور پوشیدہ پوشیدہ جہاں وہ شکار بسمل ہوتا ہے سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہ معشوقہ حسب خواہ شکار مار کر پس پردہ دیگر عورات پوشیدہ ہوگئی ہے ؛

ترنای اگم ریت برنیو کبت

آوت بسنت ترنای ترترلی کی پات گات اُرنای دورت بنیت ہی
یکت شمن من سپھل اُروج ہوت بنوت بنورچیت راکھہ رس پریت ہی

گھور رو گنٹھ بھاس باس انگ کی سباس پرم پرکاش کریت پران چیت ہی
رت بتیس گی تین نہ بھاوین رسلین ڈوا دو جوبن کی سیت شوبھی جوبن کی سر تائے
بسنت نام فصل بہار ترنا ہی جوانی تر درخت تری نوجوان عورت پات برگ
گات جسم ارنا ہی سرخی دو رت دوان پینیت پاک یکت
شگفتہ سمن گل من دل سہیل پہ بار ا روج پستان
بھنوت بلا گردان بھنور زنبور سیاہ چیت دل رس عصارہ
پریت محبت گھور و دیکھو گنٹھ گرہ بھاش ظہور باس
خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پرم پرکاش ... لوٹ
لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل جیس ... صفت
خنگل جوبن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت ... پرم
آمد فصل بہار صحرا اور عنفوان شباب محبوبہ دلربا دمتابہ ہے یعنی زمانۂ بہار
مین اشجار پہ برگ و بار اور عورت کی جوانی میں ... حسن و خوبی پستان
نمودار وہان صحرا مین شگفتگی غنچہ گل یہان ... کی شگفتگی شگوفہ دل وہان
زنبور سیاہ سرگردان یہان دلہاے مردم قربان وہان جوش مستی یہان
محبت کی چیرہ دستی وہان عقود شاخہاے اشجار مین خوشبو یہان جوش جوانی
سے جسم محبوبہ مشکبو وہان بہار آرایندۂ گلہا یہان خوبی جوانی فریبندۂ دلہا
لیکن وہان خزان آنی اور یہان جوانی جاتی پر دونون خوشنما نہین ٭

مہیاد ہیرا دہیکر کبت

راتِ کو بتی جیون پرات آئی سلین تہ کال رتولی لال لکہیات لکہ بیاری گون
نین جہلکین دیو سہو تو دیکہے سلہ کوک سم تار رین پرہ ہماری گون
تب آدن کہنیین گہات نین میری ہین پرات کیسی کہیرون تو لکہ جیاری گون
بام کہیو جانی ہم اندرانی ہین سو اب چند ران بہی ہون درگ نین تہاری گون

پرات صبح کال وقت نین سنمکہہ چار چشم کوک سرخاب کہ تمام شب نرو مادہ مین ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس نایکا کا شب بنجاند زن انباغ بسر کرکے علے الصباح اسکے پاس آیا ہے اوسکو شہر طالب کیے ہوئے دیکہکر کہتی ہے کہ اگرچہ رات مجہکو مثل سرخاب بحالت اور سی گذری مگر اب نہین تو لطف چار چشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو زنان انباغ نے میرے ہاتہ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکہین زیادہ آمادہ گہات ہین کہ سامنے ہوتین کسطرح سے آپکے چہرہ کو دیکہون پس معلوم ہوا کہ تا حال چہرہ میرا مثل اندرانی کے تہا کہ تمہاری آنکہین مثل اندر کے ہر وقت اوسکو بہ تمنا دیکہا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہو گیا کہ آپ کی چشم کنول جسکے مقابلہ مین مثل غنچہ سربستہ کے ہوئی جاتی ہین ؂

رت دوئی منایو مانی کوتا کبت

بدن ہی چند تہان راہ بار دیکہت نین مرگ بلو ادہر تہان آہی
تا ساکہیر ڈگ سلین دانت دارمی بین سو گر لوڑو مر اجی پنگی اسرائی

کٹ سنگھ گج گت ہین تین پنکھی باتین یہہ بات آن ہین آ و گاہی
ایتی سب ستر توتن آی متر بہی تو کون پنچ متر سنگ ستر نانہ چاہی
بدن چہرہ چندماہتاب راہ راس بار موے مرگ آہو پلو برگ
ادھر لب ناسا بینی کیر طوطا دیگ نزدیک داڑہی انار گریو
گردن ہے و م راجی سیلے موی نرم شکم پنکھی یا دہ بار کٹ کمر سنگھ
شیر ویوز گج فیل گت چال ستر دشمن متر دوست حاصل کبت
اس نا کاملوں کو مصاحبہ ولالہ سمجہاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک
موے سر مثل ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو
کے نزدیک برگ لب کہ جو خورش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت
کے مقابلہ مین دندان جو مثل انار و خورش طوطے ہین موجود ہین اور موی نرم
شکم کہ جو مثل مار ہین اوسکے مقابلہ مین گلو طاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے
موجود ہے اور روش مستانہ مثل فیل کے قریب کمر کہ جو دشمن فیل ہے
موجود ہے پس جس حالت مین کہ یہہ تمام دشمن تیرے جسم مین فراہم ہو کر
باہم دوست ہو گئے تجھکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہہ
خشک مزاجی اپنے دیگر زنان اتباع کے دلمین ڈالدے ؟

سانت رس کبت

تیری منو رتھہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہین ٹھوی اکاش کرت نکہت دوت ہے
تو نہین جاڑو تو تو سیل ترد بس سیکھی ہوت تو نہین ٹھوی سکھہ بوجہی کوت اور کہت

توہین بن ناری بہرتا کی ہر سکلین ہوت توہین ہوی کی ستر لیپ آین تین لوک جانگ بیرین جہونہو جیون میں لوک ہوت ہو توہین آتما سجاری لوک جات کو ہوت ہے منور تہہ مطلب وارادہ سیین اشارہ لوک دنیا اکاش آسمان نکہت ستارہ اودت روشنی چار و تتو اربعہ عناصر سیل کوہ ترو درخت پس چرند پنچھی پرند میگہہ ابر سیاہ پوجی دیتا ہے کوت بیحساب اکوت بےحساب بن ناری عورت ہوکر بہرتا شوہر سکہین سکہو ستر دشمن آتما جلوہ حق لوک دنیا حاصل کبت اس کبت مین ...لین توحید بیان کرتے ہین کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے اور تو ہی آسمان ہوکر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر و کوہ و درختا و چرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابر سیاہ ہوکر باران بیحد حساب و بےحساب دیتا ہے اور تو ہی پیرایۂ عورت مین مرد کا راحت رسان ہے اور تو ہی انجام کار بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری مین جیسی حالت خواب نزدیک خواب کے نامعتبر ہے ویسے ہی اوسکی شان جاننے والون کے نزدیک یہہ دنیا خواب و خیال ہے

نرت برنن کبت

بسن بنائی لٹ آنن پی لٹکائی کا جر لگائی سجی ہمہ پان تکہہ کہائی کی
تال جہنکائی بین مردنگ بجائی نتکار گون تلائی سب سنگت آجائی کی
ہاتھن اوٹھائی کٹ گر یو لچکائی دو او بہو نہاین سجائی اب بین نتکائی کی
نپور سجائی جب بہائی سون بہرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری یک دہائی کی

بسن بارچہ آنن چہرہ چکہہ آنکہہ بین و مردنگ نام ساز نتکار
سازندہ اچاہی آراستہ گت کمر گریو گردن لچکاہی خم کرکے نین
آنکہہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت مین رسلین
رقص کا بیان کرتے ہین کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زیب بدن کرکے
اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پان کہا کر تال جہنکا کر بین مردنگ
ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتہون کو اوٹہا کر کمر اور گردن
کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندازِ زمین پر رکہتی ہے
اوسوقت گت خود دوڑ کر اوسکے قدمون پر آکر گرتی ہے ؛

سید برکت اللہ قدس سرہ وے از کملاے فقہا ہست گاہے میل
بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیم پرکاس
نام رسالہ دارد مشتمل بر دوہا و کبت و بشنپد و ڈہرپد وغیرہ ... مردم
دا پرستا پیمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ؛

دوہا

چکہہ جوگی کنٹہا گرین رت سیام اور سیت
آنسو بوند سمرن لیین درسن بہچہا ہیت

چکہہ جوگی چشم جوگی کنٹہا گرین کنٹہہ در گلو ارت سرخ سیام سیاہ
سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن حصہ چہارم تسبیح درسن بہچہا
خیرات دیدار ہیت واسطے حاصل دوہا چشم مرتاض کنٹہہ دانہ ہاے
سرخ و سیاہ و سفید کا گلے مین پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تسبیح
لئے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہین ؛

دوہا

2 پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہیو سمائے

دیول اور مسیت مین دیپ ایک ہین بہائی

پیمی نام شاعر ہندو ہنود ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوہ حق دیول بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پیمی ہندو مسلمان دونون مین جلوہ حق موجود ہے جیسا کہ چراغ ہا ہے بت خانہ مسجد دونون جگہہ مین ایک ہی جلوہ ہے

دوہا 3

اُنٹیا تن کی اُلجھی من بٹوا بہیو سور ٭

سلجھاوی گر گیان سون بنی پیم کی ڈور

اُنٹیا کلاوہ تن جسم اُلجھی اولجھا ہوا بٹوا بٹوہ گیان معرفت پیم محبت حاصل دوہا کلاوہ ایسا جسم ابتر اور الجھے ہوئے کے سلجھانے کو دل میرا بٹوہ ہوا ہے پس سلجھاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے ڈور محبت کو ٭

دوہا ۴

من پنچھی تن پنجرا آپ بہرو آمول

پیارہ جو چھوڑ کر دیو تو ہین تو مین بول

من دل پنچھی پرندہ تن جسم پنجرا قفس آپ بہروپیا از خود ہی

اصول بلاقیمت حاصل دوہا ہے یہ ... اس نفس جسم بیش قیمت پر از خوبی
مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسایش مہیا کر دیا ہے پس تو بھی بہ صنعت
دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر ؛

دوہا

ہم دیپک تم ہو پتنگ اجگت کہی سُنائے
بن دیکھے نہین رہ سکھون دیکھین ہے ہو جائے

دیپک چراغ پتنگ پروانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا
تم چراغ ہو اور مین پروانہ اگرچہ یہہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا یہہ
ہے کہ مین مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہین کر سکتا اور بر وقت دیدار ... نہین
رہ سکتا ؛

دوہا

ہون چکئی وا سندہ کی جہان نہ سورج چند
رات دیوس نہین ہوت ہے نا دکہنا نہ انند

چکی مادہ سرخاب سندہ دریاے سندہ سورج چند آفتاب ماہتاب رات دیوس
شب و روز دکہہ رنج انند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے
کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نر و مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو
خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہین کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا کے
قدم کے ہین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچھ نہین ہے ؛

دوہا

من پارا تن کی کھریا پایت سیاہن رس ہوئے ٦
برہمہ اگن سون پھونک دی نرمل کندن ہوئے

من دل پارا سیماب تن جسم کھریا گھڑیا گیان معرفت دہیان مراقبہ رس شیرہ موی ملاکر برہمہ اگن حق بینی نرمل خالص حاصل دوہا کیمیاگر نقرہ وطلا بناتے ہین اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ رکھکر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین سید برکت اللہ نسخہ طیاری کندن کو جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ بنظر فیض عام بیان کرتے ہین کہ دل سیماب کو بوتہ جسم مین بعصارہ معرفت و مراقبہ تر کرکے آتش ہمہ اوست سے آنچ دو خالص کندن بنجائیگا

جہان پریت تہان برہ ہی جہان سُکھ دُکھ کر دیکھ ٨
جہان پھول تہان کانٹ ہی جہان درب تہان سیکھ

پریت محبت برہ مفارقت درب دولت سیکھ مارسیاہ حاصل دوہا جہان محبت ہے وہان مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہان رنج ہے جہان گل ہے وہان خار ہے جہان دولت ہے وہان مار ہے ؛

دوہا

٩
جم جن پورا ہوی توں دورت گھیرت آن ؛
ہم تو تب ہین دی جکی پیران ناتھ کو پران ؛

جم ملک الموت جن مت پورا دیوانہ پیران ناتھ جان آفرین

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دوڑ دوڑ کر مجھکو آکر گھیرتا ہے
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہین ٭

دوہا

ہم کِسان ہت کہیت کِی بووین دہیان کِی دہان
لونین گیان کی ہاتہ سون ہوی درس کہلہان

کسان کاشتکار ہت کہیت کشت محبت دہیان مراقبہ لونین درو کرین گیان معرفت درس دیدار کہلہان خرمن حاصل دوہا
ہم کشت محبت کے کاشتکار ہین اور تخم مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہین اور دست معرفت سے درو کشت کرتے ہین اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہین ٭

دوہا

نی ریت یا پیت کی پہلین سب سکہہ دیہہ
پاچہین دکہہ کی جیل مین ڈالکی تن کیہہ

نئی ریت نیا طور پیت محبت سکہہ خوشی دکہہ رنج جیل قید تن جسم کیہہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پہر قید خانہ رنج مین ڈالکر جسم کو خاکستر کردیتی ہے

دوہا

سن بیند ہو اکیس سون ڈہونڈہو کیو بار
بہولو کاری رین کو تاکو کہا بچار

من دل بیاد ہوا اوبہا کیس ہوے سرکاری رین شب تاریک حاصل دوہا دل اوسکے بالون مین او [struck: ...] ہر چند کہ چند مرتبہ ڈہونڈہا مگر نہ ملا پس جو شب تاریک مین بہولا ہوا اوسکا کیا ٹھکانا ہے ؂

13 دوہا

ہت کینہوں سکہہ جان کی پڑی دکہن کی بہیر
کیا کیجی سن ہوی گی کڑ وا کرڈ متین پہیر

16 دوہا

یومنون بالغیب کون آنکہہ موڈ من بیل
سیکہہ گر سون یہہ جگت آنکہہ مچوا کہیل

یومنو بالغیب یقین لاتے ہین ساتہہ غیب کے گر پیر مرشد حاصل دوہا یقین لاتے ہین ساتہہ غیب کے اور آنکہہ کو بند کرکے دل اوسمین لگاتے ہین مرشد سے اسطرح کا کہیل آنکہہ مچیا سیکہو ؂

15 دوہا

سیکا ہم ہو ساپنچ سو سر نہر آوی کوی
پریم جوت وا بدن پر جگمگ جگمگ ہوی

پریم جوت نور آلہی بدن چہرہ جگمگ تجلی حاصل دوہا جو صدق دل سے سر پیشانی کو اوسکی جناب مین جہکاتے ہین نور آلہی اوسکے

چہرہ پر چمکتا ہے

دوہا ۱۵

تو نہین تو نہین جو چھوٹے ہو نہین ہو نہین ہوئے

جہار بچہاوی کامری رہی اکیلا سوئے

تو نہین تو نہین انت الحق ہو نہین ہو نہین انا الحق کامری کمل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انت الحق سے گذر کر مرتبہ انا الحق حاصل ہوا اسوقت کمل جھٹک کر بچھاوے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے

دوہا ۱۶

رکت پان پکوان تن ہیو رسوین سار

بیٹھی برہا راوری سدا کرت جیو نار

رکت خون پان آب پکوان اقسام طعام تن جسم ہیو دل رسوین سار مطبخ برہا ہجر راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نار تناول حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل مین بیٹھ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون اور بعوض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہین ؛

دوہا ۱۷

میا موہ من مین بھری پیم پنتھ کو جائے

چلی بلائے جگ کون توسی چھوہی کہائے

میا موہ ای ونی وطمع دنیا پیم نیتھہ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلمین بھری ہوئی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہے گویا ایسا ہے کہ بلی نوشتے چوہے سے [illegible] ہے ؛

دوہا

۱۹

آوَدِہ گئی آیی نہ ہر کریو نہ ہر چیت چاؤ ؛

برہا تو ہِ آنند ہی موسل ڈہول بجاؤ ؛

اودہ وعدہ وصل ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کریو نہ کیا نہین ہر چیت چاؤ برامر خواستۂ دل برہا فراق انند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور محبوب نہ ملا کہ اوسکے ساتھ عیش و آرام کرتے اسے ہجر تجھکو مژدہ ہے کہ بخوشی موسل یعنی چوب کلان و دبیز سے خوب ڈہول کو اب بجاؤ ؛ میر عبد الواحد ذوقی [illegible] امی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین رسالہ طوطی ناطقۂ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ از انجاست ؛

دوہا

برنون واحد کون بِدہ کِرتِن کی دُت جوت

رین اماوس جاہ لکھہ پورن ماشی ہوت

برنون بیان کرون واحد نام شاعر یعنی اپنا کون بِدہ کسطرح کِرتن عورات دُت چمک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک جاہ لکھہ جسکو دیکھہ کر پورن ماشی شب ماہتاب ہوت ہوتی ہے حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ مین عورات کی چمک اور روشنی

کا کیا بیان کرون کہ جسکو دیکھکر شب تاریک روشن ہو جاتی ہے ۞

دوہا

کئی بار پھر پھر کی رسنان پھر پھر کہات
پھر پھر بنکی لگت ہی پھر پھرنے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پھر پھر کہی بار بار کہا رسنان زبان پھر پھر کہات پھر پھر اوسی کو کہتی ہے پھر پھر بنکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے پھر پھرنے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دوہا مژدہ مراجعت طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پھر پھر اوسی کو کہے جاتی ہے کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ۞

کبت

میٹھی ہی نپٹ ہی سہائی بہائی نینن کی جاکی رس چاکی کو سبی للچات ہین
پھینکی اور سبھی سب کہا ہی کی کہا گہون ہیرا کی ہی جوت دیکھی پھو دتما ہین
کہانڈ کی سلی مدہرات ہین پیوت سنس رسنان کی پیاری ہی اوٹھن بلات ہین
ایسی سکمار ہین ہی اولی بارون کا لپی کی دیٹھ کی لکہین دیکھو ٹوتی ہو جات ہین

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضایل بود شعر ہندی خوب

عارف
ARIF

می گوید ومضامین دلنشین می آرد برخی ازان درین جریده ثبت میشود ؛

از نکهه سکهه دوها نگا چرن

۱ بال بال کی بال کو بیوری بهید نپائے

سکهه نکهه تین بالن بین کنگهی آون نه سمائے

بال عورت و موے سر بیوری جدا کرے بهید راز سکهه نکهه سراپا کنگهی شانه حاصل دوہا اے سکهی اس نازنین کے موے سر کو جدا تو جدا کرتی ہے واقف راز نہین ہوسکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر موئین نہ آوے گی حاصل مدعا یہہ کہ جب تک شاعر محبت عورات مین دل باختہ نہوجاوے بیان سراپا ناممکن ہے

2

بینی برنن دوہا

سمد بیند متهه مین من لی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمد دریا ہیو دل متهہ بلوکر مین من ماہی دل جگ دنیا انیت ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ درمیان کو بینی خلاف ریت طریق حاصل دوہا دریا سے سینہ سے ماہی دل کو پکڑ کر دنیا مین ظلم کرتی ہے یہہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے ؛

مانگ برنن

بیچهو ہتو کی نان بچهو اندہ ابد بیچهہ سوئے

مانگ بهیکهہ جهلکت سو ہیہ آکهی کلا جو گوئے

۱۴ لال بینڈلی جت الک لکھہ اوت آپان ٭

بہن ست انک منیک کی من ڈہوکین لپٹان

لال سرخ بینڈلی قشقۂ مدور الک زلف جت کے ساتھہ لکھہ دیکھہ اپمان مثال نہین بہن کفچہ مار ست انک صد منیک مار سیاہ مین مہرہ مار ڈہوکین شک لپٹان لیتے ہین حاصل دوہا پیشانی پر قشقۂ مدور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی مثال بجز اسکے دوسری خیال مین نہین گذرتی کہ صد کفچہ ہاے مار سیاہ بہ شک وطمع مہرہ ہار ہر جانب سے لپٹے ہوے ہین ٭

نتر برنن دوہا

لکھہ چکھہ بین بہرو بہاوام مانون لہاگ بین

چکھہ پد دیرگھہ کرت ست لک دینہی ہی این

ایضاً

کہنج تہکی لکھہ چپلتا کو رنگ چکی لکھہ رنگ

بین چکی درگ بین لکھہ چہب لکھہ چہکی ترنگ

کہنج صعوہ چپلتا شوخی کو رنگ آہو بین ماہی درگ آنکھہ بین دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صعوہ شوخی چشم اور آہو رنگ چشم اور ماہی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھکر حیران و خجل وششدر ہین ٭

ایضاً

٧ بن پہلت انکی لکھت من پاوت نہین چین
رکن پرکاش نج گن کرین پرچہک راس توین

لبن نہر پہلت پہلاچھگن کیون نہ پرکاش ظاہر نج گن ہین صفت خود کرین نہر چہک راس برج عقرب تو ہین تیری چشم حاصل دوہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دلکا چین جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پہر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ✽

کرن برنن

کنیا کیون کہہ سکت نیہہ سمتا سیت پرکاش
٨ جاکو تن پت کی کرت مکت ناک بین باس

کنیا اہل ہنر سمتا شکل سیت سفید پرکاش روشنی کان جنگل گوشہ مکت مروارید مرد آزاد ناک عالم بالا بینی باس جا سکونت حاصل دوہا اہل ہنر تیرے گوش کی آب و تاب اور مثال کو بیان نہین کرسکتے کہ جن کانون مین بیٹھکر ریاضت کرتے ہین مروارید بہ تماشے قیام ہی دوسرے یہہ کہ جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہونیکے واسطے ریاضت کرتے ہین ✽

ناسا برنن دوہا

٩ آبہجت ہی ایکی کمل ایک نال مین آئے
او بہت ناسا نال جیت چکہ بب کمل لکہائے

ناسا بینی چکھہ اکھ ہب دونون حاصل ... دوہا قاعدہ ہے کہ ایکنال
مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے ... نال ہی ہے کہ جسمین دو کنول
یعنی دو آنکھہ ہین ٭

نتھہ برنن دوہا

۱۰

رتّہ نتھہ کی جھولن نرکھہ لیتھی من یون پائے
مکتن ڈار یو ناک مین سنگ ہنڈورا آئے

مکتن مرواریدو مرتاض ناک عالم بالا یعنی حاصل دوہا عورت کے حلقہ
بینی کے جھولن دیکھکر دلکو یون مثال ہاتھہ آئی کہ گویا مروارید خواہ مرد ان لئے
مرتاض نے بینی خواہ عالم بالا مین جھولا ڈالا ہے آکر ٭

کرن مکت برنن دوہا

۱۱

مکت بہی جب تپ تو ناک باس تو آس ٭
کانن کانن مین آجون تب بہت کرت نواس

مکت مروارید و مرتاض جب تپ ہر چند کہ ناک عالم بالا و بینی باس جا
سکونت تو آس بہ آرزو سے تو کانن جنگل کانن گوش تب بہت
تیرے واسطے نواس مسکن حاصل دوہا ہر چند کہ مروارید یا
مرتاض ہوے الا تیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہین اور صحرا و گوش مین
تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہین یعنی مروارید بہ تمناے قیام بینی گوش
مین اور مرتاض بہ تمناے عالم بالا صحرا مین جا گزین ہین ٭

لالری برنن دوہا

انگ نشان انگ جسم بھنگ ماہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل
دوہا قرص ماہ مین نہ نشان کسیاہ ہے اور نہ نشان آہو ہے تیرے چہرہ کی چمک
دیکھکر ماہ سوختہ ہوکر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ مین داغ سیاہ دیا ہے ؛

مکھہ جوت برنن دوہا

۱۵

مکھہ دیپت وا بدن کی اُپمان ہین سب ہین
جا مکھہ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت چھین

جوت روشنی بدن چہرہ رجنی پت ماہتاب دت چھین ناقص النور
حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے
سے ماہتاب ناقص النور ہوتا ہے ؛

مکھہ باس برنن دوہا

۱۶

ڈگر ڈگر تو بگر کی گنجت مدھکر پنج ؛
کینو تو مکھہ باس نے بھون کنج بن کنج

ڈگر ڈگر راہ راہ بگر خانہ گنجت خوش آواز مدھکر زنبور سیاہ پنج جوق جوق
بھون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دوہا تیرے گھر کی
راہون پہ جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہین اے گلشن
خوبی تیری خوشبو دہان نے تیرے گھر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ؛

تھوڑی برنن دوہا

۲۵

تو ٹھوڑی سو بنا چتی کیون نہ لال اچپا تہو
جہہ مکھہ ٹھوڑی ہی ہاتھہ دی کہری بال پچتا تہو

تھوڑھی زنخدان سو بہا خوبی چھتی ... بال عورات حاصل دوہا

تیری زنخدان کی خوبی کو دیکھکر ہیون طالب تیرا تیری تمنا و آرزو کرے کہ جسکو دیکھکر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہین ؂

کنٹھ برنن دوہا

۲۱

ہارے لوکوٹ کپوت کو دیکھہ کنٹھہ ابہرام

گنہین لون ان بچ گرین ڈارے پھٹکا سیام

کوٹ کرور کپوت کبوتر کنٹھہ گردن ابہرام خوبصورت گنہین گنہگار پھٹکا سیام کمند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکھکر کرورون کبوتر شرمندہ ہوے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنہگارون کے طوق سیاہ اپنے گلوں مین ڈالے ہوئے ہین کبوتر کی گردن طناز و ملیح ہوتی ہے شاعران ہندی نے تشبیہ اوسکی گردن محبوبہ سے کی ہے ؂

۲۲

پیکھہ ریکھہ تو کنٹھہ کی جیہہ کپوت دہر ٹیکھہ

پھانسی پھانسی بچ گرین ہیت داگ ببیکھہ

پیکھہ دیکھہ ریکھہ خط تو تیری کنٹھہ گردن جیہہ دل کپوت کبوتر دہر رکھکر ٹیکھہ غرور پھانسی کمند پھالسی ڈالی بچ گرین اپنی گردن مین حاصل دوہا دیکھکر خط تیری گردن کے کبوتر اپنے دلمین بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کمند کو اپنے گلے مین پھانسی کہ داغ ہاے گلو کبوتر سے ثابت ہے

۲۳

کنٹھہ سر برنن دوہا

۲۴ سنی جھنک سرلیپت ہین سو کنٹھ کی کوک
چاتاک ہیہ دو ٹوک ہوی بھر کھوک ہی موک

سنی جھنک سنکر آواز سرلیپت ہین سر لپٹے ہین سو کنٹھہ خوش گلو کی کی کوک آواز چاتک پپیہا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹکڑے کھوک کویل موک خاموش حاصل دوہا آواز خوش گلو سے نایکا کی سنکر پپیہا کا جگر دو ٹکڑے ہوا اور کویل کثرت خجالت سے خاموش ہو گئی ❊

نار برنن دوہا

۲۵ نار نار لکھہ کی ربین ناریں ناز نواے
ناریں ساریں بھہر کی ناریں ناری کہاے

نار عورت نار گردن ناریں عورات ناز نواسے سرفرو ہھہر کی پشمان ہوکر حاصل دوہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھکر جملہ عورات سرفرو ہوئین اور ہار گیئین تمام پشیمان ہوکر اور ہارین ہارکر ❊

بانہہ برنن دوہا

۲۶ پاس تلت تو بانہہ کی بیت اجگت ہیت
جیولیت یہہ کر پرین یہہ پیتم جتہ دیت

پاس پہانسی پرین عزیزدن حاصل دوہا اے محبوبہ پہانسی کے مانند تیرے حلقہ ہر دو دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پہانسی جان لیتی ہے اور یہہ پہانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ❊

کا مکھہ برنن دوہا

کنکھیان لکھہ ان باہنہ تر سکھیان ہین کہ چیت

سدہا سندہ سب لہر تین پری سندہ کہنہ ہیت

کنکھیان ہر دو بغل لکھہ دیکھکر اچیت غافل سدہا سندہ دریا آبحیات سب دو لہر موج پہری بڑی سندہ خلا کہہ ہیت کیدن حاصل دوہا تیر سے دونون باہنون کے نیچے دو نونہالون کی خوبصورتی کو دیکھکر سکھیان خود فراموش ہوئین کہ دونون دریاے آبحیات ہین کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج مین فصل و خلا کسواسطے ہے ؎

پہنچا برنن دوہا

کوٹ اوپاین سون الی بلی کرین بدہ ساتھہ

پی پہنچن واکی نہین پہنچت اپمان ہاتھہ

کوٹ کرور او پاس تدبیرون سے الی اے سکھی بلی باہنہ اپمان مثال حاصل دوہا کرور ہا تدبیرون سے اوسکی خوبی ہاتھون کی بیان ہوئی مگر اوسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد مثال پہونچ نہین سکتا کہ اوسکی خوبصورتی کا بیان کرسکتے ؎

پورین برنن دوہا

بہاوت چت آوت ہین لکھہ انگرین چہباین

پورن پورن رس کیو ملوبن کا نتہہ دی باین

بہاوت چت خوش آتا ہے دلکو اوت ہین آتا ہے دلین لکھہ انگرین
دیکھکر انگشت چھب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ
رس کیو شیرہ خوبی بہرا ہے گانٹھہ دی گرہ دیکر ہین حسن مجسم نے
حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلکو خوش آیندہ ہین
اور مثال اوسکی دل ہین یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ مین
عصارۂ خوبی بہر کر گرہ لگائی ہے ٭

۵۰ روماول برنن دوہا

مانگ انک جو سیامتا مٹ الی تون دیکھہ
اودر آن سو پر گہٹی روماول کی بہیکھہ

مانگ انک مانگ مین جو نشان سفید خط جو سیامتا اوسکی سیاہی اودر
شکم پر گہٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بہیکھہ صورت
حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان مین جو نشان مانگ سفید کا اے
سکھی تجھکو نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہونیکی یہہ صورت ہے کہ وہی سیاہی
بشکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکھہ لی
مراد یہہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم
کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ٭

ایضاً دوہا

۵۱ روماول نہہ جان تون لکھہ بیسیر سکھی رنگ
کچ سوتج منو تک چلیو نابھی ببر بہونگ

روماول موے نرم نرم شکم بلبسر رنگ پا حلقہ پیچ اد از طاؤس کیچ شو پستان
تج چھوڑ کر نابھی کبر جو رخ ناب بھو نک ار حاصل دوہا

یہہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہیں ہے گویا بخوف طاؤس حلقہ پیچی ار سیاہ
پستان یعنی مقام جائے مسکن اپنے کو چھوڑ کر رجوع بطرف سوراخ ناف ہے ۞

کچ اگر سیامتا برنن 32

لست بام کچ سنبھہ پر نہیں سیامتا رنگ
رہیو منو بھو گون دہی سر چڑہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبھہ پستان سیامتا سیاہی
منو بھو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکھی سر پستان
نایکا پر کہ جو مدور بہ شکل مہادیو ہیں سیاہی نہیں ہے مہادیو نے جو شہوت
کو جلایا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکمہ پستان پر نمودار ہے ۞

ارج سندہ برنن دوہا

33 آلی بھلی بدہ جان تون ارجن سندہ انوپ
ادہر امی کی چرن ہت راہ نابھہ کی کوپ

ارجن سندہ فصل درمیان ہر دو پستان انوپ عدیم النظیر ادہر لب
امی آبحیات چرن ہت جہت خورش نابھہ ناف کوپ چاہ
حاصل دوہا اے سکھی تو یہہ یقین تصور کر کہ درمیان ہر دو پستان
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبحیات لب ہائے
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

نابھہ برنن دوہا

۳۶ نابھہ بھنور لون دیکھتی روپ سندھ تو گات

سکھان کیجی کون بدھ اوپان بوڑی جات

نابھہ ناف بھنور گرداب لون طرح روپ سندھ دریا حسن
تو گات تیرا جسم سکھان تعریف اوپان مثال بوڑی جات
غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریا سے
حسن مین ناف گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکر بیان کرون جو مثال لاتا ہون
غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برنن دوہا

۳۷ ای ری تیری لنک تین الکھہ روپ سرسات

جا تین سب پرکاش ہی وہی نہین دکھات

لنک کمر الکھہ روپ جو نظر نہ آوے سرسات زیادہ ہوتا ہے درسات
دیکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر
سے اللہ کی صفت غایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق
کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہین آتا ہے ؎

ایضاً

۳۸ کٹ آدیٹھہ کون ایٹھہ لون بھینٹھہ بدھ سنگ

پیرکٹ بھیو ہی بھسکیہہ دہر جگ امنگ کو انگ

کٹ کمر اڈیٹھہ غایب اینٹھہ بل نینہہ مشکل ہے بدہ سنگہ
اتفاق پر کٹ ظاہر ہوا ہے بھیلہ دیہہ صورت پذیر ہوکر جگ دنیا
امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوہا کمرنا پیدا کا پیچ وتاب
سے بمشکل تمام اتصال ہوکر ظاہر ہوا ہے یہ تغیر صورت دنیا مین جوش نشاط
کا وجود

کام بھون برنن دوہا

تیری نابھہ تر کو آلی برنن کرت سکات
بُدہ بچ ہیہ سکچت جہان اوپمان جات لجات

نابھہ تر زیرناف برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ
عقل بچ ہیہ اپنے دلمین سکچت پس وپیش کرتی ہے اوپمان مثال
لجات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیرناف یعنی
اندام نہانی کی تعریف کرنے مین شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہہ کی
رسائی لین پس وپیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اوسکو شاعر
کیونکہ بیان کرسکتا ہے

چرن برنن دوہا

اَل کَل واچرَن کی لہیَ نہ سمتا این
جاپر بھنور تَن سون سدا بہت ہین نین

اہل صفات سمتاں میں خانۂ شال بہت بلاگردان جگ نین
چشم خلق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پائے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شال خانہ شال میں نہیں ہے کہ جن پر دل مخلوق مثل زنبور سیاہ
کے بلاگردان ہوتے ہین

٣٩ اڈیری برنن دوہا

تو ایڈن سکھمان کی ہین اپمان سب ہین

موڑھ بوڈہ جابرن لہہ اندبدھ ہو بیدلین

ایڈن پاشنا سکھمان تعریف اپمان شال موڈہ بے عقل
بودہ عروسک جابرن لہہ جسکے ہمرنگ ہوکر اند بد ہو
عروسک و منکوحہ راجہ اندر پدہ مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین
تیری پاشنا پای کی اگر تعریف کرون تو مثال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڈہ
یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے اندبدہو کہ
نام منکوحہ راجہ اندر کا بھی ہے مشہور عوام ہوا یعنی بجاے نام بوڑہ خطاب
اندبدہو کا پایا اور بوڈہ و اندبدہو یہہ دونون نام عروسک کی زبان
ہندی ہین۔

٤٥ گات برنن دوہا

اپمان کو اولاگت نہین واتن ادیپ انوپ

جات روپ سی گات لکھہ جات روپ کو روپ

ایمان مثال اوپ روشنی جات رہ [illegible] طلا حاصل دوہا
اوس ماہ پیکر کی خوبی ور روشنی جسم کی [illegible] یال مین نہین آتی اوسکا
جسم طلائی دیکھکر حسن کا بھی حسن شرمندہ ہوتا ہے۔

چھب برنن دوہا

41 چھبِ جھلکت مُنہہ جھلک تین مِن لاگت اُپمان
ہوتِ اُودی سس کی ہُون سمد سلل اُولتھان

چھب خوبی اودے طلوع سس ماہتاب سمد دریاے شور
سلل آب اولتھان بہ سرطغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ
اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے مین اس قسم کی خوبی ور وشنی عیان
ہے کہ مثال اوسکی ناپیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور بسر
طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور بسر طغیانی
ہوتا ہے یہان ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد
ازدیاد خوبی جسم نایکا سے

سکمارتا برنن دوہا

42 کیون وہ بھوکھن کنک کی سبھی انگ سکمار
نیٹھہ نیٹھہ مگ ڈگ دہرت نارِ مہاورِ بھار

بھوکھن زیور کنک طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ
مشکل مشکل مگ راہ ڈگ دھرت قدم رکھتی ہے نار عورت مہاور رنگ عنابی
بھار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کرے

کہ زنگ مہاور کا جو اوسکے پیرون پر لگا ہے اوسکے ہی بار کو بارگران سمجھکر بمشکل
تمام قدم راہ پر رکہتی ہے ۔

سوبھا بہ نن دوہا

۶۵

ریتے چیہر جتے پہہری تا تین بدہ بچار
متواری ہتیار لون راکہی چہوکن ٹار

تیہ عورت چیہر نام زیور جسے پہہری دلو نکو پایل کیا تا تین اسواسطے
بدہ بچار از راہ فہم رسا متواری شراب خوار مخمور ہتہیار اسلحہ لون
طرح راکہی رکہی کہوکن ٹار زیوسا و تار کر حاصل دوہا
اس نایکا کے زیور پا ے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا اسجنیال اسکے
کہ مخمور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہین تمام
زیور ادتار رکہا گیا ۔

نکہہ سکہہ پورتیا دوہا

۶۶

پرتہم رچیو سکہہ نکہہ برن عارف نپٹ اجان
بدہ جن جان سُد ہاریو چہمیو بدہ ندہان

پرتہم اول ہی مرتبہ رچیو تصنیف کیا سکہہ نکہہ سرا پا برن بیان نپٹ
اجان سراپای علم بدہ جن کملا و فضلا چہمیو معاف کرین بدہ ندہان
مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپا ے ہنر نے اول ہی مرتبہ یہہ سراپا
تصنیف کرکے بیان کیا ہے لہذا اکا ملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

غلطی کو معاف فرماویں

از سکھ نکھ کبت جوڑا برنن

کیدھوں بدرہ بیدہ بیان چھند بند کریا ندھیو تمراج گانٹھ سوبھت اسیت ہے

کیدھوں رس پیچک کی للت نوین لتا سندر آدوار پہل تا کو چھب دیت ہے

کیدھوں کام نٹ کھری کندن چھری ہین دھری نیلمن کوی دان ہر اتن کو لیت ہے

کیدھوں ہیم سان بین مدن بٹھیو آسن کی کیدھوں تیرے تیرو جوڑو نیہہ کو نکیت ہے

کیدھوں شاید بدرہ بیدہ بیان تدبیرات انواع انواع چھند بند
مکر و فریب باندھیو تمراج باندھا ہے تاریک کو گانٹھ گرہ سوبھت
خوشنما اسیت سے تاریک ہے رس پیچک جوش سیاہی للت
خوبصورت نوین نئی لتا بیل و تختہ آدوار فیاض کام حسن جسم
نٹ رس بازیگری اچھی کندن چھری چوب طلائی نیلمن
نیلم ہیم سان چوکی طلائی مدن محبوب پیچ نیہہ محبت و روغن سیاہ
نکیت خانہ حاصل کبت اے ماہ رو تیرے سر پر جوڑا سیاہ نہیں ہے

شاید تدبیرات انواع انوں کر مکر و فریب سے تاریکی کو باندہا ہے کہ جسکی یہہ گرہ
سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہہ خوبصورت ایک بیل ہے کہ جسکا ثمر
خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن بازنے چہڑی طلائی مرصع
نیلم کہ مراد قد اور موے سرنا پکاسے ہے حاصل کرکے اب خواستگار جان ہے
یا چوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد موے سر ہے رونق بخش ہے یا اے
نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گہر ہے ٭

نیتر برنن کبت

کیدھون ہین کیتن کی سر کی ہین اوبھی ہین کیدھون بنج سر جو کی سرادو داہین

کیدھون پہ پھلت ارن سر یج تا ہین نیل کنج الی کر جکت تا کی سوبہا سرسات ہین

کیدھون جوری بہوری کل کنجن کی کنجن ہی رسک بلند کیدھون دیت کہات ہین

نیت نویلی ال بیلی ہیم سیلی کیدھون تیری سچہہ اچہہ میری چہپن سہات ہین

کیدھون شاید ہین کبت حسن مجسم سر تالاب اوبھی دونون ہین
مچھلی بنج نیلوفر سر جو سر دریاے سرجو پر پہلت شگفتہ ارن سریج
سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سوبھا خوبی سرسات زیادہ جوری
دو بہوری بہولی کل اچھی کہنجن ممولہ رنجن تسکین دہ
رسک چاشنی گیر بلند زنبور سیاہ دیت ثرو مادہ بکہیات ظاہر
نیت نویلی نوخیز ال بیلی طنّاز ہیم سیلی جدول طلائی سچہہ صاف

اچھے انکھ چھین انکھونین سہات خوش ہین حاصل کبت اے نازنین تیری چشم تماشا پر حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریا ے سرجو کے دو گل نیلوفر تو شگفتہ و خوشنما ہین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ رکھے ہین کہ اوس سے خوبی کو دوبالا کرتے ہین یا دو صعوہ خوبصورت ہین کہ دل کو اپنی حرکت سے محظوظ کرتے ہین یا دو زنبور سیاہ عیاشی گیر نروبادہ ہین یا تو خیز طنّاز ہین یا جدول طلائی ہین بہرحال یہہ تیری آنکھین خوبصورت و صاف و بہتر میری آنکھون کو خوش آیند ہین ۔

مکھہ برنن کبت

باسرن ہوا ہیتو ادت ال جوت واکونس ہی ہین اولوکی لوک لوک ہے

بھان بدمان یاکی مہان سمان مان ہین دن واکون دن پر دیہہ شوک ہے

پورن پرکاش سدا اسدہا کو نواس دیکھو رہت دکت جاتین بنت صنوب کوک ہے

یاکون نکلنک کلنکت لکھو ہی واکون تیر دکھہ چند بال چند سم کوک ہے

باسرن دن اوت روشن امل صاف نس رات اولوکی دیکھی لوک ملک بھان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدہا آبحیات نواس مکان کوک سرجانا نکلنک بلاعیب کلنکت باعیب مان عورت سم مقابل و برابر کوک ہی کون کہے حاصل کبت ای نازنین تیرہ چہرہ ماہ کی تعریف

کہا لکھوں اول یہہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرۂ ماہ ہمہ روز روشن ہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ مین اوسکی روشنی کو اپنی روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری غیبت مین بھی یہہ بدستور روشن رہیگا دوم طلوع ماہ مین جانور سرخاب صدمۂ مہاجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہہ تیرا چہرۂ ماہ ہمیشہ راحت رسان وشب و روز منور و پیراز آب حیات ہے سوم یہہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی وتنزل کا ہر ماہ دامنگیر رہتا ہے اور تیرے چہرۂ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے چہرہ کے مقابلہ مین شاعر مثال ماہتاب کو کیونکر موزون کرسکتا ہے *

جان برنن کبت

کری ہوتی اربن کرسانکر کری ہی دیکھ نپت اچنبھا بھری رہتا کچھاجی ہے

سندر سرت دنت سو بھونت راجت ہی رچنا چرچہ چ کرن براجی ہے

ات ہین سر دیپ ڈہاری ہے دیپ ہیکی سانچی ماٹون کا ریگر ین اچھی ہورت ساجی ہے

سکمان تر لوک کی سکیل سوچ سوچ ات بیری جان بدہ جان جان تیہ ساجی ہے

کری فیل مادہ اربن آزاد از دشمن کر ہاتھ سانکر زنجیر کری ہی کی ہے نپت اچنبھا بھری سخت تعجب رہتا درخت ہو رگت جال چھاجی خوشنما سرت ونت لائق صحبت رچنا چر نہایت اچھی ہو تر چ کرن خوش آینڈ ڈہاری ڈہالی ہوی سانچے قالب کاریگر مین حسن مجسم کاریگر سکمان خوبی ترلوک

ہرسہ عالم سکیل فراہم کرکے بدہ جان خالق نے بجلد جان تیہ ران عورت سا جی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہا کی تعریف کیا لکھون کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوز کمر سے آزاد ہوکر اور حلقہ زنجیر اپنی خرطوم مین لیکر اظہار نیاز کرتی ہے اور یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تنہ موز خراسان ہے اور بس خوبصورت و خوشنما لایق صحبت و خوش آیند ہر وقت ہین حسن نے قالب حسن مین ڈہال کر بہت پاک وصاف آراستہ کیئے ہین میرے نزدیک خالق نے حسن ہرسہ عالم کو یاد سے فراہم کرکے رانین عورت کی بنائی ہین ؀

نا سا برتن کبت

سکہمان اکہنڈ سکٹ سنڈرن کی کہنڈن ہی منڈن کہہ منڈل کیا بہلا کہی ہے
تل کو سمن تا دوتوں تن یادی ہمن تو ہین کیتن کی چہبین بدہ بہاکہی ہے
سکہمان ال مہا کومل نوین ات روپ سر سج کلی سیپ تا کی ہے ؀
راچیو سج سنیہ تین بدہا تا تیہ مکہہ دیپ تا کی دت سیت ناسا باتی سم راکہی ہے

سکہمان خوبصورتی اکہنڈ لازوال سکٹ سنڈرن منقار طوطیان کہنڈن ڈشانے والی منڈن زیور مکہہ منڈل حلقہ چہرہ تل کو سمن گل کنجد امل صاف جہا کومل نہایت نازک نوین نو رسیدہ روپ سر دریا حسن سرسج کلی شگوفہ گل کنول سیپ خدمتگذار سنیہ محبت و روغن بدہا تا بہ ملہ اد خالق تیہ مکہہ دیپ چراغ چہرہ محبوب تاکی اوسکی دت ہیت روشنی کیواسطے ناسا بینی باتی فتیلہ سم مثل راکہی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے نازنین تیری بینی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طوطیان اور زیور

حلقہ چہرہ ہے گل کہند کی اگر مثال دی جاوے تو اوسکی خوبی بھی ہم پلہ خوبی تیری بینی کی نہیں ہوسکتی کیونکہ صد ہا خوبیاں بہ مقتضاے عقل تیری بینی مین پائی جاتی ہین نہایت خوبصورت وصاف وبس نازک ہے کہ دریاے حسن کے گل نیلوفر کا شگوفہ نوخیز جسکا خدمتگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی وصفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اوسکی روشنی کیواسطے یہہ تیری بینی مثل فتیلہ کے بناکر روشن کی ہے ؃

نوپہ برنن کبت

روپ کو کیدار سم سندر اجیرتا مین ترن کنک کیسی لتا درسات ہے ؃

کیدھون چھری کھری کلد ہوت کی نورہی جا کچھب پچن کی چھٹا چھرات ہے

نوچہ نوین نیلمن کی نگن جٹیو تا کو کہ دیٹہہ اننہہ اد پان سہات ہے ؃

بھو نرن کی پانت تامرس کی چمن پرسکھان سموہ لہہ سکہہ سون اگھات ہے

روپ حسن کیدار تھالا سم مثل وبرابر سندر خوبصورت اجیر صحن ترل جوان وخوشنما کنک طلا لتا شخنہ وبیل درسات معلوم ہوتی ہے چھری کھری چوب دستی بہتر کلدہوت طلائی نورہی خمیدہ چھب خوبی مر پچن شعاع چھٹا مجمع چھرات جلوہ دہ نو برنگولہ نوین نوطیار نیلمن نیلم نگن نگ ہاے جٹو مرصع دیٹہہ نظر اننہہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش آتی بھونرنکی

صفت زنبور سیاه تا مرس کنول سمن گل سکھمان خوبصورتی
سموہ انبار لمہ پاکر اگھات سے آسودہ ہوتی ہے حاصل کبت زن
نازنین خیابان حسن ہین خوبصورت مثل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر
معلوم ہوتی ہے یا خمیدہ چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوہ افروز
ہے زنگولہ پاسے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور چمن چمن تعریف
سرور در سرور حاصل کرکے آسودہ ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صفت زنبور سیاه
گل کنول پہ آراستہ ہے زنگولہ پاے نازنین نہین ؛ نثر خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ خامۂ خوش خرام بہ منتہاے این قلم رسید و سیاحتے کہ آغا
کردہ بود بانجام رسانید و باقتضاے ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاد
ختم کتاب بر نظم ہندی دست بہم داد چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو
فرقان عظیم است و جواہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رح در تفسیر
در منثور می گوید تحت قولہ تعالے طوبی لہم وحسن مآب اخرج ابن جریر و
ابو الشیخ عن سعید بن مسجوح قال طوبی اسم الجنۃ بالہندیۃ و نیز شیخ جلال الدین
سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر از سبد لہ صاحب کتاب برہان نقل
میکند والسندس رقیق الدیباج بالہندیۃ و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن
جعفر ابن محمد عن ابیہ فی قولہ تعالے یا ارض ابلعی مائک اشربی بلغۃ الہند علماء
فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افصح آیات قرانی ست و ابدع بینات آسمانی
و وقوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است
این چنین ست در سرو آزاد و ختم این کتاب در سنہ دوازدہ صد و نود و
ہفت ہجری بوقوع پیوست و در بلدۂ فرخندہ بنیاد نقش تالیف بست چشم از
یاران دادرس و عزیزان صبح نفس آنکہ اگر گوشۂ چشمی برین سرمایۂ نا سرہ اندازند

خاتمة الکتاب

از نتائج طبع سلیل ناظم بے نظیر ظہوری ظہور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص بشہید سلمہ القدیر

گاہے سخن از یار و گہے از سخن یار   دیوانۂ عشق سر و کار ست دل ما

امروز فکر تردد پرست پے سپر جادۂ اقبال ست و فضاے کار آگہی جولانگاہ توسن خیال ماضی مجال قرین آمد و حال باستقبال ہمنشین شد گاہے بر روے میر دیدم و گاہے بمرزا رفیع رسیدم روزہا در انجمن ناسخ و شبہا ہم بزم آتش مومن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیماے ما گذشتگان بجا لیان مانند و حالیان بآیندگان سخت پیوند آرے اینہمہ دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا کہ دریافتہ آمد پیدا ست کہ غیر از دو چیز سبب دیگر نخواہد ہم قم عیسیٰ را از قفا می دریابند و ہم آب زندگی را از جائے بہم رسانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش بہ طرف شد صریر خامۂ معجز نگار ابو الخیر سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم باز رفتا را رواج قم عیسیٰ دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یارب لطف این قم عیسیٰ برفتگان روزی و فیض این آب زندگی بزندگان ارزانی باد اندرین میدان پیش کلیم پا گذاشتن ہمانا بیش از کلیم پا گذاشتن ست و دو شر تصور تہ این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلمش در دویدنست و صبا مضمون پا کشیدن عمریست کہ زبان ریختہ را مجال افتادہ و شاہد کمال را براہ استادہ است شغلے آورد کہ طلسم گنج کمال بکشاد و کارے کرد کہ اختلاط لفظ و معنی براہ افتاد چون نباشد نہال مراد امیر الملکی ست کہ بر اورنگ جامعیت نشستہ است و گل امید والاجاہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ پیست فطرتی درین نزدیکی بدرگاہش

دیده باشی شنیده‌ام که نشانمند اوج برآمد و پایین پرستی یکچند بر آستانش شنیده باشی دیده‌ام که بلندی نام دارد ۵

نور الحسن کلیم بنوشت — خوش تذکره که جان نوشتم
لعلی ست ز معدن معانی — دُر صدف بیان نوشتم
اوصاف معانی بلندش — بر صفحهٔ آسمان نوشتم
آوازه درای نالهٔ دل — بانگ جرس فغان نوشتم
در عهد رئیسه که آن را — شاهِ فلک آستان نوشتم
آن شاه جهان که در ثنایش — بر همزنِ بحر و کان نوشتم
تاریخ گر از شهیر خواهی — نیرنگ سخنوران نوشتم ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ چکیدهٔ خامهٔ بلاغت جامه نواب مرزا داغ دهلوی سلمه الله

سیدی نور حسن خان بهادر ذی‌جاه — آنکه با نطق کلیم است و بطبع است سلیم
منتخب کرد چو اشعار بگفتم تاریخ — نور الهام جدید و ید بیضای کلیم ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ از سید جمیل احمد سهسوانی

جمیل این تذکره آن رونق رنگ سخن دارد — که مقبولِ دل و مطبوع هر طبع سلیم آمد
ز دل بر لب پی تاریخ این گلدستهٔ رنگین — تماشاگاهِ معنی جلوهٔ طور کلیم آمد ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ از معدن شیوابیانی سید قدرت علی شمیم سهسوانی

چیده مضمون و منتخب اشعار — داخل تذکره چو شد فی الحال
سال تاریخ او شمیم نوشت — انتخاب پسند اهل کمال ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی سید احفاظ علی ہسوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال — مجتمع ساختہ بفکر رفیع
گفت احفاد سال تاریخش — چیدہ و منتخب کلام بدیع ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت — کہ دل فریفتۂ او شداست وجان مائل
نوشت مصرعۂ تاریخ خوش دا شاکر — بہار طور کلیم است نور دیدہ دل ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب و کلیم ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد — رونق جلوۂ بہار چمن
جلوۂ فکرت کلیم نمود — شمع بزم سخنوران روشن
از سر انبساط گفت سلیم — گلشن دلپسند اہل سخن ۱۲۹۷ھ

منہ سلمہ ربہ

ہے یہہ بے مثل تذکرہ ایسا — جسکا ثانی نہین برب حبیب
فیض ہے حضرت کلیم کا یہہ — اسکا طالب ہے دور ہو کہ قریب
کون ہے جسکو یہہ پسند نہین — دیکھو کیا کیا لکھے ہین شعر عجیب
جلد کہدو سلیم فکر ہے کیون — اسکی تاریخ ہے عجیب غریب ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور لاثانی موجد الفاظ و معانی منشی محمد حسین صاحب سہسوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لبھاتا ہے اک جہان کا
بتاؤ حُب کا عمل ہے اسمین کہ نقش تسخیر اسکو سمجھون

بلا ہے انداز دلبری مین یہہ حسن و جلوہ کہان پری مین
زمانہ اسکی ادا پہ شیدا جہان شوخی پہ اسکی مفتون

کہین ہے یہہ دلخراب عاشق کہین یہہ معشوق دلربا ہے
کہین ہے لیلی کا اسمین جلوہ کہین دکھاتا ہی رنگ مجنون

لکہے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ انتخاب اونکی جان ٹہیرا
نہ دیکہی آنکھون نے ایسی بندش سنا نہ کانون نے ایسا مضمون

ہر ایک صفحہ ہی صحن گلشن کہلے ہین کیا کیا گل مضامین
جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو ہین معانی بہار گلگون

بیان وصل و فراق سے یہہ کہین ہی تریاق سم کہین پر
کسیکے دلمین ہے اس سے شادی کیا ہی اسنے کسیکا دل خون

نہ کیون ہو یہہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ
جو نام طور کلیم پایا یہہ کچھہ اسی کے لئے تہا موزون

سن مسیحی و سال ہجری صبا جو پوچھے کوئی تو کہدے
قیامت آشوب نظم ہے یہہ (۱۸۸۰ء) یہہ نثر ہی اک حصار افسون (۱۲۹۷ھ)

قطعہ تاریخ طبع از معدن نکتہ دانی سید جلیل احمد سہسوانی

جلوہ ہے یہہ شعر شعر مین مضمون ہین با فروغ
یہہ تذکرہ کہ منتظم انور کریم ہے

تاریخ بھی چمکتی ہوئی کہدو اے جلیل
روشن عجیب نور ہے طور کلیم ہے (۱۲۹۷ھ)

قطعهٔ تاریخ طبع از مولوی عبید الباقی سهوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرہ نادر نوشت　　جلوهٔ اشعار شد روشنگر نور کلیم
مصرعهٔ تاریخ از باقی چنان شد دلفروز　　هست زیبا سے تجلی جلوهٔ طور کلیم ۱۲۹۷ھ

تاریخ تالیف تذکرہ طور کلیم نتیجہ خامہ منشی فدا علی صاحب متخلص فارغ

عنوانہای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ مضمون ۱۲۹۷ھ　　چمکایا نور شعر کا طور کلیم نے ۱۲۹۷ھ

قطعہ

جلوہ گری معانی کی لفظوں میں کیا کہوں　　فانوس میں ہے شمع کہ بادل میں مہر ہے
سمجھہ جائے کیوں نہ آتش جادوے سامری　　طور کلیم نور تجلی سحر ہے ۱۲۹۷ھ

ایضاً تاریخ طبع

عنوانہای تاریخی

طور کلیم گشت تجلی بلبس طبع ۱۲۹۸ھ　　آیت طبع یافت طور کلیم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

میر نور الحسن حلیم و سلیم　　سر بسر طور نثر و نظم کلیم
جوہر فرد معدن التقوی　　در یتیم عز و جاہ و ذریتیم
شاعران زبان اردو را　　کرد منت پذیر لطف عمیم

یعنی از بهر یادگاری شان	کرد نایاب تذکره ترقیم
جمله اشعار انتخاب زده	دلکشا مثل بوستان نعیم
نثر صاف و روان او آمد	غیرت آب گوهر و تسنیم
کلک فارغ نوشت مصرع طبع	جلوه پیرا گشته طور کلیم ۱۲۹۷ھ

قطعه تاریخ

تالیف طور کلیم از نتیجه طبع سلیم محمد ابراهیم المتخلص به خلیل زله ربای فارغ

گشت مفتوح ازین تذکره باب معنی	نور خورشید و قمر یافته تاب معنی
ساغر چشم ببین گر پی سیر اندازی	مست تا فتح شوی از کیف شراب معنی
روشن از شمع قلم کن سنه تالیف خلیل	جلوه طور کلیم است شهاب معنی ۱۲۹۷ھ یعنی ستاره روشن

ایضاً تاریخ طبع

بیشک کلیم تذکره طرفه نگاشته	پیوسته نیست بر لب بیننده واه واه
می تابد از حروف معانی فروغ نور	چون در سواد چشم بتان مردم سیاه
تاریخ طبع یافت بتیغ دل کلیم	طور کلیم کرده تجلی چو نور ماه ۱۲۹۷ھ

نثر خاتمه بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مهتمم مطبع مفید عام آگره

کلامیکه طور زبان را نور و موسی صفتان را سرور بخشد حمد روشنگر آئینه دل است که کوه طور را ز شعله عشقش خاکستر ساخت و آن خاکستر سرمه دیدهٔ اهل نظر گردیده دیده‌وران که بنورش راه برده اند قدم بر آتشش سپرده چراغ هستی برافروختند و نقد حیات ابدی اندوختند چنانکه الله نور السموات والارض

خود میفرماید ما کو چشمان را نظر خدا بین باید تا بهر سو نظاره تجلیات او کنند و اینما کنتم فثم وجه الله را تعویذ بازو

مثنوی منه

ذاتش بصفات هست پیدا — چون نور که شد ز مه هویدا
اصل همه نور نور ذات است — چشم تو منور از صفات است
در ذات بپیچ و سر لاهوت — بگشا نظری بنور ناسوت

و سخنی که از طور دلم بکرسی ظهور نشیند نعت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات و التحیات است که موسی عمران مرو صفت خوانان اوست و عیسی مریم یکی از دربان او کلیم طور نشین سوال رب ارنی بر زبان بود و بجوابش لن ترانی می شنود و آن محمود رب محمود بعرش برین رسید و از ما زاغ البصر و ما طغی سرمه در چشم خود کشید تربیت و بلند مراتب و دیده بگشا که طور کلیم کجا و عرش عظیم کجا

بہ بین تفاوت ره از کجاست تا بکجا منه

موسی بطور رفت و همین است اوج او — بر لامکان و عرش معلی ست جای تو

اما بعد از طور بدعای خویش جدا صوفی بی ریا چون طنبور خالی پر صداست که عشاق را نغمه داودی ساز گار ست و سخن بینوا را فکر اشعار سزاوار بقول حافظ شیراز

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است — صراحی می ناب و سفینه غزل است

در بزم سخن سنجان برنگ قافیه تنگ می نشینم و دلم می گشاید و براه پخته کلامی خود را همردیف الشان میبینم دانی بر کسی کار می آید کیسه خالی من از گوهر سخن پر است و معانی آبدار بهر من لعل و دُر تذکره طور کلیم که با شعار گوناگون برنگ گلهای بوقلمون است و بسواد وادی المقدس طوی شمردن پیرایه اختتام در کشید و از سنگ طبع چشمه آب بقا روان گردید تشنگان را نوید تازه و تخم سروران را ستر بی اندازه ارزانی باد که این کتابی است مایه سرور و شادمانی و چشمه آب زندگانی گلدسته دست نگین خیالات و مشتوی آشفته حالان هیکل گردن فرهادنشان روزگار و تعویذ بازوی شعرای شیرین گفتار هر دو نقش عینک دیده فراق دیده و هر نقطه اش سویدای دل غم کشیده نظم منه